الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ

خانقاہِ عالیہ علویہ کا نقیب مسلکِ اعلیٰ حضرت کا پاسبان

ماہنامہ پیامِ شعیب الاولیاء

براؤں شریف

دام ظلہ العالی صاحبزادہ مظہر شعیب الاولیاء شیخ طریقت

حضرت علامہ الحاج

غلام عبد القادر چشتی

نائب ناظم اعلیٰ: دارالعلوم اہل سنت فیض الرسول براؤں شریف

(مزار شریف) مظہر شعیب الاولیاء علیہ الرحمۃ

چیف ایڈیٹر

صاحبزادہ محمد افسر علوی قادری

بیادگار

شیخ المشائخ حضور شعیب الاولیاء
عاشق محبوب کبریا گل گلزار قادریت
شمع شبستان چشتیت حضور سیدی الشاہ
محمد یار علی صاحب قبلہ
لقد رضی المولیٰ عنہ براؤں شریف

پیر طریقت مجاہد سنیت سراپا خیر و برکت سلطان
الاصفیا سید الاتقیا نقیب الاولیاء مظہر شعیب
الاولیاء حضرت مولانا صوفی شاہ
محمد صدیق احمد
صاحب قبلہ علوی قادری چشتی علیہ الرحمہ
براؤں شریف

بشارۃ المشائخ کنز الکرامت
دعائے محبوبی شہزادۂ حضور شعیب الاولیاء
برادر حضور مظہر شعیب الاولیاء مادر زاد ولی
حضرت سیدی
احمد رضا عرف بابو میاں
علیہ الرحمہ براؤں شریف

فنائے شعیب الاولیاء
جان مظہر شعیب الاولیاء حضور مختار الاولیاء
حضرت علامہ الحاج الشاہ
محمد مختار احمد رضا
علوی قادری چشتی علیہ الرحمہ براؤں شریف

سہ ماہی پیام شعیب الاولیاء
براؤں شریف

شمارہ نمبر (۱) — جلد نمبر (۱)

فروری، مارچ، اپریل ۲۰۲۲ عیسوی
مطابق رجب المرجب، شعبان، رمضان ۱۴۴۳ ہجری

ترسیل زر و مراسلت کا پتہ
صاحبزادہ محمد ارشد علوی قادری
منیجر سہ ماہی پیام شعیب الاولیاء براؤں
شریف ضلع سدھارتھ نگر یوپی انڈیا
708 118 2040
956 552 5306
786 003 8638

Quarterly
THE PAYAM-E- SHUAIBUL AULIA

Village & Post. Baraon Shareef,
Distt. Siddharth Nagar, U.P. India Pin 272153
E-Mail. Payameshuaibulauliya@gmail.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست

ہوتا ہے جادہ پیما پھر کارواں ہمارا

تبلیغ دین کے ذرائع بیشمار ہیں جن میں تحریر وتقریر بہت مشہور ہیں۔تقریر کے بالمقابل تحریر کافی اہمیت کی حامل ہے۔کیونکہ تحریر پائدار رہنے والی چیز ہے۔تحریر ہی وہ واحد ذریعۂ ابلاغ ہے جس کے ذریعہ تاریخ،سوانح اور حدیث وغیرہ کا اکثر حصہ ہم تک پہونچا۔دور حاضر کے مسلمانوں میں دینی،ملی،سماجی معاشرتی بیداری پیدا کرنے کے لیے اور بھٹکی ہوئی قوم کوصراط مستقیم (جسے پہچان کے لیے مسلک اعلیٰ حضرت کہا جاتا ہے) پر گامزن کرنے کے لیے فقیر نے ایک سہ ماہی رسالہ بنام پیام شعیب الاولیاء نکالنے کا عزم مصمم کیا۔رب قدیر کے فضل سے بیحد کامیابی حاصل ہوئی۔پوری جماعت اہلسنت کے لیے بالعموم ووابستگانِ خانقاہ فیض الرسول یارعلویہ کے لیے بالخصوص یہ خبرانتہائی مسرت آمیز ہے کہ خانقاہ فیض الرسول یارعلویہ براؤں شریف ضلع سدھارتھ نگر یوپی سے سہ ماہی رسالہ پیام شعیب الاولیاء کا رسم اجراء بموقع 30/واں عرس پاک مجاہد سنیت سراپا خیر وبرکت سلطان الصوفیاء سید الاتقیاء نقیب الاولیاء مظہر شعیب الاولیاء حضرت مولانا الحاج الشاہ صوفی محمد صدیق احمد قادری چشتی صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ والرضوان سابق سجادہ نشین خانقاہ فیض الرسول براؤں شریف سدھارتھ نگر 18/ رجب المرجب 1443ھ کوعمل میں آرہا ہے۔

یہ سہ ماہی رسالہ سلسلۂ قادریہ چشتیہ کے عظیم ترین بزرگ شیخ المشائخ حضور شعیب الاولیاء عاشق محبوب کبریا حضرت مولانا الحاج الشاہ محمد یار علی قادری چشتی لقدرضی المولی عنہ بانی دارالعلوم اہلسنت فیض الرسول براؤں شریف کی طرف منسوب ہے۔یہ نسبت ہی سعادت و کامیابی کے حصول کا ذریعہ ہے۔

اس رسالہ کے سرپرست اعلیٰ گل گلزار یارعلویت،نبیرۂ شعیب الاولیاء وشہزادۂ مظہر شعیب الاولیاء شیخ طریقت حضرت علامہ ومولانا الحاج الشاہ غلام عبدالقادر چشتی مدظلہ العالی والنورانی خانقاہ یارعلویہ ونائب ناظم اعلیٰ دارالعلوم اہلسنت فیض الرسول براؤں شریف سدھارتھ نگر یوپی ونائب سرپرست عطائے مسعود غازی،فیضان سرکار ستھن،نبیرۂ شعیب الاولیاء ومظہر شعیب الاولیاء وشہزادۂ مختار الاولیاء حضرت بابو محمد مسعود احمد قادری چشتی سجادہ نشین خانقاہ فیض الرسول یارعلویہ براؤں شریف سدھارتھ نگر ہیں۔

یہ رسالہ سوشل میڈیا کے ہر پلیٹ فارم مثلاً فیس بک،ٹوئٹر،انسٹاگرام،واٹس ایپ اور ٹیلی گرام پر نشر کیا جائے گا۔خانقاہ یارعلویہ کا نقیب مسلک اعلیٰ حضرت کا ترجمان،سہ ماہی پیام شعیب الاولیاء کا پہلا شمارہ آپ کے پیش نظر ہے اس رسالہ میں انوار قرآن،گلدستۂ حدیث،یارعلویہ دارالافتاء،بزرگان دین کی سوانح حیات اوران کے اقوال وافعال نیز عصر حاضر کے حالات،اور اصلاح معاشرہ کے تعلق سے بھی مضامین شامل اشاعت ہیں مزید برآں نعت ومنقبت کے حسین گلدستے بھی سجائے گئے ہیں۔

ایک رسالہ تزئین واشاعت کے کن کن مراحل سے گزر کر آپ کے میز تک پہنچتا ہے وہ اربابِ لوح وقلم سے مخفی نہیں۔اس اہم کام کے لیے میں اپنے اصحاب لوح وقلم کا شکر گذار ہوں جنہوں نے اپنے رشحات قلم سے اس مجلہ کو مزین کیا بالخصوص برادر اکبر حافظ وقاری محمد ارشد علوی قادری صاحب،برادر اصغر عزیزم حافظ وقاری مولانا محمد اظہر علوی قادری صاحب،مفتی محمد نعیم امجدی اسمعیلی علیمی صاحب ،عزیزم مفتی محمد شاہد رضا امجدی جامعی صاحب،صاحب فتاویٰ یارعلویہ مفتی منظور احمد فیضی یارعلوی صاحب،مولانا اسلام الدین احمد انجم فیضی صاحب،ڈاکٹر غلام حسنین علوی صاحب،مولانا شبیر الٰہی قادری صاحب ان حضرات کے علاوہ اور بھی چند مخصوص احباب ہیں جن

سے اس تنگ وقت میں کام کی تکمیل کے لیے گزارش کی گئی ہماری آواز پر لبیک کہتے ہوئے اپنا کام چھوڑ کر انہوں نے ہمارا ہاتھ بٹایا۔اور میں ان تمام احباب کا جنہوں نے ہر قدم پر میرا ساتھ دیا بیحد مشکور و ممنون ہوں۔اس کے علاوہ طباعت کے مرحلے سے جن لوگوں نے اس مجلہ کو بحسن وخوبی گزارا ان تمام حضرات کا بھی ممنون مشکور رہوں۔

قارئین باوقار:اس سہ ماہی مجلہ کو خود بھی پڑھیں اور دوسروں کو بھی پڑھنے کی تاکید کریں۔دینی تعلیمات کے فروغ میں ہر طریقے سے ہمارے شانہ بشانہ کھڑے ہوں۔جزاکم اللہ خیرا

تاہم جیسا کہ کہا گیا الانسان مرکب من الخطاء والنسیان۔اگر قارئین کرام کو اس میں کہیں کوئی غلطی نظر آئے یا کمی کا احساس ہو تو ان سے مخلصانہ التماس ہے کہ اپنی صائب رائے سے آگاہ فرمائیں۔ہم کشادہ دلی کے ساتھ اس کا استقبال کریں گے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں خدمت دین متین کرنے کی توفیق بخشے۔آمین

*****

نعتِ شہِ اُمم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

جو بھی ہجرِ شہرِ طیبہ میں شہا تڑپا کریں
التجا ہے آپ سے ان کو عطا ویزا کریں

مثلکم پڑھ کر نہ ہمسر شاہ کو بولا کریں
ساتھ میں تفسیر اس کی نجدیو! دیکھا کریں

چاہیے خوشنودیِ مولیٰ اگر ؟ ایسا کریں
سرورِ کونین کا صبح و مسا چرچا کریں

صرف پائے ناز آقا کو شرف حاصل ہے یہ
’’تاج روح القدس کے موتی جسے سجدہ کریں‘‘

آپ سے جس نے بھی مانگا آپ نے بڑھ کر دیا
آپ کی یہ خو نہیں سرکار! کہ لا لا کریں

آپ ہیں جب شافعِ روزِ جزا یا مصطفیٰ!
آپ کے شیدائی کیوں پھر نار کی چنتا کریں

بغض مت رکھو نبی سے؛ بارہا کہتے تھے ہم
جا رہے ہو نجدیو اب نار میں؛ ہم کیا کریں

اس جگہ سے بھی مرے سرکار آگے بڑھ گئے
عذرِ سوزِ پر جہاں پر طائرِ سدرہ کریں

اذھبوا کہہ کر ہمیں ہر ایک نے لوٹا دیا
جز ترے اب کس کے آگے اپنا لب ہم وا کریں

والیٔ بطحا اگر تشریف لائیں ایک بار
مدتوں تک میرے گھر کے بام و در مہکا کریں

آپ ہی کے نور کا صدقہ لیے نور خدا!
عرش پر شمس و قمر اور کہکشاں چمکا کریں

ناعتو! کر لیں وضو اشک رواں سے پیشتر
پھر ادب سے نعتِ پاکِ مصطفیٰ لکھا کریں

اللہ اللہ! عاجزی تو دیکھیے سرکار کی
مالکِ کونین ہو کر روز و شب فاقہ کریں

جن کا کھاتے ہیں انھی کی کرتے ہیں گستاخیاں
اور کیا تم سے بھلا اے نجدیو آشا کریں

آرزو ہے طیبہ جانے کی بہت پَر زر نہیں
مسئلہ حل آپ ہی اب اے مرے آقا کریں

آپ کو مختارِ کل رب نے بنایا ہے حضور
آپ چاہیں مجھ سے ادنیٰ کو ابھی اعلیٰ کریں

ایک تو کیا لاکھوں جائیں گے اے شاکر! خلد میں
روزِ محشر شافعِ محشر فقط ایما کریں

کاوش: **شاکر رضا نوری مظفرپوری**

والدین کے ساتھ حسنِ سلوک

وَ اِذۡ اَخَذۡنَا مِیۡثَاقَ بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ لَا تَعۡبُدُوۡنَ اِلَّا اللّٰہَ وَ بِالۡوَالِدَیۡنِ اِحۡسَانًا۔ (البقرۃ، آیت 83)

اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا کہ اللہ کے سوا کسی کو نہ پوجو اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو (کنزالایمان)

(وَ بِالۡوَالِدَیۡنِ اِحۡسَانًا: اور والدین کے ساتھ بھلائی کرو) اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کا حکم فرمانے کے بعد والدین کے ساتھ بھلائی کرنے کا حکم دیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ والدین کی خدمت بہت ضروری ہے۔ والدین کے ساتھ بھلائی یہ ہے کہ ایسی کوئی بات نہ کہے اور ایسا کوئی کام نہ کرے جو اُن کے لیے باعثِ تکلیف ہو اور اپنے بدن اور مال سے ان کی خوب خدمت کرے، ان سے محبت کرے، ان کے پاس اٹھنے بیٹھنے، ان سے گفتگو کرنے اور دیگر تمام کاموں میں ان کا ادب کرے، ان کی خدمت کے لیے اپنا مال انہیں خوش دلی سے پیش کرے، اور جب انہیں ضرورت ہو ان کے پاس حاضر رہے۔ ان کی وفات کے بعد ان کے لیے ایصالِ ثواب کرے، ان کی جائز وصیتوں کو پورا کرے، ان کے اچھے تعلقات کو قائم رکھے۔ والدین کے ساتھ بھلائی کرنے میں یہ بھی داخل ہے کہ اگر وہ گناہوں کے عادی ہوں یا کسی بدمذہبی میں گرفتار ہوں تو ان کو نرمی کے ساتھ اصلاح و تقویٰ اور صحیح عقائد کی طرف لانے کی کوشش کرتا رہے۔ (تفسیر خازن، البقرۃ، تحت الآیۃ: ۸۳، ۱ / ۶۶، تفسیر عزیزی (مترجم)، ۲ / ۵۵۷-۵۵۸، ملتقطاً) حقوقِ والدین کی تفصیل جاننے کے لیے فتاویٰ رضویہ کی ۲۴ ویں جلد میں موجود اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان عَلَیۡہِ رَحۡمَہ کا رسالہ "اَلۡحُقُوق لِطَرحِ الۡعُقُوق (والدین، زوجین اور اساتذہ کے حقوق)" کا مطالعہ فرمائیں۔

وَقَضٰی رَبُّكَ اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّاۤ اِیَّاہُ وَبِالۡوَالِدَیۡنِ اِحۡسَانًا ؕ اِمَّا یَبۡلُغَنَّ عِنۡدَكَ الۡكِبَرَ اَحَدُہُمَاۤ اَوۡ كِلٰہُمَا فَلَا تَقُلۡ لَّہُمَاۤ اُفٍّ وَّلَا تَنۡہَرۡہُمَا وَقُلۡ لَّہُمَا قَوۡلًا كَرِیۡمًا۔
(سورۃ الاسراء، آیت نمبر ۲۳)

اور تمہارے رب نے حکم فرمایا کہ اس کے سوا کسی کو نہ پوجو اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو اگر تیرے سامنے ان میں ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان سے ہُوں نہ کہنا اور انہیں نہ جھڑکنا اور ان سے تعظیم کی بات کہنا۔ (کنزالایمان)

اس آیت میں رب تعالیٰ کی عبادت کے بعد والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے کا حکم فرمایا گیا اور ان کی نافرمانی سے منع کیا گیا۔

ماں باپ کے ساتھ حسنِ سلوک کرنا جہاد پر مقدم ہے:

حضرت عبداللہ بن عمرو بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا: کیا میں جہاد کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا تمہارے ماں باپ ہیں؟ اس نے کہا جی ہاں، آپ نے فرمایا پھر تم ان کی خدمت میں جہاد کرو۔ (صحیح البخاری، رقم الحدیث: ۵۹۷۲)

ماں باپ کو جھڑکنے اور ان کو اف کہنے کی ممانعت:

اگر وہ دونوں یا ان میں سے کوئی ایک بڑھاپے کو پہنچ جائے تو اُن کو اُف تک نہ کہنا اور نہ ان کو جھڑکنا اور ان سے ادب سے بات کرنا۔

یعنی اپنے ماں باپ سے گھن نہ کھانا، جس طرح ان کو تم سے گھن نہیں آتی تھی، وہ تمہارا بول و براز اٹھاتے تھے اور اس کی بدبو سے نہ ناک چڑھاتے تھے نہ تکلیف محسوس کرتے تھے وہ تم کو نجاست سے صاف کرتے تھے اور ان کو برا نہیں لگتا تھا، اسی طرح بڑھاپے یا بیماری کی وجہ سے ان کے جسم سے کوئی ناگوار بو آئے تو تم ناگواری سے اُف تک نہ کرنا۔ جب والدین کو اُف تک کہنا منع ہے تو اُن کے ساتھ سخت لہجہ میں بات کرنا، اُن کو ڈانٹ ڈپٹ کرنا یا ان کو مارنا بہ طریق اولیٰ منع ہے۔ انسان جب ماں باپ سے بات کرے تو نظر نیچی رکھے اور پست آواز میں بات کرے، ایسے لہجہ میں بات نہ کرے جو توہین آمیز ہو اور نہ کوئی ایسی بات کرے جس سے ان کی دل شکنی ہو، البتہ اگر وہ شریعت کے خلاف کوئی بات کہیں تو اس میں ان کی اطاعت نہ کرے۔ مثلاً اگر وہ کہیں کہ اپنی بہن سے بات نہ کرو یا اپنے بھائی یا اپنی خالہ یا اپنے ماموں سے بات نہ کرو تو اس میں ان کا حکم نہ مانے، کیونکہ رشتہ داروں سے تعلق توڑنے کی شریعت میں ممانعت ہے، تاہم ان سے اس طرح بات کریں کہ ماں باپ کو پتہ نہ چلے تاکہ ان کی دل آزاری نہ ہو۔ (تبیان القرآن جلد ۶ سورۃ نمبر ۱۷ الاسراء آیت نمبر ۲۳)

از قلم: معاون ایڈیٹر

ہر بیماری کی شفا اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی

عن ابو ھریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ وسلم قال ما انزل اللہ داء الا انزل لہ شفاء۔

یعنی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جو بھی بیماری نازل فرمائی ہے اس کی شفاء بھی اُتاری ہے۔

(بخاری شریف، کتاب الطب۔ حدیث نمبر ۵۶۷۸)

فوائد و مسائل:

(۱) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دوا وغیرہ سے علاج کرنا اور علم طب حاصل کرنا جائز و درست ہے اور اس میں ان جاہل صوفیوں کا رد بھی ہے جو لوگوں کو دوا علاج کرانے سے منع کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ انسان کامل مومن اس وقت بنتا ہے جب اللہ کی نازل کردہ تمام بلاؤں اور مصائب اور بیماریوں پر اس طور پر راضی ہو کہ علاج ہی نہ کرائے۔ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ مؤمن کے لیے دوا کرانا جائز نہیں جبکہ ان کا یہ سمجھنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد عالیشان کے خلاف ہے۔

(۲) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دوا سے علاج کرانا توکل علی اللہ کے خلاف نہیں بلکہ فرمان مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے عین مطابق ہے۔

(۳) یہ حدیث اپنے عموم پر نہیں یعنی ایسا نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو بھی بیماری نازل فرمائی ہے اس کی دوا بھی اتاری ہے بلکہ کچھ بیماریاں اس سے مستثنیٰ ہیں جیسے بڑھاپا۔ موت کہ ان دونوں بیماریوں کی کوئی دوا نہیں۔

عن ربیع بنت معوذ بن عفراء قالت کنا نغزو مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نسقی القوم ونخدمھم ونرد القتلی والجراحی الی المدینۃ۔

ترجمہ: حضرت ربیع بنت معوذ بن عفراء بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد کرتے تھے اور لوگوں کو پانی پلاتے تھے اور ان کی خدمت کرتے تھے اور مقتولین کو اور زخمیوں کو مدینہ لے جاتے تھے۔ (صحیح البخاری، حدیث نمبر ۵۶۷۹)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورت مرد کو اور مرد عورت کو ضرورت کے وقت دوا دے سکتے ہیں اور ایک دوسرے کا علاج بھی کر سکتے ہیں جب کہ مریض کی جنس سے کوئی دوا و علاج کرنے والا نہ ہو لیکن اگر کوئی عورت بیمار ہو اور اس کے علاج کے لیے وہاں کوئی عورت میسر ہو تو پھر مرد کو علاج کرنے کی اجازت نہیں اسی طرح مرد بیمار ہو اور اس کے علاج کے لے مرد میسر ہوں تو عورت سے علاج کرانا جائز نہیں لیکن اگر اضطرار کی صورت ہو تو پھر مرد اور عورت میں سے ہر کوئی ایک دوسرے کا علاج کر سکتا ہے جیسا کہ آج کے زمانے میں کہ ہر جگہ عورت ڈاکٹر نہیں ملتی اس لیے مرد ڈاکٹر سے علاج کرانے میں کوئی حرج نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

عن عائشۃ رضی اللہ تعالی عنھا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان ینفث علی نفسہ فی المرض الذی مات فیہ بالمعوذات فلما ثقل کنت انفث علیہ بھن وامسح بید نفسہ لبرکتھا

ترجمہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جس مرض میں فوت ہوے تھے۔ اس مرض میں اپنے اوپر المعوذات کو پڑھ کر دم کرتے تھے۔ پس جب بیماری زیادہ ہوگئی تو میں ان سورتوں کو پڑھ کر آپ پر دم کرتی تھی اور آپ کے ہاتھ آپ کے اوپر پھیرتی تھی تاکہ آپ کے ہاتھ کی برکت حاصل ہو۔ (بخاری شریف۔ کتاب الطب حدیث نمبر 5735)

فوائد و مسائل:

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی مریض پر شفاء کی نیت سے

آیت قرآنیہ پڑھ کردم کرنا جائز ہے

اور یہ بھی معلوم ہوا کہ دم کرتے وقت ہاتھ پھیرنا جائز ہے اور اسی معنی میں ہے کہ جس کی برکت کی توقع ہو اور جس میں شفا کے حصول کی امید ہو یا کسی خیر کے حصول کی امید ہو اس پر ہاتھ پھیرنا چاہئے جیسے ۔یتیم بے سہارا مجبور پریشان حال پر ہاتھ پھیرنا مستحب ہے۔

اوراس حدیث میں جو معوذات کا ذکر آیا ہے اس سے مراد سورہ فلق ،سورہ ناس اور سورہ اخلاص ہے یا اس سے مراد سورہ فلق سورہ ناس اور ہر وہ آیت مراد ہے جس میں تعویز یعنی پناہ طلب کرنے کا ذکر ہو۔

دَم کرنے کے جواز اور دَم کرنے کے ممانعت کے متعلق احادیث میں تطبیق:

بعض احادیث سے دم کرنے کا جواز ثابت ہے اور بعض میں دم کرنے کی ممانعت لہذا ان دونوں احادیث میں تطبیق اس طرح سے ہے کہ جن احادیث میں دم کرنے کی ممانعت ہے اس سے مراد وہ دم کرنا یا کرانا جو عربی زبان میں نہ ہو یا اللہ تعالی کے اسماء اور اس کی صفات اور اس کے کلام سے نہ ہو،اسی معنی کا ارادہ کرتے ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے دم کرنے کو طلب کیا اس نے اللہ تعالی پر توکل نہیں کیا۔

اور جن احادیث میں دم کرنے اور کرانے کی اجازت ہے اس سے مراد وہ دم ہے جو اللہ کی صفات یا اس کے کلام سے ہو۔جیسا کہ قرآن مجید کی آیت کو پڑھ کر دم کرنا یا اللہ تعالیٰ کے اسماء پڑھ کر دم کرنا وغیرہ

دم کرنے کی جواز کی شرائط:

علماء کرام کا اس بات پر اجماع ہے کہ دم کرنا اس وقت جائز ہے جب تین شرائط پائی جاے ۔(1) اللہ تعالیٰ کے کلام یا اس کے اسماء یا اس کے صفات کے ساتھ دم کیا جائے (2) دم کرنا کوئی غیر شرعی کلمات پڑھ کر نہ ہو (3) دم کرنے والے کا اعتقاد ہو کہ دم کرنا بذاتہا موثر نہیں بلکہ موثر اللہ کی ذات ہے۔(افادات از نعمۃ الباری شرح بخاری)

غیر مسلموں سے دم کرانا جائز ہے؟

علمائے کرام نے اس بات بخاری صراحت کی ہے کہ غیر مسلموں سے جھاڑ پھونک کرنا ناجائز وحرام ہے بلکہ بعض صورتوں میں کفر بھی ہے حضور شارح بخاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ”غیر مسلموں سے پھونک چھڑوانا مطلقاً کفر نہیں، ہاں اس صورت میں کفر ہے کہ یہ معلوم ہوا کہ اپنے منتر میں شیاطین یا اپنے دیوتاؤں سے مدد مانگتا ہے۔ اس صورت میں پھونک چھڑوانا رضا بالکفر ہونے کی وجہ سے ضرور کفر ہے۔ (فتاویٰ شارح بخاری، ج 2،ص 563) اس لیے غیر مسلموں سے جھاڑ پھونک کروانے سے بچنا چاہیے۔واللہ اعلم بالصوب

OOOOO

معین تعداد

اُستادگرامی حفظہ اللہ فرماتے ہیں:

یہ نہ کہا کرو کہ خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ نے اتنے لاکھ کو کلمہ پڑھایا، جیسے بعض لوگ نوے لاکھ کہتے ہیں ؛ بلکہ یوں کہا کرو کہ:

آپ کی تبلیغ سے لاکھوں لوگ مشرف بہ اسلام ہوئے۔

کیوں کہ معین تعداد کا مستند ثبوت کہیں نہیں ملتا ، اور مبالغہ آرائی مستحسن فعل نہیں۔

جن صالحین کے جنازوں میں مخلوق خدا کا اِزدِحام ہوتا ہے، محض قیاس آرائیوں سے اُس کی معین تعداد بتانے کے بجائے ،اگر محتاط انداز میں یہ کہ دیا جائے کہ:

جنازے میں کثیر تعداد نے شرکت کی ؛ تو اس سے نہ ہمارے ثواب میں کمی آئے گی نہ مرحوم کے درجات رفیعہ میں!!

اہل اللہ مبالغہ آمیزی کے محتاج نہیں ہوا کرتے۔

---لقمان شاہد

سوالات آپ کے، جوابات ہمارے

از: مفتی منظور احمد یارعلوی فیضی

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ذیل میں کہ مسجد میں یا گھروں میں سی سی کیمرہ لگانا قرآن وحدیث کی روشنی میں جائز ہے یا نہیں؟ ہمارے بچپن میں علماء کرام کا کہنا تھا کہ ٹیلی ویژن دیکھنا حرام ہے۔ تو کیمرہ بھی فوٹو کھینچتا ہے پھر ہم اس کو ٹیلی ویژن پر بھی دیکھ سکتے ہیں۔ جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی محمد آصف مزمل خان بھگت سنگھ نگر گوریگاؤں ویسٹ ممبئی

الجواب ھوالموفق للحق والصواب۔

فوٹو کھینچنا اور کھنچوانا دونوں اشد حرام ہے۔ جیسا کہ حدیث پاک میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: عن عبداللہ بن مسعود قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول اشد الناس عذاباً عنداللہ المصورون۔ (بخاری، مسلم)
حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ سے سنا کہ خدائے تعالی کے یہاں سب سے زیادہ عذاب ان لوگوں کو دیا جاگا جو جاندار کی تصویر بناتے ہیں۔

لہٰذا تصویر سازی سے اجتناب کیا جائے اور اللہ کے عتاب و عذاب سے بچا جائے۔ ہاں دور حاضر میں علمائے کرام نے ملکی ضرورت کے پیش نظر اور حج فرض کے لیے فوٹو بنوانے کی رخصت ضرور دی ہے مگر اس رخصت کو مطلقاً جواز کے زمرہ میں شامل کرنا قطعاً درست نہیں ہے۔ لہٰذا گھر یا مساجد میں سی سی کیمرہ لگانا جائز نہیں ہے۔

ھذا ما ظھر لی والعلم عنداللہ وعلمہ احکم واتم

کتبہ منظور احمد یارعلوی غفرلہ القوی

۱۶ محرم الحرام ۱۴۳۵ھ مطابق ۲۱ نومبر ۲۰۱۳ء بروز جمعرات

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام ذیل کے مسئلے میں۔ ہمارے یہاں اکونہ میں ایک قاری صاحب ہیں جو اپنی بالغ لڑکیوں کو ایک سرکاری انٹر کالج میں پڑھاتے ہیں۔ اس کالج میں لڑکے اور لڑکیاں ایک ساتھ پڑھتے ہیں۔ اور پڑھانے والے زیادہ تر اہلِ ہنود ہیں۔ جبکہ قاری صاحب اکونہ کی جامع مسجد میں امامت کرتے ہیں۔ لیکن کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ قاری صاحب کے پیچھے نماز پڑھنا درست نہیں ہے۔ قاری صاحب کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ کیا قاری صاحب کی امامت درست ہے؟ جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی محمد عیسیٰ رضوی اپنا بازار اندھیری ممبئی

الجواب ھوالموفق للحق والصواب۔

صورتِ مسئولہ میں قاری صاحب کی بالغ بچیاں جو کالج میں پڑھنے جاتی ہیں اگر وہ شرعی پردہ میں جاتی ہیں تو ان پر کوئی مواخذہ نہیں اور اگر بے پردہ جاتی ہیں اور وہاں لڑکے اور لڑکیوں کا اختلاط ہوتا ہے تو یہ ناجائز وحرام ہے۔ اس میں قاری صاحب ہی کی کوئی تخصیص نہیں۔ جس بھی مسلمان کی بچی اس طرح بے حجاب جائے گی وہ عنداللہ ماخوذ ہوگا، وہ بچی بھی گنہگار ہوگی۔ لہٰذا ہر مسلمان کو خاص طور سے اور علمائے اسلام کو بھی احتیاط کرنا ضروری ہے۔ قاری صاحب یا کوئی بھی مسلمان جو اس طرح کے عمل سے راضی ہو اس پر توبہ واستغفار لازم وضروری ہو۔

قاری صاحب اگر بے پردہ بچیوں کو بھیجنے پر راضی ہیں تو یقینا ان کی امامت پر حرف آئیگا۔ انھیں اس عمل سے اپنی بچیوں کو باز رکھنا چاہیے۔ دنیاوی تعلیم اگر ضروری ہے تو اس سے کہیں زیادہ ضروری حکم شرع پر عمل کرنا ہے۔

ھذا ما ظھر لی والعلم عند اللہ وعلمہ احکم واتم

کتبہ منظور احمد یارعلوی غفرلہ القوی ۷ ربیع الغوث ۱۴۳۶ھ مطابق ۲۸ جنوری ۲۰۱۵ء بروز بدھ

درسِ طب

از: حافظ وقاری عبداللطیف رضوی، ناظم اعلیٰ دارالعلوم سنت العلوم قصبہ شہاب پور بارہ بنکی

حامدا و مصلیا و مسلما

معزز قارئین! اس میں کوئی شک نہیں کہ صحت و عافیت اور تمام امراض سے حفاظت ہر آدمی کی طبعی خواہش ہوتی ہے اور نعمت اسلام پانے کے بعد انسان کو صحت و عافیت مل جانا اللہ جل جلالہ کا دوسرا بہت بڑا انعام ہے کیونکہ انسان اس کے بغیر نہ تو عبادت کی کامل قدرت رکھ سکتا ہے اور نہ ہی اپنے ذاتی اور دنیاوی معاملات نبھا سکتا ہے۔ اللہ جل شانہٗ کی کروڑوں رحمتیں ہوں ہمارے آقا و مولیٰ حضرت احمد مصطفی ﷺ پر کہ جنہوں نے انسانی زندگی کے کسی بھی مرحلے میں پیش آنے والے معاملات کو نظر انداز نہیں فرمایا صحت کے اصولوں نفاست و طہارت کے طریقوں نیز کھانے، پینے، اُٹھنے، بیٹھنے، چلنے، پھرنے، سونے، جاگنے وغیرہ غرضیکہ زندگی کے ہر شعبہ میں آپ ﷺ نے ہماری رہنمائی فرمائی ہے علاج و معالجہ کے سلسلے میں جدید طبی سائنس نے غیر نباتاتی طرز علاج کو معمول بنا کر انسانی صحت کے لیے لاتعداد مسائل پیدہ کر دئے ہیں۔ طب نبوی ﷺ اپنے مزاج کے اعتبار سے نباتاتی اور غذائی طرز علاج کی شفا بخش خصوصیات کی حامل ہے، یہی وجہ ہے کہ آج بڑے بڑے سائنسدانوں نے طب نبوی ﷺ پر ریسرچ کر کے ثابت کیاہیکہ یہ علاج بالکل درست ہیں اور جو فوائد بتائے گئے ہیں وہ بھی بالکل ٹھیک ہیں تاجدار انبیاء ﷺ نے تندرستی کی بقا اور بیماریوں کے علاج سے متعلق بڑی اہم اور لازوال ہدایات عطا فرمائی ہیں۔ محدثین نے کتاب الطب کے عنوان سے حدیث کی کتابوں میں علیحدہ ابواب مزین کئے ہیں طب نبوی ﷺ کے ضمن میں نہ جانے کتنی احادیث ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ چاہتے تھے کہ ہر انسان مرض کے ظاہر ہونے کے فورا بعد اس کے تدارک کے لیے طبی طریقہ اپنائے پھر دعا کے لیے ہاتھ اُٹھائے۔ آپ ﷺ کی حیات مبارکہ کے نہ جانے کتنے واقعات بیان ہوئے ہیں کہ جب کوئی شخص حاضر ہوتا اور کسی مرض کی شکایت کرتا تو آپ ﷺ یا تو کوئی اسے دوا بتاتے یا کسی طبیب سے رجوع کرنے کا مشورہ ارشاد فرماتے چنانچہ حضرت ام قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ ایک مرتبہ وہ اپنے بیٹے کو طبیب اعظم ﷺ کی بارگاہ میں لے گئیں بیٹے کے حلق میں تکلیف تھی اور تکلیف رفع کرنے کے لیے اس کا گلا دبایا گیا، نبی کریم ﷺ نے لڑکے کو دیکھ کر قدرے ناگواری سے ارشاد فرمایا، اپنی اولاد کو حلق دبا کر اذیت نہ دو، ''عودالہندی'' استعمال کرو۔ (بخاری)

کتنے غور و فکر کا مقام ہے کہ طبیب اعظم ﷺ کے پاس لوگ آتے ہیں اپنی تکالیف بتاتے ہیں اور آپ ﷺ ان کو طبعی علاجوں کی طرف متوجہ کرتے ہیں، کبھی آپ ﷺ کلونجی کے استعمال پر زور دیتے ہیں تو کبھی سنا مکی کے طبعی فوائد بیان فرماتے۔ کھجور کے استعمال کو آپ ﷺ صحت کے لیے مفید بتاتے۔ غذا کے طور پر سرکہ اور شہد کے فوائد سے آگاہ فرماتے زیتون اور مسواک کے نفع کی اطلاع فرماتے، نہ جانے کتنے ادویات ہیں جن میں طبیب اعظم ﷺ نے شفا بتائی ہے ان دواؤں کے تجویز کے علاوہ آپ ﷺ مختلف دواؤں کا علم حاصل کرنے کی تلقین فرماتے گویا کہ ہر دوا جو تجربہ سے نفع بخش ثابت ہو، اس کے استعمال کی جانب آپ ﷺ متوجہ ہونے کا مشورہ ارشاد فرماتے اس لیے ہمیں چاہیے کہ جب بھی کوئی بیماری لاحق ہو تو سب سے پہلے طبیب اعظم ﷺ کے ارشادات پر عمل کرتے ہوئے ان اشیا کو اپنے استعمال میں لائیں جن کے بارے میں نبی پاک ﷺ نے تلقین فرمائی ہے۔ ان شاء اللہ ضرور شفایاب ہوں گے۔

قارئین کرام! سردیوں میں اپنی صحت کا کیسے خیال رکھیں اسکے متعلق ماہرین اطبا کی چند ہدایات پیش ہیں، چونکہ سردی کا موسم آتے ہی تمام طرح کی بیماریاں لوگوں کو گھیر لیتی ہیں جہاں

ایک طرف سردی کا موسم خوش نما ہوتا ہے، وہیں اس موسم میں لوگ سردی، زکام، بخار وغیرہ جیسی بیماریوں سے پریشان رہتے ہیں ایسے میں ضروری ہے کہ اپنی صحت کا پورا خیال رکھیں ایسی چیزوں کو کھانے پینے سے بچیں جو آپ کی صحت کو بگاڑنے والی ہیں اس موسم میں ٹھنڈے مشروب کے استعمال سے اجتناب برتیں، سردیوں میں اس بات کا خاص خیال رکھیں کہ بچوں کو رات میں سوتے وقت گرم اونی کپڑے نہ پہنائیں کیونکہ سوتے وقت گرم کپڑے پہنے ہونے سے اگر پسینہ آئے گا تو وہ بدن اور سینے پر ٹھہرے گا جس سے کپڑے نم ہوجائیں گے اس سے بچوں کو نمونیا ہوسکتا ہے، ساتھ ہی رات کو ایک دم سے گرم بستر سے اٹھ کر ٹھنڈک میں نہ جائیں اگر اٹھنا ہوتو سروکان اچھی طرح ڈھک کر ہی کھلے میں جائیں، سروکان وغیرہ کو نہ چھپانے سے برین اسٹروک، فالج، لقوہ ہونے کا خطرہ بڑھ سکتا ہے۔ حکماء نے سردی سے بچاؤ کے کئی گھریلو نسخے بتائیں ہیں، جن میں سے کچھ مندرجہ ذیل ہیں۔ سردی میں گرین ٹی، کے روزانہ استعمال کرنے سے ٹھنڈک سے بچے رہیں گے اور زکام بھی نہیں ہوگا۔ روزانہ ادرک کی چائے کا استعمال کریں، تلسی کی چائے بھی سردیوں میں بہت مفید ہے معمولی نزلہ زکام ہونے پر اجوائن کی چائے پینے سے کافی آرام ملتا ہے۔ سردی میں بدن کے کسی حصہ پر درد ہوتو وہاں تارپین یا تل کا تیل لگانے اور سکائی کرنے سے آرام ملتا ہے۔

اگر گلے میں خراش ہو یا کھانسی آتی ہوتو ایک گلاس نیم گرم پانی میں ایک چٹکی ہینگ ڈال کر پینے سے آرام ملتا ہے۔

بخار، کھانسی، زکام ہونے پر کیا کریں؟

کھانسی، زکام، میعادی بخار، ٹائفائڈ اور سانس لینے میں پریشانی ہوتو، ۶ گرام سونف + ۶ گرام اجوائن دیسی + ۶ گرام خوبکلاں یعنی خاکسی + ۱۲ عدد منقہ بیج نکالا ہوا۔ آدھا لیٹر پانی میں اُبالیں جب ابل کر آدھا رہ جائے تو چھان کر تین بار میں پلائیں۔

نوٹ: یہ بڑھے ہوئے (Colistrol) کولیسٹرول کو بھی روکتا ہے۔

کرونا سے بچاؤ کیسے کریں؟ Imminuty Power

امینیوٹی پاور بڑھانے کے لیے کھانے پینے کی قدرتی چیزوں پر خاص دھیان دیں۔

ادرک ۵ گرام + لہسن ۸ جوا + پان پتا دیسی ۲ عدد + پودینا پتی ۳۰ عدد تازی یا سوکھی، ان سب کو ایک ساتھ کوٹکر ایک لیٹر پانی میں ابالیں جب آدھا پانی بچے تو چھان کر تین بار میں استعمال کریں، کرونا سے بچاؤ کے لیے مفید ہے اور ہر طرح کے وائرس و تمام طرح کی بیماریوں میں فائدہ مند ہے،

بلڈ پریشر، شوگر کے مریض اس وقت کیسے صحت مند رہیں؟

شوگر اور بلڈ پیشر کے مریضوں کو خاص احتیاط رکھنا چاہیے نیز بادام اور چنے شام کو پانی میں بھگو دیں اور صبح زیتون تیل ml۱۰، دودھ میں ڈال کر روزانہ استعمال کریں اس سے بلڈ پریشر اور شوگر لیول Normel رہے گا اور امینیوٹی پاور بہتر ہوگی۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو طب نبوی ﷺ پر عمل کی توفیق عطا فرمائے اور بہترین صحت عطا فرمائے اور میری اس تحریر کو مقبول خلق بنائے آمین یارب العٰلمین

OOOOOO

تکبّر

تکبّر اور خود بینی ایسی چیز ہے کہ انسان کو فضائل سے دور کر دیتے ہیں اور رزوائل کے حصول کا سبب بنتے ہیں اور انسان کی ذات ورسوائی کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ تکبر کرتا رہے یہاں تک کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اسے کتا اور سور سے بھی بدتر بنا دیتا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے ہوئے سنا کہ جو خدا کی رضا کے لئے تواضع اختیار کرتا ہے خدا اسے بلند کر دیتا ہے یہاں تک کہ وہ اپنے آپ کو چھوٹا سمجھتا ہے مگر لوگوں کی نظروں میں عظیم ہوتا ہے اور جو تکبر کرتا ہے اللہ اسے پست کر دیتا ہے وہ اپنے کو بڑا تصور کرتا ہے۔ حالانکہ وہ لوگوں کی نگاہ میں کتے اور سور سے بھی بدتر ہوجاتا ہے۔

(شعب الایمان بیہقی حصہ دہم ص ۴۵۵)

سرکار خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی حیات میں مسلمانوں کے لیے درخشندہ نقوش

ازقلم: مفتی شاہد رضا امجدی جامعی

ملک عزیز ہندوستان میں خصوصاً اور پوری دنیا میں عموماً جو حالات ہیں اور انسانیت جس سطح پر پہنچ گئی ہے، اخلاقی قدریں جس طرح مٹ رہی ہیں، انسانیت کا خون جس طرح بہہ رہا ہے، مسلمانوں کو ہر چہار جانب سے ستایا جارہا ہے، ان پر ظلم وزیادتی کے جو پہاڑ توڑے جارہے ہیں اور قوم مسلم زبوں حالی کی شکار ہے۔ اسلام اور بانیٔ اسلام کی شان اقدس میں ہر طرف سے گستاخیاں کی جارہی ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم نے اپنے اسلاف کو بھلا دیا۔ ان کے کردار کو فراموش کردیا۔ ہاں کچھ لوگ اپنے اسلاف کو یاد کرتے بھی ہیں تو صرف ان کی کرامات بیان کرتے ہیں، ان کے عمل و کردار سے آنکھیں موڑ لیتے ہیں۔ اور قوم مسلم اتنی بھولی بھالی ہے کہ کرامات سن کر تو جھومتی ہے لیکن صاحبِ کرامات کی تعلیمات سنتے ہی منہ پھیرنے لگتی ہے۔

اس لیے ضرورت اس بات کی ہے کہ قوم مسلم کو ولی اللہ کی کرامات کے پیچھے پنہاں ان کی مجاہدات اور قربانیوں سے متعارف کرایا جائے کہ ان عظیم ہستیوں نے قوم مسلم کے لیے کیا کچھ نہیں کیا؟ ہم اہلِ سنت وجماعت کے نزدیک یہ بات مسلم ہے کہ کوئی بھی عبادات شاقہ کی بنا پر ولی نہیں ہوتا بلکہ یہ اللہ کا فضل واحسان ہے کہ جس بندے کو چاہے ولایت عطا فرمادے۔

اور اس بات پر بھی اہلِ علم کا اجماع ہے کہ کوئی ولی کاہل نہیں ہوتا، فاسق وفاجر نہیں ہوتا، دنیا کی عیش وعشرت میں مبتلا نہیں ہوتا۔ بلکہ جو جتنا بڑا ولی ہوتا ہے وہ اتنا ہی عبادت وریاضت میں مگن، دنیا کی آرائش سے بے پرواہ، اپنے مقصود کے حصول کے لے ہردم کوشاں رہتا ہے۔ جس کے نتیجے میں اللہ تعالی انھیں بے شمار عزت و بزرگی وکرامات سے نوازتا ہے لہٰذا معلوم ہوا کہ ولایت کی اصل کرامت نہیں بلکہ یہ تو ان کی بلندی مرتبت کی ایک پہچان ہے۔ چنانچہ ہمیں چاہیے کہ ان کی وجہ کرامت جانیں تاکہ اصل ولایت تک پہنچ سکیں تاکہ ان کے کردار وافعال کی روشنی میں راہ ہدایت کی طرف مائل ہونے کی توفیق مل سکے۔ تو آیئے جانتے ہیں کہ اولیاء کرام میں سے جن کی کرامات مشہور ومعروف ہیں نیز جن کی محبت سے دنیا بھر کے مسلمان خاص طور پر ایشیا کا بچہ بچہ سرشار ہے یعنی سرکار خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ کی ذات بابرکات، ان کی حیات میں مسلمانوں کے لے کیا درخشندہ نقوش ہیں؟

راہ حق میں عظیم قربانی: خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ پر پہلی بڑی آزمائش ۱۵ برس کی ننھی سی عمر میں آئی جب آپ کے والد کا وصال ہوگیا۔ وراثت میں ایک باغ اور ایک پن چکی ملی، آپ نے اسی کو ذریعۂ معاش بنالیا اور خود باغ کی نگہبانی کرتے اور درختوں کو پانی دیتے۔ اسی طرح زندگی بسر ہورہی تھی کہ ایک روز آپ باغ میں پودوں کو پانی دے رہے تھے کہ ایک مجذوب بزرگ حضرت ابراہیم قندوزی علیہ الرحمہ باغ میں تشریف لائے۔ آپ نے ان کی خدمت کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ آپ کی خدمت، عظیم بزرگ کو بھا گئی، خوش ہوکر ایک ٹکڑا چبا کر آپ کے منھ میں ڈال دیا جس سے آپ کے دل کی کیفیت بدل گئی آپ نے فوراً باغ، پن چکی اور سارا سازو سامان بیچ کر اس کی رقم فقرا ومساکین میں تقسیم فرمادی اور حصولِ علم دین کی خاطر راہ خدا کے مسافر بن گئے۔ یہ ہے راہ خدا میں ابتدائی وعظیم قربانی۔

ہندوستان کی بادشاہت یوں ہی نہیں عطا ہوئی: آپ رحمۃ اللہ علیہ نے صرف علوم ظاہری۔ تفسیر، فقہ اور حدیث کی تحصیل میں تقریبا ۳۰؍سال صرف فرمائی۔ اس کے علاوہ باطنی علوم کی تحصیل کے لے اپنے پیرومرشد خواجہ عثمان ہارونی علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہوکر شرف بیعت کی دولت سے سرفراز ہوئے اور کئی سالوں تک آپ پیرومرشد کی خدمت میں مصروف رہے آپ علیہ الرحمہ خود فرماتے ہیں کہ خدمت مرشد میں ایک لمحہ بھی آرام نہیں کیا۔ دن رات ان کے ساتھ سفر میں مشغول رہا۔ جب انھوں نے مجھ درویش کی خدمت دیکھی تو مجھے وہ نعمت ابدی سے نوازا جس کی نہ کوئی حد ہے نہ انتہا الغرض اتنی مشقت شاقہ اٹھانے کے بعد جب آپ نے حرمین طیبین کی زیارت کی تو غیب سے ندا آئی ”معین الدین میرا دوست ہے میں

نے اس کو اپنے مقبول بندوں میں شامل کرلیا‘‘ اور پھر جب مدینہ طیبہ میں روضۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حاضر ہوئے اور ادب و احترام کے ساتھ سلام پیش کیا تو جواباً روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، سے آواز آئی ’’وعلیکم السلام یا قطب المشائخ‘‘ اور پھر آپ کو نائب رسول بنا کر ہندوستان کی بادشاہت عطا کی گئی اس بلند مقام ومرتبہ پر فائز ہونے والے سرکار خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ کا مجاہدہ بھی ملاحظہ کرلیجئے۔

تلاوت قرآن اور شب بیداری: حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ کا یہ معمول تھا کہ آپ ساری ساری رات عبادت و ریاضت میں مصروف رہتے حتی کہ عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا کرتے اور تلاوت قرآن سے اس قدر شغف تھا کہ دن میں دو مرتبہ قرآن پاک ختم فرمالیا کرتے دوران سفر بھی تلاوت قرآن جاری رہتی۔ (فیضان غریب نواز ص ۱۳)

خوفِ خدا: سرکار خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ اللہ تعالی کے نزدیک بلند مقام ومرتبہ پر فائز ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ کا خوف اپنے دل میں بہت زیادہ رکھتے تھے جب کبھی قبر وحشر کے مناظر کا تذکرہ آجاتا تو آپ بے اختیار رو پڑتے اور کبھی کبھی تو چیخیں تک بلند ہوجاتیں۔ اور خود لوگوں کو خوف خدا کی تلقین کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کرتے: ’’اے لوگو! اگر تم زیر خاک سوئے ہوئے لوگوں کا حال جان لو تو مارے خوف کے کھڑے کھڑے پگھل جاؤ۔‘‘ (خواجہ غریب نواز حیات تعلیمات ص ۱۳)

پابندیٔ نماز: نماز تمام فرائض میں سب سے اہم فرض اور تمام عبادات میں افضل عبادت ہے۔ نماز مومنوں کی معراج، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور اللہ کی بارگاہ تک پہنچنے کا ذریعہ ہے۔ نماز ترک کرکے کوئی شخص اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیارا ہو ہی نہیں سکتا یہی وجہ ہے کہ خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ خود بھی نماز کے پابند تھے اور اپنے مریدین ومتوسلین کو بھی اس کی پابندی کا حکم دیتے تھے۔

ایک بار نماز قضا کردینے کی گفتگو چل رہی تھی تو غریب نواز علیہ الرحمۃ نے فرمایا: ’’وہ کیسے مسلمان ہیں جو وقت پر نماز ادا نہیں کرتے اور اس قدر تاخیر کردیتے ہیں کہ وقت ہی گذر جائے اور فرمایا ان کے مسلمان ہونے پر ہزاروں بار افسوس جو اللہ رب العالمین کی بندگی میں کوتاہی کرتے ہیں۔‘‘ (دلیل العارفین ص ۳۰)

اخلاقِ حسنہ اور لاکھوں افراد کا آپ کے دست حق پرست پر اسلام قبول کرنا: تاریخی شواہد سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ تبلیغ اسلام اور اشاعت دین کے فروغ واستحکام میں آپ کے اخلاق کریمانہ، حسن کردار، صبر وتحمل، عفوو درگذر، تواضع وانکساری اور آپ کی شیریں کلامی کا اہم رول رہا ہے۔ آپ مکارم اخلاق کے عظیم پیکر تھے۔ اخلاق نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مکمل عکس و پرتو تھے۔ خدمت خلق آپ کی زندگی کا مشغلہ تھا۔ احقاق حق اور ابطال باطل آپ کے مزاج میں رچا بسا تھا۔ ایک بار ایک شخص آپ کی خدمت میں عقیدت مند بن کر بغل میں خنجر چھپا کر حاضر ہوا، اس کی نیت آپ کو نقصان پہنچانے کی تھی۔ آپ نے غیب دانی سے اس کا راز جان لیا اور مسکرا کر فرمایا درویش درویشوں کے پاس قلب کی صفائی کے لیے حاضر ہوتے ہیں، نہ کہ ظلم کرنے کے لیے۔ تم جس نیت سے آئے ہو اسے انجام دو یا اپنا عقیدہ درست کرو یہ سن کر وہ شخص فوراً اپنی آستین سے ہتھیار نکال کر پھینک دیا اور سچے دل سے توبہ کرکے اسلام قبول کرلیا اور آپ کے دامن کرم سے وابستہ ہوگیا۔ (سیر الاقطاب، ص ۱۴۳) انھیں مکارم اخلاق اور کلام شیریں کی بدولت ہندوستان میں تقریباً نوے لاکھ غیر مسلموں کو اسلام کی دولت سے مالا مال کیا۔ نیز یہی وجہ ہے کہ آج بھی روزانہ ہزاروں افراد بلاتفریق مذہب و مسلک آپ کے مزار اقدس پر حاضری کا شرف حاصل کرتے ہیں۔

خدمت خلق اور غربا پروری: حضرت سرکار غریب نواز علیہ الرحمہ کی تعلیمات میں خدمت خلق اور غربا پروری کا باب سب سے نمایاں نظر آتا ہے اسی سبب سے ہر خاص وعام نے آپ کو غریب نواز کے لقب سے یاد کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خدمت خلق کے متعلق ارشاد فرمایا کہ تمام مخلوق اللہ کا کنبہ ہے۔ اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب وہ انسان ہے جو اسکی مخلوق کے ساتھ حسن سلوک کرے۔ اس حدیث پر خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ کا اتنی سختی کے ساتھ عمل رہا جس کا اندازہ آپ کے حالات زندگی سے لگایا جاسکتا ہے۔ بالآخر سرکار غریب نواز علیہ الرحمہ کے حالات زندگی پڑھنے سے پتا چلتا ہے کہ آپ بیشمار اوصاف وخصوصیات کے حامل تھے جسے نظر انداز کرکے کوئی بھی مسلمان اللہ کا مقرب بندہ نہیں بن سکتا۔ آپ کی حیات میں عمل کے واسطے ہزاروں نشان منزل ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق بخشے۔ آمین۔

سیدنا سالار مسعود غازی ماں کی گود سے آغوش لحد تک

از: **سید محمد انتخاب عالم ضیائی**، دربھنگہ بہار(*)

رضائے الٰہی کے لیے عملی طور پر کلمۂ توحید ورسالت کی ترویج واشاعت کے لیے بوقت ضرورت جسم وجان ومال اور اولاد ان تمام کی قربانی پیش کردینے کا نام جہاد ہے اور راہ حق میں جام شہادت برضا ورغبت قبول کرلینے کا نام شہادت ہے۔ جہاد کا مقام عبادت کیا ہے اس کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: مثل المجاھد فی سبیل اللہ مثل القائم الصائم الذی لایفتر من صلوۃ ولا صیام حتی یرجع المجاھد فی سبیل اللہ۔ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا جب تک جہاد سے لوٹ نہ آئے، اس روزہ دار اور نمازی کی طرح ہے جو متواتر روزہ رکھے اور نماز پڑھے۔ (ترمذی شریف باب فضائل الجہاد) مگر ہماری قوم سے جذبۂ جہاد مفقود ہو چکا ہے جبکہ ضرورت ہے کہ خانقاہوں سے نکل کر ادا کر رسم شبیری۔ الذین اٰمنوا وھاجروا وجاھدوا فی سبیل اللہ باموالھم وانفسھم اعظم درجۃ عند اللہ واولٰئک ھم الفائزون۔ اس سے بھی واضح ہے کہ دنیا وآخرت کی کامیابی انہیں لوگوں کے لیے ہے جو خالصۃ اللہ کی خوشنودی اور بندگانِ خدا کی بھلائی کے لیے جہاد کرتے ہیں۔

یہی وہ خدائے لم یزل کا بنیادی قانون تھا جس کو مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے لخت جگر سلطان الشھداء فی الہند سیدنا سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ علیہ نے پورا فرمایا اور دین حق کی حفاظت کی خاطر بہرائچ شریف میں جام شہادت نوش فرمایا۔ سلطان الشھداء فی الہند رضی اللہ عنہ ۲۱ شعبان بروز یکشنبہ ۴۰۵ھ مطابق ۱۵ فروری ۱۰۱۵ء کو اجمیر معلّٰی میں جلوہ آرا ہوئے۔ پدر بزرگوار کا نام حضرت سالار ساہو غازی اور والدہ ماجدہ کا نام حضرت بی بی ستر معلّٰی (بہن سلطان محمود غزنوی) ہے۔ والدہ ماجدہ علیہا الرحمۃ کا بیان ہے کہ دوران حمل مجھکو جس چیز کے کھانے کی تمنا ہوتی وہ فوراً ہی منجانب اللہ مہیا ہو جاتی۔ چار سال چار ماہ چار دن کی عمر میں رسم بسم اللہ خوانی عمل میں آئی۔ ۹ سال کی قلیل مدت میں امام الاولیاء حضرت ابراہیم بارہ ہزاری علیہ الرحمہ کی نظر توجہ سے علوم ظاہری وباطنی سے مالا مال ہو گئے۔ سیدنا سالار مسعود غازی علیہ الرحمہ جہاں دن کے مجاہد وغازی تھے وہیں رات کے عابد شب زندہ دار بھی تھے۔ آپ کا سلسلۂ نسب حضرت محمد بن حنفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واسطے سے مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے گیارہویں پشت سے جا ملتا ہے۔ آپ کو بیعت وخلافت اپنے والد بزرگوار حضرت سالار ساہو غازی علیہ الرحمہ سے دس برس کی عمر میں حاصل ہوئی۔ آپ حضرت سلطان محمود غزنوی علیہ الرحمہ کے بھانجے ہیں۔ جب سلطان محمود غزنوی علیہ الرحمہ نے سومنات پر حملہ کیا تھا تو آپ رضی اللہ عنہ بادشاہ کے ساتھ تھے۔ تواریخ محمودی سے صاف ظاہر ہے کہ جب محمود غزنوی نے سولہ حملہ سومنات پر کیے اور کامیابی نہ ملی۔ سترہویں حملہ میں رب قدیر نے خواجہ ابوالحسن خرقانی کے جبہ شریف کے صدقے میں فتح عطا فرمائی۔ بعدِ فتح یابی کافروں نے بعوض مال بت سومنات کو واپس لینا چاہا تو بادشاہ راضی ہو گیا مگر غازی پاک سے مشورہ لیا تو آپ نے فرمایا کہ اگر آپ بت بیچ دو گے تو کل میدانِ محشر میں آپ کا نام بت فروشوں میں پکارا جائے گا۔ اس لیے اسے بیچا نہ جائے بلکہ توڑ دیا جائے۔ اسی وجہ سے علامہ بدر القادری ہالینڈ لکھتے ہیں:

مجاہد نے یہ کہہ کے بت توڑ ڈالا — کہ کرتے نہیں بت شکن بت نوازی
وہ لیے چھیڑ جس سے تیری قوم جاگے — بہت ہو چکی بد نغمہ ترازی

اس سے آپ کی عقل وفہم کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ جذبۂ تبلیغ دین نے دربار شاہی میں رہنے نہ دیا۔ چنانچہ غزنی کو خیر آباد کہہ کر کئی جگہوں پر نصرت وفتح کا جھنڈا لہراتے ہوئے سرزمین بہرائچ

(*) متعلم جامعہ امجدیہ رضویہ، گھوسی، مئو

شریف پر رونق افروز ہوئے بہرائچ اگرچہ جنگلی اور زرخیز علاقہ تھا مگر مکان کو زینت مکین سے ہوتی ہے وہ تمام تر زینت وہاں پائی جانے لگی جو ایک بادشاہ کے بارگاہ کی نہیں ہوتی ہے اور کیوں نہ ہو

مست جو جام اٹھالے وہی پیمانہ بنے
جس جگہ بیٹھ کے پی لے وہی میخانہ بنے

سرکار غازی نے بارہا فرمایا کہ یارو! ایسے وقت میں، میں ہندوستان آیا کہ ایک روز بھی فکر وتردد نے نہ چھوڑا، اور مخصوص یہ شہر بہرائچ کے تمام جنگل وخرابہ ایک ساتھ گروہ نے ساتھ نہ دیا، تب بھی اس شہر کی طرف طبیعت مائل ہے اور اس زمین سے یگانگت ومحبت کی بو آتی ہے۔آپ کا بہرائچ شریف میں وجود شمالی سربرآوردہ حکمرانوں کے لیے ایک اہم مسئلہ بن گیا تھا چنانچہ راجاؤں نے دھرم رکھشا کے نام پر دس بھائیوں میں سے نَو کو میدان جنگ پر جانے کے لیے آمادہ کرلیا۔سرفروشوں کی مٹھی بھر جماعت کے مقابل ۲۱، اکیس راجہ اپنی فوج کے 8 / لاکھ سوار اور تین لاکھ پیادہ افراد کے ساتھ سامنے آئے۔ظالموں نے اعلان جنگ کردیا مسلمان اپنی شجاعت کا سکہ کافروں کے دلوں پر جماتے رہے اور جام شہادت نوش فرماتے رہے۔

قدم قدم پہ نیا گلستاں سجائیں گے
جگر کے خون سے نقش چمن بنائیں گے

۱۴/رجب کی صبح ستارے اشکوں کی بارش کرکے شہداء کو الوداعیہ دے کر روپوش ہوچکے تھے، سورج اپنی نئی شعاؤں کے ساتھ مرد مجاہد کی رگوں میں دوڑتے ہوئے خون میں حرارت پیدا کر رہا تھا باقی ماندہ چند نفوس کی شہادت کے بعد سہیل دیونامی کافر کا تیر مجاہد اعظم سرکار غازی پاک کی شہ رگ پر لگا جس کے ذریعہ ۱۴/ رجب ۴۲۴ھ بروز یکشنبہ بعد نماز عصر ۱۸ سال ۱۱ ماہ ۲۴ دن کی عمر میں داعیٔ اجل کو لبیک کہا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ سرکار غازی پاک اور آپ کے رفقاء شہید کردئے گئے مگر کیا آپ کا مشن، آپ کا مقصد بھی دفن ہوگیا۔کیا آپ کا مذہب فنا ہوگیا؟ ہرگز نہیں بلکہ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ بہرائچ شریف کی زمین کا چپہ چپہ خونِ شہداء سے لالہ زار بنا ہے۔

اسلام کی فطرت میں قدرت نے لچک دی ہے
اتنا ہی یہ اُبھرے گا جتنا کہ دباؤگے

آپ کا مزار پاک بہرائچ شریف میں مرجع خلائق ہے۔آپ کے مزار پاک پہ سلطان الھند خواجہ غریب نواز، مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی، شرف الدین یحییٰ مَنیَری رحمہم اللہ نے حاضری دی ہے۔اور حضرت خضر علی نبینا وعلیہ السلام بارہا تشریف لاتے ہیں۔ جزام، سفید داغ، نابینا کو شفا دینا اور لا ولد کو اولاد دینا آپ کے در کی مشہور کرامتیں ہیں۔

تبرکات:- آپ کے تبرکات میں سے ایک قرآن پاک جس کو آپ تلاوت فرماتے تھے امتداد زمانہ کے باوجود ابھی تک موجود ہے۔صدری شریف جو وقت شہادت زیب تن فرمائے ہوئے تھے اور سہر دیو کا تیر جو پشت اطہر کو پار کرگیا تھا صدری شریف پر اس کا نشان اب بھی موجود ہے۔

سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ پوری صدری پر کتاب اللہ مکتوب ہے جو آلۂ خوردبین سے ہی دیکھا جاسکتا ہے اور صدری پر پڑے ہوئے خون کے قطرات بھی محسوس کیے جاسکتے ہیں، ان دونوں تبرکات کی زیارت ہر سال ۱۳ رجب کو کرائی جاتی ہے۔لاکھوں لوگ آپ کے فیضان سے مالا مال ہو رہے ہیں اور ہوتے رہیں گے ان شاء اللہ تعالیٰ۔

آپ ہی کے خانوادے کی ایک شاخ براؤں شریف ضلع سدھارتھ نگر میں اب بھی موجود ہے اور پوری دنیا کو اپنے فیضانِ کرم سے مالا مال کررہی ہے۔دعا ہے کہ رب قدیر ہمیں آپ کے مشن پہ چلنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

اخیر میں وہ استغاثہ لکھ دیتا ہوں جس کے پڑھنے سے جنّ اور آسیب دور ہوتے ہیں، وہ یہ ہے:

از طفیل سید سالار مسعود زماں
شیر حق شاہ شہداں فاتح ہندوستاں
فاتح وغالب کنم بر ہر یکے از دشمناں
ہم مرا خوشحال گرداں اے خدائے مہرباں

مزید معلومات کے لیے پڑھیں مرأۃ مسعودی، تاریخ الاولیاء، آئینۂ مسعودی، تذکرۂ سید سالار مسعود غازی، غزانامہ مسعود، تواریخ محمودی وغیرہم۔

حضور شعیب الاولیاء اور تحفظ مسلک اعلی حضرت

از: عبد الحفیظ قادری علیمی (*)

''حضور شعیب الاولیاء اور تحفظ مسلکِ اعلیٰ حضرت'' نہایت حساس اور سنجیدہ عنوان ہے۔اس عنوان میں دو جز ہیں، جزء اوّل حضور شعیب الاولیاء، جز ثانی تحفظ مسلکِ اعلیٰ حضرت۔

بلاتمہید وتقدیم اپنی بات کا آغاز حضور شعیب الاولیاء کی ذات بابرکات سے کرتے ہیں۔آپ نسبتاً علوی سید ہیں۔آپ میں خاندانی خصائص وخصائل اتم درجے کے موجود تھے،فکری بالیدگی و پاکیزہ خیالی اور اخلاق حسن واتباع سنت مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم جیسے اوصاف حسن سے متصف تھے۔پایے کے متقی و پرہیز گار اور شب زندہ دار ولی کامل تھے۔فیاضی وسخاوت اور حلم ومروت کے پیکر تھے۔حق گوئی و بے باکی آپ کا طرۂ امتیاز تھا، آپ اپنے اجداد وامجاد کے سچے جانشین ووارث تھے،آپ کی زندگی کا ہر لمحہ دین وسنیت کے فروغ واشاعت اور احیا و بقا کے لیے وقف تھا، اللہ تعالیٰ نے آپ کے وجود مسعود کو نہایت بابرکت و بافیض بنایا تھا،آپ کی ذات بیشمار کمال وخوبی اور اوصاف حمیدہ کی حامل تھی، آپ بہترین مصلح ومبلغ اور ناصر ومحافظ مسلک اعلی حضرت تھے، آپ اپنے معاصر کے مشائخین میں اعلی مقام رکھتے تھے، بیسویں صدی عیسوی کے عظیم صوفی بزرگ تھے آپ کے اعلی اخلاق و کردار کی خوشبو وچمک سے ایک عالم معطر ومنور ہوا اور آج بھی آپ کے فیض سے ایک جہان مستفیض ہو رہا ہے اور تا قیام قیامت یہ سلسلہ جاری رہے گا (ان شاء اللہ)۔

جزو ثانی: تحفظ مسلک اعلی حضرت: سب سے پہلے یہ جان لینا ضروری ہے کہ مسلک اعلیٰ حضرت ہے کیا؟ کیا یہ مسلک اہل سنت و جماعت کے علاوہ کوئی نیا مسلک ہے؟ نہیں ہرگز نہیں! ہمارا مسلک مسلک اہل سنت و جماعت ہے اور ہم اسی قدیم مسلک کے پیروکار ہیں اور یہی ہمارے حق ہونے کی علامت و پہچان ہے۔مسلک اعلی حضرت کوئی نیا مسلک نہیں بلکہ امام اہل سنت اعلی حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کے افکار ونظریات اور تعلیمات و تجدیدات کو ماضی قریب کے علماء نے مسلک اعلی حضرت سے تعبیر کیا ہے جو آج امتیاز اہل سنت (یعنی مسلک اعلی حضرت) سے معروف ہے۔اعلی حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کی تعلیمات اور افکار ونظریات کا فروغ وتحفظ حضور شعیب الاولیاء لقد رضی المولی عنہ نے جس حسن وخوبی کے ساتھ انجام دیا ہے اُس میں آپ فرد فرید ہیں اور دور دور تک آپ کا کوئی مثیل ونظیر نہیں۔ بالخصوص اتر پردیش کے مشرقی وشمالی علاقے میں آپ کا مسلکی کارنامہ روز روشن سے بھی زیادہ درخشاں ہے اور بالعموم اہل سنت و جماعت کے درمیان یکساں متعارف ہے۔ آپ نے تحفظ مسلک اعلی حضرت کے لیے جہد مسلسل وسعی پیہم زندگی کے آخری لمحات تک جاری رکھا، جب جہاں جیسی ضرورت پیش آئی اس کی تکمیل کے لیے فوری اقدامات کیا، اگر بدمذہبوں سے مناظرے کی بات آئی تو مناظر علماء کی ایک منظم ومستحکم جماعت بنادی، اصلاح امت کے لیے مصلحین کی جماعت تیار کردی، تبلیغ دین وسنیت کے لیے مبلغین کی جماعت کھڑی کردی تعلیم وتدریس کے لیے قابل و باصلاحیت مدرسین کی ٹیم کھڑی کردی وعظ و بیان کے لیے واعظین ومقررین کی ذمہ دار ٹیم بنادی، قیام مدارس ومساجد کی بات آئی تو بے شمار مدارس ومساجد تعمیر کرادی۔

الغرض تحفظ مسلک اعلی حضرت آپ کی زندگی کا مقصد وشعار تھا۔آپ کی بے لوث خدمات وایثار کا ایک نمونہ یہ بھی ہے کہ آپ اپنے مریدین ومتوسلین اور محبین ومعتقدین کو مسلک اعلی حضرت پر سختی سے قائم رہنے کی وصیت ونصیحت اور ترغیب وتلقین کیا اور جذبۂ تحفظ مسلک اعلی حضرت کا چراغ ان کے دلوں میں روشن کیا۔

(*) خطیب وامام سنی حنفی بریلوی جامع مسجد مانخورد ریلوے اسٹیشن ممبئی وسربراہ اعلیٰ جامعہ مولائے کائنات، صدر: پاسبانِ مسلک اعلیٰ حضرت، ممبئی

یہی وجہ ہے کہ آپ کے مریدین تاحیات مسلک اعلیٰ حضرت کے وفادار اور پابند و پیروکار رہے اور اپنے پیر و مرشد کا مظہر بنکے ان کے مشن کو آگے بڑھانے میں ذریعۂ نجات و معراج زندگی تصور کرتے رہے۔

جذبۂ تحفظ مسلک اعلیٰ حضرت سے سرشار ہوکر آپ نے عالمی شہرت یافتہ ادارہ ”دارالعلوم فیض الرسول“ قائم فرمایا اور دنیائے سنیت کے قابل فخر، نادر و نایاب اور جلیل القدر علما کی خدمات حاصل کی جنھوں نے ہزاروں وفادار مسلک بردار علماء فضلاء پیدا کرکے امت کے سپرد کیا اور یہاں کے فارغ التحصیل علماء فضلاء اکناف عالم میں تحفظ مسلک اعلیٰ حضرت کے لیے کام کررہے ہیں۔

حضور شعیب الاولیاء لقدرضی المولیٰ عنہ کے یہ وہ درخشاں کارنامے تھے جن سے متاثر ہوکر معاصر علما و مشائخ نے آپ کو، شیخ المشائخ، شعیب الاولیاء شاہ صاحب قبلہ اور ”ناشر مسلکِ اعلیٰ حضرت“ کے خطاب سے نوازا اور جب پہلی بار شہزادۂ اعلیٰ حضرت حضور مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمہ دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف کے سالانہ جلسۂ دستار بندی میں تشریف لائے تو حضور شعیب الاولیاء کے مسلکی کاموں کو دیکھ کر تاریخی جملہ ارشاد فرمایا کہ ”جو کام بریلی سے ہونا چاہیے تھا وہ کام شاہ صاحب قبلہ نے براؤں شریف سے کرکے دکھادیا ہے۔“

اللہ تعالیٰ! ہمیں بھی جذبۂ تحفظ مسلک اعلیٰ حضرت سے سرشار فرمائے اور فیضان سرکار شعیب الاولیاء سے مالامال فرمائے۔

مسلک احمد رضا کے حامی و ناصر حفیظ
کل بھی تھے ہیں آج بھی میرے شعیب الاولیاء

✿ ✿ ✿ ✿

دنیا میں ہر آفت سے بچانا مولیٰ
عقبیٰ میں نہ رنج دکھانا مولیٰ
پہنچوں جو درِ پاک پیمبر کے حضور
ایماں پہ اُس وقت اُٹھانا مولیٰ

بقیہ: حیاتِ مظہر شعیب الاولیا کے چند درخشندہ پہلو

تو ظاہر بات ہے کہ ایک غریب مرید اتنا خرچ کیسے کرسکتا تھا وہ پریشان ہوجاتا مگر حضرت سے کچھ بھی نہ کہتا حضرت فوراً اسے بلاتے اور چپکے سے اس کی جیب میں روپیے رکھ دیتے اور فرماتے اگر ضرورت پڑے تو دوبارہ بھی لے لینا اور یہ بھی فرماتے کہ جہاں تک ہوسکے پیرانِ طریقت کو اپنے مریدوں کی مدد کرنی چاہیے۔ کبھی کبھی حضور شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ تنہائی میں بلاکر مجھے نصیحت فرماتے کہ خلیفہ میری ایک بات توجہ سے سن لو اور ذہن و دماغ میں بٹھالو جہاں تک ہوسکے لوگوں کی مدد کرتے رہو اللہ تعالیٰ غیب سے تمہارا انتظام فرماتا رہے گا جبھی سے میں اس نصیحت پر عمل کررہا ہوں۔ قاری صاحب فرماتے ہیں کہ تقریباً ہفتہ، عشرہ حضرت قبلہ میرے پاس رہے اور پورا خرچ، برداشت کیا۔ (ایضاً ص:۵۹-۶۰)

اور یہ عنایات صرف اپنے علاقے اور ملک تک محدود نہیں تھیں بلکہ آپ علیہ الرحمہ جب مدینہ منورہ تشریف لے جاتے تو وہاں کے غریبوں کی حسب استطاعت مدد کرتے۔ اگر اتفاق سے کسی دن کہیں باہر تشریف لے گئے ہوتے اور اس دن غرباء و مساکین آپ کو نہ دیکھتے تو لوگوں سے پوچھتے کہ عجمی سخی کہاں چلے گئے لوگ تعجب سے پوچھتے کہ کون عجمی سخی؟ وہ کہ غریب و نادار کا جن کا چہرہ دیکھ کر واپس ہوجاتے ہیں۔

دوسرے دن حضرت ان کے پاس جاکر چپکے سے مدد کردیتے تو وہ پوچھتے کہ کل آپ کیوں نہیں آئے تھے۔ تو آپ فرماتے معاف کیجیے گا کل باہر چلا گیا تھا اس لیے آپ حضرات کی خدمت نہ کرسکا تو شہر مدینہ کے فقراء آپ کو دامن پھیلا کر دعائیں دیتے کہ میرے سرکار آپ کو زیادہ سے زیادہ عطا فرمائیں اور جہاں بھی رہیں خوش حال رہیں، سلامت رہیں تو آپ غریبوں کی دعائیں سن کر آمین کہتے اور آنکھوں سے آنسوں گرجاتے اور فرماتے اگر صدیق کے پاس خزانہ ہوتا تو اسے بھی یہاں خرچ کردیتا پھر جھوم جھوم کر یہ شعر پڑھتے ع

تیرے میکدے میں کمی ہے کیا جو کمی ہے ذوق طلب میں ہے
اگر ہوں پینے والے آج بھی وہی بادہ ہے وہی جام ہے

حضور مظہر شعیب الاولیاء علیہ الرحمۃ ایک ہمہ جہت شخصیت

از: نبیرۂ شعیب الاولیاء و مظہر شعیب الاولیاء محمد افسر علوی قادری چشتی (✲)

سرزمین ہند پر ایسی عبقری اور نادر روزگار شخصیتیں تشریف لائیں جن کے علم وفضل، زہد وورع، اخلاص و بے لوثی اور طہارت و پاکیزگی کا ایک زمانہ قائل ہے۔ جن کے علمی، فکری، تقوی شعاری اور مذہبی خدمات کی گونج صدیوں تک محسوس کی جاتی ہے۔ جو بظاہر دنیا سے رخصت ہوجاتے ہیں لیکن ان کے کارنامے انہیں مرنے نہیں دیتے۔ ان کے جانے کے بعد بھی ان کے کارنامے اور جذبات یاد کئے جاتے ہیں۔ ان کے احوال جاننے کے بعد کچھ کرنے اور آگے بڑھنے کا شوق و جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ خانوادۂ یارعلویہ کے چشم و چراغ مجاہد سنیت مظہر شعیب الاولیاء حضرت مولانا صوفی الشاہ محمد صدیق احمد قادری چشتی صاحب قبلہ علیہ الرحمہ کی ذات پاک انہی میں سے ایک تھی جن کی یادان کے جانے کے بعد بھی آتی ہے اور آتی رہے گی۔ آپ کو نہ بھلایا جاسکتا ہے اور نہ ہی آپ کے کارناموں کو فراموش کیا جاسکتا ہے۔

ولادت اور خاندانی پس منظر: آپ کی ولادت خانقاہ یارعلویہ میں ۱۹۱۶ عیسوی کو براؤں شریف میں ہوئی آپ کا سلسلہ نسب اٹھائیسویں پشتوں کے بعد میدان جہاد کے شہسوار فن ضرب حرب کے نابغہ روزگار عابد شب زندہ دار حضرت محمد بن حنفیہ سے ہوکر فاتح خیبر علم وعرفان کے سرچشمہ معرفت وحقیقت کے بحر ذخار، شہنشاہ ولایت علی بابھا کی سراپا تصویر سیدنا مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم تک پہونچتا ہے نسل کے اعتبار سے آپ علوی سادات سے ہیں۔ ماضی قریب میں آپ کے والد شیخ المشائخ حضور شعیب الاولیاء حضرت صوفی شاہ الحاج محمد یار علی لقد رضی المولی تعالی عنہ قطب الاقطاب حضرت شاہ عبد اللطیف اورغوث زماں حضرت شاہ محبوب علی علیہما الرحمہ کے سچے جانشین تھے آپ نہایت متقی، پرہیزگار، منکسر المزاج، متواضع اور پاکیزہ نفس کے حامل تھے۔ دنیائے سنیت میں آپ ایک مشہور بزرگ صوفی اور ولی کامل کی حیثیت سے جانے اور پہچانے جاتے ہیں۔ آپ سے ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں لوگوں نے فیوض و برکات حاصل کی۔ آپ کی سب بڑی خوبی یہ ہے کہ تقریباً اڑتالیس (۴۸) سال تک نماز تو نماز جماعت تو جماعت کبھی تکبیر اولی کا فوت نہ ہونا ہے۔

تعلیم و تربیت: حضور مظہر شعیب الاولیاء نے جس گھر میں آنکھیں کھولیں وہ علمی اور روحانی فیوض و برکات کا سرچشمہ تھا۔ جب آپ کی عمر چار سال اور چھ مہینے کی ہوئی تو آپ کے والد گرامی شیخ المشائخ حضور شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ نے قرآن مقدس اور ابتدائی اردو کی تعلیم گھر پر ہی کرائی۔ پھر پرائمری اسکول سے وابستہ ہوگئے اور براؤں شریف کے قریبی موضع گلھورا سے مولوی عبداللہ کی نگرانی میں درجہ تین تک پڑھا۔ درجہ چہارم کا امتحان گوراضلع سدھارتھ نگر کے پرائمری اسکول سے برادر گرامی حضور شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ واجد علی عرف سادھو بابا علیہ الرحمہ کی صحبت میں رہ کر پاس کیا۔ پھر آپ حصول تعلیم کے لیے سکندر پور ضلع بستی تشریف لے گئے آپ نے یہاں فارسی وعربی کی ابتدائی کتابیں اپنے اساتذہ کرام سے خوب محنت سے پڑھی آپ کے تعلیمی ذوق و شوق کو دیکھ کر اساتذہ بھی ہر طرح سے آپ کا خیال رکھتے تھے پھر آپ اعلی تعلیم کے لیے دارالعلوم منظر حق ٹانڈہ ضلع فیض آباد جاکر داخلہ لیا یہاں بھی آپ بڑی محنت سے تعلیم حاصل کرتے تھے اور سبھی اساتذہ آپ سے بہت محبت فرماتے تھے اور دعائیں بھی دیتے تھے۔ پھر جب حضور شعیب الاولیاء نے اپنا ادارہ قائم کیا تو حضور مظہر شعیب الاولیاء براؤں شریف تشریف لائے اور یہیں پر درس نظامیہ کی کتابیں جلالین شریف، مشکوۃ شریف، شرح وقایہ وغیرہ حضرت مولانا خلیل الرحمن صاحب اور حضرت علامہ مفتی عتیق

(✲) خانقاہ یارعلویہ براؤں شریف ضلع سدھارتھ نگر یوپی انڈیا 7081182040

الرحمن صاحب قبلہ سے پڑھا اور حضور مظہر شعیب الاولیاء دوران طالب علمی میں بھی وقت کی بڑی قدر کرتے تھے درس وتدریس سے جو وقت بچتا اسے کھیل کود میں نہ برباد کرتے تھے بلکہ درسی کتابوں کا مطالعہ اور دیگر کتابوں کے مطالعے میں گزارتے تھے اور اسی ساتھ آپ نے قرأت وتجوید کی مشق بھی کی۔ اس طرح آپ نے علم ظاہری میں کمال حاصل کیا اور دارالعلوم فیض الرسول کی بقا کے لیے خود اپنی تعلیم بند کر کے اسی ادارے میں درس و تدریس کے فرائض انجام دینے لگے۔

بیعت وخلافت: حضور مظہر شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ بچپن سے ہی نیک سیرت اور پابند صوم وصلوۃ تھے۔ جب آپ کی عمر دس بارہ سال کو پہنچی تو اسی وقت آپ نے دیکھا کہ ملک کے بڑے سے بڑے جید علماء کرام والد محترم کی تعظیم وتوقیر کررہے ہیں اور آپ کے سامنے مؤدب کھڑے رہتے ہیں لہٰذا اس ماحول کا اثر آپ پر بہت زیادہ ہوا اور اچانک ایک دن والد محترم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ مجھے بھی بیعت فرمالیں آپ نے فرمایا کہ کسی اور پیر سے مرید ہو جاؤ مجھ سے کہیں زیادہ متقی اور علم وفضل والے موجود ہیں حضور مظہر شعیب الاولیاء نے عرض کیا کہ مجھے ادھر ادھر جانے کی کیا ضرورت ہے حضور شعیب الاولیاء نے جب صاحبزادہ صوفی صدیق احمد صاحب کا خلوص دیکھا تو اسی وقت بیعت کرلیا اور بیعت ہونے کے بعد آپ پیرومرشد کی ایک ایک ادا کو بغور دیکھتے اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کرتے، حضور شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ نے اپنی زندگی میں ہی خانقاہ یارعلویہ کی تمام ذمہ داریوں کو یکم جمادی الاخری ۱۳۶۶ ہجری مطابق یکم اپریل ۱۹۴۷ عیسوی نے حضور مظہر شعیب الاولیاء کو دعاؤں کے ساتھ خلافت واجازت عطا فرمائی اور سلسلہ عالیہ قادریہ، چشتیہ، نظامیہ، فخریہ اور لطیفیہ میں اپنا مجاز بنایا۔ مرشد برحق کے علاوہ آپ کو حضور مفتی اعظم ہند خانقاہ عالیہ قادریہ بریلی شریف، خلیفہ اعلیٰ حضرت حضرت علامہ ضیاء الدین احمد مدنی خانقاہ عالیہ قادریہ رضویہ مدینہ شریف عرب، مظہر اعلیٰ حضرت حضرت علامہ مفتی حشمت علی خان صاحب خانقاہ عالیہ قادریہ رضویہ حشمتیہ پیلی بھیت شریف، سرکار کلاں حضرت مولانا سید مختار اشرف صاحب خانقاہ چشتیہ نظامیہ اشرفیہ کچھوچھہ شریف، حضور سید العلماء حضرت علامہ سید آل مصطفی صاحب قبلہ خانقاہ عالیہ قادریہ برکاتیہ قاسمیہ مارہرہ شریف کی خلافت واجازت حاصل تھی۔

زہد وتقوی: حضور مظہر شعیب الاولیاء انتہائی متقی و پرہیز گار اور شریعت کے پابند اور فرائض وواجبات کے ساتھ سنتوں اور نفلوں کو بھی نہیں چھوڑتے تھے نمازوں کی سنتوں میں سنت موکدہ کے ساتھ سنت غیر موکدہ کو بھی پابندی سے ادا کرنا آپ کے معمولات میں داخل تھا آپ ان نوافل کو بھی ترک نہ کرتے جس کی طرف عام طور سے لوگ توجہ نہ دیتے۔ آپ نماز پنجگانہ کے علاوہ نماز تہجد کے بھی پابند تھے سفر وحضر دونوں میں نماز تہجد قضا نہ ہوئی، مسلسل سفر اور اکابر اولیاء کرام کی زیارت مقدسہ وفریضہ حج ادا کرنے کے باوجود اوراد ووظائف میں کوئی فرق نہ پڑتا چاہے اپنوں میں ہوں یا غیروں میں ہوں، ہمیشہ اپنے معمولات کو ملحوظ رکھتے اور اوراد ووظائف میں مشغول رہتے۔ راقم الحروف کچھ ماہ قبل یعنی گیارہویں شریف کے مہینے میں امیٹھی، سلطان پور، پرتاب گڑھ وغیرہ کے دورے پر گیا تھا تو وہاں کے لوگوں نے بتایا کہ آپ کے دادا حضور خلیفہ صاحب قبلہ علیہ الرحمہ نماز پنجگانہ کے ساتھ ساتھ نماز تہجد ونماز اشراق وغیرہ پابندی کے ساتھ ادا کرتے تھے آپ زیادہ تر وقت عبادت و ریاضت، اوراد ووظائف میں گزارتے تھے آپ نماز فجر ادا کرنے کے لیے جب مسجد جاتے تو نماز ادا کرنے کے بعد اوراد ووظائف میں مشغول ہو جاتے پھر جب نماز اشراق پڑھ لیتے تو عبادت و ریاضت میں مصروف ہو جاتے، یہاں تک کہ چائے ناشتہ وغیرہ مسجد میں لوگ لے کر پہونچا دیتے تھے ویسے آپ بہت کم تناول فرماتے بس تبرک کا مختصر نوش فرما لیتے تھے باقی دوسرے لوگوں کو تقسیم کروا دیتے تھے آپ ایسی جگہ ہی قیام فرماتے تھے جہاں مسجد ہوتی تھی لوگ ملاقات کے لیے بھی مسجد میں ہی آتے تھے لوگ آپ کے معمولات کو دیکھ کر فرماتے جیسے حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ کی زندگی سامنے دکھائی پڑ رہی ہے جیسے کہ حضور شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ ایک خواب اور حضور مظہر شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ اس کی تعبیر ہوں۔ اور انہی کے نقش

قدم پر میں نے والد محترم کو چلتے ہوئے دیکھا ہے اور علماء کرام و مریدین ومتوسلین کی زبان سے بارہاں سنا ہوں کہ حضور مظہر شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ کی تمام تر خوبیاں والد محترم حضرت علامہ غلام عبدالقادر چشتی صاحب قبلہ کے اندر موجود ہیں چاہے وہ عبادت وریاضت، نماز کی پابندی اور دیگر معمولات ہوں۔ حضور مظہر شعیب الاولیاء نے ہزارہا لوگوں کو اپنے دامن سے وابستہ کر کے سلسلہ یارعلویہ کے فیضان سے مالامال کئے۔ آپ کی پوری زندگی اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے عبارت تھی اور آپ کی زندگی آئینہ کی طرح صاف اور دودھ کی طرح شفاف تھی۔

اوصاف وکمالات اور خصوصیات: حضور مظہر شعیب الاولیاء گوناگوں خوبیوں کے حامل تھے۔ وہ اوصاف وکمالات میں سرکار حضور شعیب الاولیاء کے مظہر کامل تھے۔ وہ ایک مخلص، مشفق اور ہمدرد قوم تھے۔ آپ اصاغر نواز اور غریبوں کے غمگسار تھے۔ آپ مالداروں سے دور رہنے کی کوشش کرتے جو آج کے پیروں کے لیے نقش عبرت ہے۔ آپ علماء کرام سے بہت محبت فرماتے اور ان کا احترام کرتے۔ آپ علماء کرام سے بڑی خندہ پیشانی سے ملتے، حالات، خیر وخیریت دریافت فرماتے کسی عالم دین کی آمد پر آپ کی خوشی کا عالم دیکھنے کے لائق ہوتا ان پر بے حد شفقت فرماتے کہ دیکھنے والا محو حیرت ہوجاتا اور رخصت کے وقت آپ انہیں کچھ نہ کچھ تحفہ یا نذرانہ ضرور دیتے۔ آپ اپنی تعریف نہ خود اپنی زبان سے کرتے تھے اور نہ ہی سننا پسند کرتے تھے۔ لوگ آپ کے پاس اپنے معاملات کا فیصلہ کرانے حاضر ہوتے تو انصاف کے مطابق حق بات کہہ دیتے چاہے سامنے والے کو اچھا لگے یا برا کچھ پرواہ نہ کرتے تھے۔ آپ چھوٹے بچوں کے سروں پر دست شفقت پھیرتے اور پیار کرتے، عمر درازی کی دعا فرماتے، اگر کوئی بیمار ہوتا تو اس کی مزاج پرسی کرتے، اور دارالعوام فیض الرسول کے لیے معاون تھے اس کی ترقی کے لیے ہر ممکن کوشش فرماتے، گویا حضور مظہر شعیب الاولیاء گوناگوں خوبیوں سے متصف تھے۔

وصال: حضور مظہر شعیب الاولیاء ۱۹/ رجب المرجب ۱۴۱۲ ہجری مطابق ۱۹۹۲ عیسوی رات کے دو بجے تمام مسلمانان عالم بالخصوص خانقاہ یارعلویہ کے جملہ مریدین ومتوسلین کو روتا بلکتا اور تڑپتا ہوا چھوڑ کر مالک حقیقی سے جا ملے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

کیا خبر تھی موت کا یہ حادثہ ہوجائے گا
اس زمین کی پستیوں میں آسماں ہوجائے گا

آپ کی نماز جنازہ حکیم ابوالبرکات عالم ربانی حضرت علامہ نعیم الدین صدیقی صاحب قبلہ شیخ الحدیث دارالعلوم اہلسنت فیض الرسول براؤں شریف نے پڑھائی۔ اور براؤں شریف میں آپ کا مزار پاک مرجع خلائق اور منبع فیوض وبرکات ہے۔

ابر رحمت ان کی مرقد پر گہر باری کرے
حشر تک شان کریمی ناز بر داری کرے

آج حضور مظہر شعیب الاولیاء ہمارے درمیان نہیں رہے لیکن آپ نے ملت اسلامیہ کے عروج و ارتقاء کے لیے جو بے مثال اور عظیم الشان کارنامے انجام دیئے ہیں ان کے تعلق سے آپ کا نام ہمیشہ زندہ رہے گا۔

☼ ☼ ☼ ☼ ☼ ☼ ☼ ☼

حلال وحرام کا ڈر امام احمد بن حنبل کے پاس دو بہنیں آئیں سوال ایسا کیا کہ امام احمد بن حنبل کو رلا دیا

پوچھتی ہیں بتائیں امام صاحب ہم رات کو چرخے پے کپڑا سوتی ہیں بعض اوقات چراغ کی روشنی بند ہوجاتی ہے تب چاند کی روشنی میں کام کرتی ہیں اب چاند کی روشنی کے کپڑے کی قدر چراغ سے کم ہوتی ہے بتائیں کہ کیا ہم جب بیچیں تو یہ بتا کر بیچیں کہ یہ چراغ والا ہے یہ چاند والا آپ سنتے رہے اور خاموش رہے پھر پوچھتی امام صاحب بعض اوقات ہمارا چراغ بند ہوجاتا ہمسائیوں کے چراغ کی روشنی میں جو ہمارے گھر آرہی ہوتی ہے اس سے کپڑا بناتے ہیں بتائیں کیا یہ چوری تو نہیں چراغ تو انکا ہے بے شک روشنی ہمارے گھر آرہی ہے۔

آپ رحمہ اللہ زوروقطار رونا شروع ہوئے پوچھا بیٹیو کس کے گھر سے آئی ہوان لڑکیوں نے بشر حافی رحمۃ اللہ کا نام لیا کہ ہم ان کی بہنیں ہیں آپ نے فرمایا میں بھی کہوں کہ ایسی تربیت کسی عام آدمی کے گھر کی نہیں ہوسکتی.... کیسے کیسے تھے ہمارے اسلاف۔

حیاتِ مظہر شعیب الاولیا کے چند درخشندہ پہلو

تحریر: نازش مدنی مرادآبادی

یوں تو عمدۃ الاصفیا، زبدۃ الاتقیا، شیخ المشائخ حضور شعیب الاولیا حضرت علامہ الشاہ محمد یار علی علوی قدس سرہ العزیز کے گلشن میں متعدد پھول کھلے اور کھلتے رہیں گے۔ مگر جس قدر علوی فیضان کی خوشبو حضور مظہر شعیب الاولیاء، مجاہد سنیت، مرد حق آگاہ، درویش کامل، مرشد طریقت، رہبر شریعت حضرت مولانا صوفی صدیق احمد یار علوی قدس سرہ کے دم قدم سے پھیلی ہے اس سے اہل علم و دانش اور ارباب فکر و نظر بخوبی واقف ہیں۔ آپ علیہ الرحمہ اسلاف کی جیتی جاگتی تصویر تھے، تقویٰ و طہارت میں اپنی مثال آپ تھے۔ اپنے والد گرامی حضور شیخ المشائخ، شعیب الاولیا حضرت علامہ الشاہ محمد یار علی علوی قدس سرہ کے مظہر اتم تھے۔ آپ کے کردار سے یار علوی فیضان کی بھینی بھینی خوشبو آتی تھی۔ آپ کی حیات مبارکہ کے کن کن گوشوں پر کلام کیا جائے ہر پہلو ہر گوشہ ہی مشعل راہ اور لائق عمل ہے۔ ذیل میں آپ کی سیرتِ طیبہ کے چند درخشندہ گوشوں اور تابندہ پہلوؤں پر گفتگو کرتے ہیں۔

پابندیٔ نماز: نماز دین اسلام کا اہم ترین فریضہ ہے جو ہر عاقل بالغ مسلمان مرد و عورت پر دن میں پانچ مرتبہ فرض ہے۔ یوں تو ہر بندہ کو ہی اس فریضہ کو ادا کرنا لازمی ہے مگر ہمارے بزرگانِ دین رحمہم اللہ المبین نماز کے اس قدر پابند اور حساس ہوا کرتے تھے کہ کسی بھی صورت میں نماز قضا نہیں ہونے دیتے تھے خواہ سفر ہو یا حضر بہر صورت نماز کا خیال فرماتے۔ حضور مظہر شعیب الاولیاء حضرت صوفی صدیق احمد یار علوی علیہ الرحمہ بھی نماز کی سختی سے پابندی فرماتے اور مریدین و متوسلین کو بھی نماز قائم کرنے کی ہدایت فرماتے۔ جس کا بخوبی اندازہ ذیل میں ذکر کیے چند واقعات سے کیا جا سکتا ہے۔

چنانچہ حضرت مولانا قاری خلق اللہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ حضور مجاہد سنیت سفر و حضر میں نماز کا اس قدر اہتمام فرماتے تھے کہ ایک نماز کے بعد دوسری نماز کے انتظار میں رہتے تھے۔ میں تقریباً بیس سال حضرت علیہ الرحمہ کے دور حیات میں دار العلوم فیض الرسول کے طلبہ کو درس دے چکا ہوں۔ حضرت جب باہر سے دورہ کر کے خانقاہ میں تشریف لاتے تو ہر نماز با جماعت ادا کرتے، میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ آپ کی کبھی جماعت چھوٹی ہو فرائض و واجبات کو چھوڑنا تو درکنار سنن و نوافل کو بھی چھوٹتے ہوئے نہیں دیکھا۔ اسی طرح حضرت کے جانشین حضرت صاحبزادہ مولانا مختار احمد یار علوی (سجادہ نشین خانقاہ یار علویہ براؤں شریف) کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ والد گرامی حضور خلیفہ صاحب قبلہ کا ممبئی کے ایک ہاسپٹل میں پیٹ کا آپریشن ہوا ڈاکٹروں نے حضرت کے ساتھ میں رہنے والوں سے کہا کہ بابا صاحب کو بالکل حرکت مت کرنے دینا حرکت سے ٹانکا ٹوٹنے کا اندیشہ رہتا ہے۔ حضرت بے ہوش تھے مگر جیسے ہی نماز کا وقت ہوا آپ ہوش میں آ گئے اور فرمایا کہ نماز پڑھوں گا، خادم نے عرض کیا کہ حضور سرجن نے حرکت کرنے سے منع کیا ہے آپ نے جواب دیا کہ اسے منع کرنے دو آپ نے تیمم کر کے تھوڑا سا ٹیک لگا کر اشارہ سے نماز ادا کی اسی درمیان ایک نرس حضرت کے روم میں آ گئی جب اس نے حضرت کو دیکھا کہ ٹیک لگا کر نماز پڑھ رہے ہیں تو بھاگتی ہوئی سرجن کے پاس گئی اور صورت حال سے آگاہ کیا سرجن بھی گھبرا گیا اور جلدی سے حضرت قبلہ کے پاس آ گیا۔ مگر اس وقت تک حضرت نماز ادا کر کے آرام سے لیٹے ہوئے تھے۔ ڈاکٹر تعجب سے حضرت کو دیکھ رہا تھا اور سوچ رہا تھا کہ آپریشن اتنا خطرناک ہے پھر بھی انہیں کوئی پرواہ نہیں ہے۔ دو تین دن کے بعد آپ نے سرجن سے کہا کہ ڈاکٹر صاحب دنیا میں کچھ ایسے بھی اللہ کے بندے ہیں جو صرف اپنے مالک یعنی خدا کا حکم مانتے ہیں اگر میں اس حالت میں نماز ادا نہ کرتا بلکہ حالت اچھی ہو جاتی اس وقت ادا

کرتا تو شریعت نے اسے عذر مانا ہے مگر میں نے سوچا کہ بغیر اس کے حکم کے کچھ بھی نہیں ہوتا ہے اس لیے میں نے سخت تکلیف اور خطرناک بیماری کی حالت میں بھی نماز ادا کر لی ڈاکٹر نے ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ بابا صاحب آپ جیسے لوگوں سے ہی دنیا آباد ہے۔
(سوانح مظہر شعیب الاولیاء ص:۵۶-۵۷)

نسیم ملت حضرت علامہ نسیم بستوی علیہ الرحمہ کبھی کبھی درس گاہ میں فرماتے تھے کہ حضور مظہر شعیب الاولیاء کی پوری زندگی سراپا نمونہ ہے ظاہر و باطن کی یکسانیت کے ساتھ ساتھ ایسے تقویٰ شعار نگاہوں کے سامنے خال خال ہی نظر آتے ہیں حضر میں فرائض و نوافل کی پابندی قدرے آسان ہے لیکن سفر میں پابندی کرنا بڑا مشکل ہے مگر خلیفہ صاحب سفر میں بھی ویسے ہی پابندی کرتے ہیں اس لیے وہ چند آدمی سفر میں اپنے ساتھ رکھتے ہیں تاکہ شریعت کے حکم میں کوتاہی نہ ہونے پائے مثلاً جماعت سے نماز ادا کرنا وغیرہ۔
(ایضاً ص:۵۷)

قارئین کرام! دیکھا آپ نے کہ حضرت مظہر شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ اتنے مشکل حالات میں بھی نماز کی اس قدر پابندی فرماتے اور آج ہم اپنے کردار کا جائزہ لیں کہ مشکل و پریشانی تو کجا ہم تو ذرا ذرا سی بات کو مجبوری بنا کر نماز کو ترک کر دیتے ہیں۔ اللہ کریم ہمیں بھی پنج وقتہ نماز باجماعت ادا کرنے کی توفیق رفیق مرحمت فرمائے۔

تلاوتِ قرآن سے قلبی لگاؤ: اس مادیت پرستی کے دور میں جہاں لوگ دین کے دوسرے کاموں سے دور ہوتے جا رہے ہیں وہیں تلاوتِ کلامِ مجید سے بھی لوگوں کا رشتہ بہت کمزور ہو چکا ہے۔ جب کہ قرآن پاک ایسی رسی ہے جس کا ایک کنارہ بندہ کے ہاتھ میں ہے تو دوسرا کنارہ رب تعالیٰ کے دست قدرت میں یعنی قرآنِ کریم رب عزوجل سے ملانے کا ایک عظیم ذریعہ ہے۔ یہی وجہ ہے اسلاف کے معمولاتِ زندگی میں تلاوت قرآن کا پہلو نمایاں طور پر نظر آتا ہے۔ حضور مجاہد سنّیت حضرت خلیفہ صاحب علیہ الرحمہ کے معمولات میں بھی یہ پہلو نمایاں طور پر نظر آتا تھا کہ آپ علیہ الرحمہ روزانہ نماز فجر ادا کر کے قرآن پاک کی تلاوت ضرور کیا کرتے تھے اور تلاوت قرآن مجید آپ کا عظیم مشغلہ تھا وجہ یہ ہے کہ جس شفیق اور متقی والد محترم کے زیر سایہ آپ کی پرورش اور تربیت ہوئی تھی اور جس مادر مہربان کی آغوش میں پروان چڑھے تھے انہیں بھی تلاوت قرآن کریم کا بڑا شوق تھا یہاں تک کہ آپ کے مکان کے ہر ہر گوشہ میں جہاں شب و روز قرآنی نغمے سنائی دیتے ہوں وہاں رہنے والا بچہ کسی بھی نیک کام میں پیچھے کیسے رہ سکتا تھا۔

اللہ اکبر کیا شان تھی آپ کی! ہمیں بھی چاہیے کہ اپنے معمولاتِ زندگی میں تلاوت قرآن مجید کو ضرور بالضرور شامل فرمائیں ان شاء اللہ تعالیٰ اس کی برکتیں خود دیکھیں گے۔

علماء کی خاطر مدارات: علمائے کرام اور وائمہ مساجد کی ان کی حسنِ کارکردگی پر حوصلہ افزائی کرنا، تحائف پیش کرنا اور ان کے جذبات کو مزید بیدار رکھنا ایک بہترین، عمدہ اور لائق تحسین عمل ہے۔ حضور مظہر شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ کے اندر یہ خوبی بدرجہ اتم پائی جاتی تھی کہ سفر و حضر جہاں بھی علمائے اہل سنت خاص طور سے فاضلین فیض الرسول یا اہل ارادت ملتے تو حضور والا بڑے ہی والہانہ انداز میں مصافحہ و معانقہ فرماتے، بڑی محبت سے پیش آتے اور پھر مسکراتے ہوئے حال چال دریافت کرتے اگر کھانے کا وقت ہوتا تو فرماتے کہ آپ نے کھانا کھا لیا ہے یا نہیں؟ اگر کہتے نہیں تو فوراً کھانا کھلاتے فاضلین فیض الرسول کا تعارف عوام و مریدین میں اتنے اچھے انداز میں کراتے کہ وہ سوچتے کہ واقعی یہ فاضلین حضرات اپنی جماعت کے باصلاحیت علماء میں شمار کیے جاتے ہوں گے جبھی تو براؤں شریف کے پیر صاحب اس طرح عزت دے رہے ہیں۔ اپنے زمانہ میں حضرت خلیفہ صاحب کے اندر ایک خاص خوبی یہ تھی کہ علمائے اہل سنت جب بھی حضرت صاحب سے ملاقات کرتے کبھی ایسا نہ ہوا کہ حضرت نے نذرانہ پیش نہ کیا ہو اس سے بڑھ کر خوبی یہ بھی تھی کہ ملاقات کے بعد جب حالات پوچھتے تو اگر وہ اپنے حالات بہتر اور اچھا بتاتا تو حضرت کا چہرہ بھی خوشیوں سے چمک جاتا اور اگر اس کے حالات اچھے نہ ہوتے تو حضرت بھی دکھی ہو جاتے اور فوراً فرماتے گھبرائیے گا نہیں! میں خصوصی دعا کروں گا ان شاء اللہ تعالیٰ حالات اچھے اور بہتر ہو جائیں گے بالکل فکر نہ کریں۔ (ایضاً ص:۵۹)

مگر اب ایسے غم گسار اور غم خوار کہاں اب تو ہر بندہ اپنی ہی

میں مگن ہے کسی کو کسی کی کوئی پرواہ نہیں۔اللہ جل مجدہ ہمیں بھی خیر خواہی امت کا جذبہ عطا فرمائے۔آمین بجاہ طٰہٰ ویسین

اساتذہ کا ادب: طالب علم کی عروج وترقی میں جہاں دیگر اُمور کارگر ثابت ہوتے ہیں، وہیں ادب کا بھی خصوصی کردار ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ ترقی کے زینے پر وہی لوگ چڑھے ہیں جنہوں نے اپنے اساتذہ کا ادب واحترام کیا۔اوران کی بارگاہ میں ہمیشہ عاجزی وانکساری سے پیش آئے۔مگر افسوس اس قحط زدہ دور میں ادب کا فقدان عام ہوتا جارہا ہے نتیجۃً اب نہ تو وہ استاد رہے اور نہ ہی وہ باادب شاگرد۔

اس سلسلے میں اگر حضور مظہر شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ کی حیات مبارکہ کا مطالعہ کیا جائے تو آپ کی سیرت طیبہ میں یہ پہلو بھی بڑا روشن وتابناک نظر آتا ہے۔چنانچہ آپ کے بارے میں منقول ہے کہ آپ علیہ الرحمہ اپنے اساتذہ کرام کا بہت ہی ادب واحترام کیا کرتے تھے۔اوران سے انتہائی محبت فرماتے اور جب بھی ملاقات ہوتی تو نذرونیاز ضرور پیش کرتے یہی وجہ ہے کہ آپ کے اساتذہ کرام بھی آپ سے بہت زیادہ پیار کرتے تھے اور آپ پر ناز بھی کیا کرتے تھے۔اور کیوں نہ ہو کہ آپ کے والد گرامی حضرت شعیب الاولیاء قدس سرہ ہمیشہ اپنے لائق وفائق بیٹوں کو علماء ومشائخ کے مراتب سے آگاہ کرتے رہتے بالخصوص اساتذہ کے ادب واحترام سے شاگرد کتنا کامیاب وکامران ہوتا ہے سمجھاتے رہتے حضرت خلیفہ صاحب اپنے اساتذہ سے جب بھی ملتے دست بوسی کرنے کے بعد ایک طرف باادب بیٹھ جاتے اور ان حضرات کی نصیحتیں سن کر اس کے آئینے میں اپنے آپ کو ڈھالنے کی کوشش کرتے۔

قارئین کی عبرت کے لیے ایک واقعہ بیان کردیتا ہوں، جب دارالعلوم فیض الرسول سے حضرت بدر ملت علیہ الرحمہ مستعفی ہو گئے تو ان کی جگہ ایک باصلاحیت اور لائق وفائق مدرس کی ضرورت پڑی جب اراکین اور اساتذہ کی میٹنگ ہوئی کہ کس کا انتخاب ہونا چاہیے تو بہت سے نام پیش کیے گئے مگر کسی پر اتفاق نہ ہو سکا مگر جب خلیفہ صاحب نے اپنے مشفق ومہربان استاد کا نام پیش کیا تو سبھی حضرات نے اتفاق کیا بہرحال سلطان المناظرین علامہ مفتی عتیق الرحمٰن صاحب قبلہ نعیمی قدس سرہ نے براؤں تشریف لاکر جب درس دینا شروع کیا تو پورے ادارہ میں خوشی کی لہر دوڑ گئی خاص طور سے مظہر شعیب الاولیاء بہت خوش تھے اس لیے کہ کافی مدت کے بعد دوبارہ حضرت استادِ محترم کی خدمت کا موقع ملا تھا۔

(ایضاً ص:۳۷-۳۸)

قارئین! دیکھا آپ نے کہ حضور مظہر شعیب الاولیاء کس اچھوتے انداز میں اپنے اساتذہ کی تکریم بجالاتے اور ان کے فیوض وبرکات سے مستفیض ہونے کی تلاش میں رہتے۔اللہ جل و علا، ہمیں بھی توفیق عطا فرمائے۔

غربا پر خصوصی عنایات: حضور مظہر شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ میں ایک عظیم خوبی یہ بھی تھی کہ آپ غریبوں مسکینوں کا خاص خیال فرماتے اور حتیٰ الوسع ان کا مالی تعاون فرماتے چنانچہ حضرت قاری بقائی صاحب کشنی ضلع سلطان پور بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ قبلہ کے برادر اصغر مولوی محمد فاروق صاحب سابق منیجر دار العلوم فیض الرسول کی طبیعت بہت خراب ہوگئی، علاج کی غرض سے انہیں لے کر حضرت لکھنؤ تشریف لائے۔اس وقت میں لکھنؤ پولیس لائن والی مسجد میں امامت کرتا تھا، آج تک وہیں ہوں۔میری خوش نصیبی کہ حضور والا کا قیام میرے ہی پاس ہوا۔کرم کا سبب یہ ہوا کہ میں حضرت کے دارالعلوم میں شعبۂ قرات کا استاد رہ چکا تھا، اس وقت بھی حضرت مجھ خادم سے بڑی محبت فرماتے تھے۔شام کو جب کھانا بنانے کا وقت ہوا تو حضرت نے مجھے بلایا اور فرمایا کہ قاری صاحب! جب تک میرا قیام آپ کے یہاں رہے گا آپ کے گھر کا پورا خرچ اور مجھ سے ملنے جتنے بھی آئیں گے یعنی ٹوٹل خرچ میرے ذمہ ہوگا، چاہے جتنا خرچ آئے۔یہ سُن کر میری آنکھوں میں آنسوں آگئے۔میں نے عرض کیا یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ میں آپ سے اپنے گھر کا خرچ لوں؟ حضرت خلیفہ صاحب نے فرمایا کہ میرے والد گرامی، پیرومرشد حضرت شعیب الاولیاء کا بھی یہی طریقہ تھا کہ کبھی حضرت کا قیام کسی غریب مرید کے یہاں ہوتا اور حضرت سے ملنے والے کبھی کبھی زیادہ تعداد میں لوگ آجاتے۔

(باقی صفحہ 16 پر)

حضور مظہر شعیب الاولیاء اور دار العلوم فیض الرسول

ازقلم: برکت فیضی یار علوی

قطب وقت عارف باللہ ولی کامل راز دار شریعت غواص بحر معرفت عابد شب زندہ دار سراپا خیر و برکت صوفی باصفا حضور مظہر شعیب الاولیاء الحاج الشاہ محمد صدیق احمد صاحب قبلہ قادری چشتی یارعلوی سابق سجادہ نشین خانقاہ یارعلویہ و ناظم اعلی دار العلوم اہلسنت فیض الرسول براؤں شریف

عاشق خیر الوریٰ ہیں مظہر یار علی
پیکر رشدو ہدی ہیں مظہر یارعلی
ہیں خمیدہ ان کے در پر مالداروں کی جبیں
صاحبِ جود و سخا ہیں مظہر یارعلی

خانوادۂ یارعلویہ کے چشم و چراغ مجاہد سنیت عاشق محبوب داور حضور مظہر شعیب الاولیاء کی ذات اقدس پر چند سطر لکھنے کی سعادت حاصل کررہا ہوں جن کی یاد ان کے جانے کے بعد بھی آتی ہے اور آتی رہے گی آپ کو نہ بھلایا جاسکتا ہے اور نہ ہی آپ کے کارناموں کو فراموش کیا جاسکتا ہے۔

آج کل پیران عظام کا ہر طرف بول بالا ہے اور خلافت کا دور دورہ ہے جدھر دیکھو جہاں دیکھو جس کو دیکھو وہ لوگ اپنی اپنی خلافت کا پرچار کررہے ہیں آج کل خلافت کے نام پر پیر مغاں بن کر زمانے کو لوٹ کر عیش و عشرت کی زندگی گزار رہے ہیں ان میں نہ کوئی پرہیزگاری ہے نہ ہی نماز باجماعت کا اہتمام ہے نہ ہی کوئی روحانیت ہے نہ کوئی کرامت ہے نہ عبادت و ریاضت ہے نہ ہی کوئی مجاہدہ ہے صرف پیر صاحب بن کر مریدوں کے نذرانے پر عیش کی زندگی جی رہے ہیں۔

یہ عشق نہیں آساں بس اتنا سمجھ لیجے
اک آگ کا دریا ھے اور ڈوب کر جانا

شیخ المشائخ حضور شعیب الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے حضور مظہر شعیب الاولیاء کو خلافت دینے سے دو سال قبل عبادت و ریاضت اور مجاہدہ کرایا ہے ایسا مجاہدہ آج کی تاریخ میں ہر شخص نہیں کرسکتا ہے خوف طوالت کے سبب مجاہدہ پر نہ لکھتے ہوئے خاص خاص باتیں لکھ رہا ہوں۔

دولت عشق میسر نہیں ہر دل کے لیے
چنی گئی ہے یہ نعمت کسی کسی کے لیے

حضور شعیب الاولیاء نے پہلے روحانیت کا تاجدار بنایا ہے بعد میں خلافت کی دولت سے سرفراز کیا ہے۔ حضور شعیب الاولیاء نے کچھ شرائط کے ساتھ حضور مظہر شعیب الاولیاء کو خلافت دیکر اپنا جانشین بنایا اور دار العلوم اہلسنت فیض الرسول کا ناظم اعلی بنایا تھا حضور شعیب الاولیاء نے فرمایا تاوقت حیات ان تمام شرائط پر عمل کرنا ہوگا۔

(۱) شرط یہ ہے کہ پورے ہندوستان میں جہاں جہاں میرے مریدین ہیں نہ ان کے گھر جانا ہے نہ ہی ان سے نذرانہ لینا ہے اگر کوئی ضد کرکے بلائے بھی تو وہاں جاکر باپ کا مرید سمجھ کر خود اس کو نذرانہ دینا ہوگا۔

(۲) خانقاہ یارعلویہ کا تاوقت حیات لنگر جاری رکھنا ہے جتنے بھی مریدین معتقدین آئیں گے ان کے کھانے رہنے کا انتظام کرنا ہوگا۔

(۳) ہر رمضان عید کے بعد دار العلوم اہلسنت فیض الرسول کے ہر استاذ مدرس کو ان کی حیثیت کے مطابق نذرانہ دینا ہوگا۔

(۴) فیض الرسول کے سالانہ جلسہ دستار بندی میں سارا خرچ اپنی جیب خاص سے کرنا ہوگا۔

(۵) پورے ہندوستان میں جہاں جہاں سلسلہ قادریہ و چشتیہ کے بزرگان دین اولیاء کاملین کے مزارات ہیں سال میں ایک مرتبہ ان آستانوں پر حاضری دینا ہے۔

(۶) اجمیر شریف میں ہر سال عرس کے موقعہ پر لنگر عام جاری

کرنا ہے۔

(۷) خانقاہ یارعلویہ براؤں شریف کی جانب سے جن جن بزرگوں کی یاد منائی جاتی ہے تا وقت حیات ان اولیاء کاملین کی یادگار مناتے رہنا ہے۔

(۸) دارالعلوم فیض الرسول کے سالانہ دستار بندی کے موقعہ پر جو بھی علمائے کرام آئیں گے ان سب کو نذرانہ دینا ہوگا۔

(۹) اپنی زندگی کی آخری سانس تک نماز باجماعت تکبیر اولی کا اہتمام کرتے رہنا ہے۔

(۰۱) ہم نے تمہیں ادارے کا ناظم اعلی بنایا ہے یہ جو ہم نے فیض الرسول کا پودہ لگایا ہے اسے اپنے خون سے سینچ کر ہرا بھرا کرنا اور اس میں پھول پھل اگانا تمہارا کام ہے اور اسے بام عروج تک پہونچانا اپنی زندگی کا مقصد سمجھنا ہے۔

حضور شعیب الاولیاء نے یہ تمام شرائط رکھتے ہوئے مظہر شعیب الاولیاء کو خلافت سے نوازا ہے، غور کرنے کا مقام ہے جو انسان دنیا کو نہ دیکھا ہو اس کے لیے ان تمام شرائط پر عمل کرنا کتنا کٹھن اور مشکل ہوگا۔

ہمت مرداں مدد خدا مظہر شعیب الاولیاء نے تمام شرائط کو تسلیم کرتے ہوئے ادبا گزارش کی کہ حضور آپ کا ہر حکم میرے سر آنکھوں پر ہے تا وقت حیات آپ کی ہر شرط پر عمل کروں گا۔

میں اکیلا ہی چلا تھا جانب منزل مگر
لوگ ساتھ آتے گئے اور کارواں بنتا گیا

حضور مظہر شعیب الاولیاء نے یہ ساری ذمہ داری سنبھالتے ہوئے اپنا سرمائ حیات اپنی ساری توانائیاں اپنی ساری صلاحتیں اور اپنی زندگی کا ایک ایک لمحہ اپنا سب کچھ رضائے الہی کے حصول اور سربلندی اور مسلک اعلی حضرت کی ترویج واشاعت اور ناموس رسالت اور دارالعلوم اہلسنت فیض الرسول کی ترقی کے لیے وقف فرما دیا تھا۔

حضور مظہر شعیب الاولیاء کے خلیفہ کے وقت فیض الرسول کی سالانہ آمدنی فقط تیس ہزار کی تھی مظہر شعیب الاولیاء نے دارالعلوم اہلسنت فیض الرسول کی آمدنی کے لیے دن رات جدو جہد کوشش کرتے ہوئے تیس ہزار سے بڑھا کر سالانہ پچاس لاکھ کی آمدنی کردی۔

حضور مظہر شعیب الاولیاء نے ہندو نیپال میں تقریبا پندرہ لاکھ مسلمانوں کو مرید بنا کر ان کے ایمان وعقیدے کی حفاظت فرمائی ہے وہابیوں دیوبندیوں کی گمراہی سے مسلمانوں کو بچایا ہے۔

حضور مظہر شعیب الاولیاء سے بے شمار کرامتیں ظاہر ہوئی ہیں: جس جس گاؤں دیہات میں حضرت کا دورہ ہوا قدم ناز پڑا وہ گاؤں آج بھی وہابیت سے پاک ہے۔ حضور مظہر شعیب الاولیاء کے حالات وکردار صورت وسیرت دین اسلام کی تبلیغ واشاعت میں خلفائے راشدین کی اداؤں کی جھلک نظر آتی تھی۔ حضور مظہر شعیب الاولیاء نے فیض الرسول کی ترقی کے لیے بہت بڑی قربانی پیش کی ہے۔ حضور شعیب الاولیاء کی تمام اولادوں میں سب سے چہیتے اور روحانیت کے تاجدار مظہر شعیب الاولیاء تھے۔ اسی سبب سے حضور شعیب الاولیاء نے حضور خلیفہ صاحب قبلہ کو اپنا نائب و مظہر بنایا تھا اور اپنا جانشین بنا کر فیض الرسول کا ناظم اعلیٰ بنایا حضور شعیب الاولیاء کی حیات پاک میں براؤں شریف میں دارالعلوم فیض الرسول کا صرف ہال کمرہ بنا تھا۔ ہال کمرہ بنوانے میں مظہر شعیب الاولیاء نے دن رات کوشش کی تھی۔

ہال کمرہ: حضور شعیب الاولیاء نے جب مکتب مدرسہ کو دارالعلوم کی شکل میں کرنے کا ارادہ فرمایا تو پہلے ہال کمرہ کو تعمیر کیا تعمیر کے وقت حضور شیخ المشائخ کا ضعیفی وقت تھا حضور مظہر شعیب الاولیاء نوجوان تھے ہال کمرہ بنوانے میں جدو جہد کوشش کرنا چندہ جمع کرنا مٹیریل اکٹھا کرنا مزدور بلانا کام کرانا یہ ساری ذمہ داری حضور مظہر شعیب الاولیاء کی تھی دن رات کوشش کر کے اسے پایہ تکمیل تک پہنچانا یہ بہت بڑا کارنامہ ہے۔ دارالاقامہ دو منزلہ بیس کمرہ کا ہاسٹل مظہر شعیب الاولیاء کے دور حیات میں تعمیر ہوا ۱۹۸۰ ۱۹۸۲ میں دارالعلوم کی جانب سے بیت الخلاء نہیں تھا میدان میں جانا ہوتا تھا بیس طہارت خانہ مظہر شعیب الاولیاء کے دور حیات میں تعمیر ہوا ہے، دارالحدیث حضور مظہر شعیب الاولیاء کی زندگی میں تعمیر ہوا ہے، دارالتفسیر مظہر شعیب الاولیاء کی حیات پاک میں تعمیر ہوا

ہے، جدید درسگاہ مظہر شعیب الاولیاء کی کوشش جدو جہد سے تعمیر ہوا ہے، ہاسٹل کے سامنے براؤں شریف کے کچھ مسلمانوں کی زمین تھی جس میں کئی درخت تھے وہ زمین مظہر شعیب الاولیاء کی کوشش سے دارالعلوم کو ملی تھی، دارالعلوم فیض الرسول کی ساری عمارتیں مظہر شعیب الاولیاء کی دورحیات میں تعمیر ہوئیں ہیں مظہر شعیب الاولیاء نے دارالعلوم کے لیے اپنی پوری زندگی وقف کر دیا تھا فیض الرسول کی ایک ایک اینٹ پر مظہر شعیب الاولیاء کا احسان عظیم ہے۔

دارالعلوم فیض الرسول کی ایک ایک عمارت پر مظہر شعیب الاولیاء کا احسان ہے فیض الرسول کے ہر درو دیوار پر مظہر شعیب الاولیاء کا احسان ہے جب تک سورج چاند رہیں گے حضور مظہر شعیب الاولیاء کا نام رہے گا مظہر شعیب الاولیاء نے اپنی زندگی میں اپنے بچوں کے لیے کچھ نہیں کیا نہ مکان بنایا نہ دکان بنایا نہ ہی بینک بیلنس کیا نہ ہی زیورات خریدا آپ نے جو کچھ کیا صرف فیض الرسول کے لیے کیا ہے۔فیض الرسول کو بام عروج تک پہونچانے میں بہت بڑی قربانی پیش کی ہے مظہر شعیب الاولیاء جب مریدین میں تشریف لے جاتے جو نذرانہ ملتا آپ فرماتے یہ میرے فیض الرسول کا چندہ ہے یا نذرانہ ہے چندہ کی رقم اپنے جبے کی داہنی جیب میں رکھتے نذرانہ کی رقم بائیں جیب میں صبح سے شام تک نذرانہ کی رقم ضرورت مندوں میں خرچ کر دیتے چندہ کی رقم فیض الرسول میں جمع کر دیتے

ایک مرتبہ ڈرتے ڈرتے مرحومہ پیرانی اماں نے عرض کیا حضرت بچوں کے لیے ایک گھر بنوا دیجئے بہت تکلیف ہے جگہ کی قلت ہے یہ سن کر مظہر شعیب الاولیاء نے جلال میں آ کر فرمایا اب ایسی فرمائش کبھی مت کرنا بچوں کے نصیب میں جتنا رزق اللہ نے لکھا ہے وہ ان کو ملتا رہے گا ہم دنیا میں دکان مکان بنا کر کیا کریں گے ہمارے لیے فیض الرسول ہی کافی ہے ہم دن رات فیض الرسول کی خدمت کرتے ہیں کوشش کرتے ہیں اس کی ترقی کے لیے جدو جہد کرتے ہیں ہزاروں بچے قرآن و حدیث کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں عالم حافظ قاری بن کر مذہب اسلام کی تبلیغ و اشاعت کر رہے ہیں فیض الرسول کی اس خدمت کے صلہ میں اللہ تعالی ہمیں جنت میں اعلی سے اعلی مقام عطا کرے گا ہمیں دنیا کا مکان نہیں چاہیے نئی نسل کے علمائے کرام و جملہ مسلمان کو مظہر شعیب الاولیاء کے حالات و کردار، دینی خدمات و کرامت و عظمت و اہمیت و فضیلت کے بارے میں کچھ معلوم و جانکاری نہیں ہے الا ماشاء اللہ اس لیے یہ چند سطر لکھ دیا ہوں یہ مضمون لکھنے کا مقصد صرف مظہر شعیب الاولیاء کی عظمت و اہمیت و فضیلت کو اجاگر کرنا ہے بس۔

ان کے نام پاک کا ڈنکا بجے گا حشر تک
مخزن جود و سخا ہیں مظہر یارعلی
ایسا نہیں زمین پر ہی ان کا ذکر ہو
مرشد کا میرے چرچا ہے دونوں جہان میں

OOOOOOO

کہتے ہیں کہ جس چیز کے بارے انسان زیادہ سوچتا ہے اس کو خواب بھی اسی چیز کے متعلق دکھائی دیتے ہیں تو کیوں نہ ہماری سوچوں میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یاد ہو، ہمارے دل میں حضور کا مدینہ میں یہ قلب حضور کی عشق میں حضور کی یاد میں دھڑکے، یہ آنکھیں حضور کی یاد میں نم رہیں، ان آنکھوں سے یاد مدینہ میں اشکوں کی برسات ہوتی رہے کیوں نہ ہم بھی مدینہ کی حاضری کیلئے تڑپتے رہیں، ہماری آنکھیں حضور کے دیدار کیلئے ترستی رہیں، ہمارا دل یادِ محبوب میں تڑپتا رہے، کیا سمجھتے ہیں اگر کسی عاشق صادق کی ایسی کیفیت ہو تو کچھ بعید نہیں کہ وہ کب کرم فرما دیں، کب کسی کو مدینہ بلا لیں، کب کسی کو خواب میں اپنے جلوے دکھا دیں، کب کسی کو اپنا سوہنا مکھڑا دکھا دیں، عاشقو بس ایک تڑپ دل میں رکھو یہ دل حضور کی یاد میں دھڑکے، یہ دل حضور کے مدینہ کی یاد میں تڑپے یہ آنکھیں محبوب کے جلووں کو دیکھنے کیلئے ترسیں بس تم آتش عشق میں خوب خوب جلتے رہو تم اپنی محنت جاری رکھو اگر حاضری یا زیارت نہیں ہوتی تو سوچو کہ کچھ کمی تو نہیں پھر اس کمی کو دور کرنے کی کوشش کرو نظر کی حفاظت کرو، کیوں؟ کیونکہ نظر خوب خوب پاک ہونی چاہیے۔

ارے پاک نگاہوں سے ہی تو محبوب کا دیدار ہو گا لقمہ حلال کرو، دل کو بڑا سکون میسر ہو گا درود پاک کی کثرت کرو اپنے محبوب کا تذکرہ کثرت سے کرو حضور کی سیرت طیبہ کا مطالعہ زیادہ سے زیادہ کرو ان شاءاللہ وہ جلد ہی کرم فرمائیں گے۔ صل اللہ علی حبیبہ محمد وآلہ وصحبہ وبارک وسلم مجھ گناہ گار کیلئے بھی خصوصی دعا فرمائیے گا۔

خانوادۂ حضور شعیب الاولیاء کے درخشندہ لعل و گہر

غزالی دوراں حضور چشتی میاں قبلہ دامت برکاتھم، براؤں شریف

از قلم: اسلام الدین احمد انجم فیضی قادری یارعلوی

بین الاقوامی شہرت کی حامل عظیم ترین مشہور و معروف دینی مرکزی درسگاہ دارالعلوم اہلسنت فیض الرسول براؤں شریف کے بانی صاحب رشد و ہدایت، شیخ المشائخ، رشک صوفیاء زین العرفاء صاحب بذل وسخا سیدی صوفی محمد یار علی المعروف شعیب الاولیاء لقد رضی المولیٰ عنہ۔ سرکار شعیب الاولیاء کی ذات ستودہ صفات محتاج تعارف نہیں اہلِ عالم پر آپ کے مقام جلیلہ مثل آفتاب و ماہتاب روشن و منور ہیں۔ آپ نے اپنے عہد پاکیزہ ہی میں اپنے لخت جگر، نورِ نظر، مجاہد سنیت، حضور آقائی و ماوائی و ملجائی، مطلوبی و مرادی، سیدی وسندی، مظہر شعیب الاولیاء محمد صدیق احمد المعروف حضور خلیفہ صاحب قبلہ علیہ الرحمہ والرضوان کو اپنا جانشین و خلیفہ بنا کر ادارہ فیض الرسول کی باگ وڈور آپ کے مقدس ہاتھوں میں دیکر امت مسلمہ پر وہ عظیم احسان فرمایا جس کا اعتراف آج دنیا کرنے پر مجبور ہے۔

ادھر حضور مظہر شعیب الاولیاء علیہ الرحمۃ والرضوان نے دارالعلوم فیض الرسول کو وہ عروج و ارتقا بخشا جس کا شہرہ آج ہر سو عالم میں پھیلا ہوا ہے اور قصر فیض الرسول کی ایک ایک اینٹ آپ کی عظمت و رفعت کا ترانہ گاتی ہوئی نظر آتی ہے۔ یہ وہی مظہر شعیب الاولیاء ہیں جنہوں نے اساتذۂ فیض الرسول کی ناز برداری و خدمت شعاری میں کوئی کسر باقی نہ رکھی۔ خلوت و جلوت ہر آن ان کی خیر خواہی فرماتے رہے۔ احاطۂ فیض الرسول میں علماء و اساتذہ کی ضیافت کا حسین منظر آج بھی آنکھوں کو جلا بخشتا ہے جس میں آپ اپنی میزبانی و ضیافت سے انہیں عزت و احترام کے بلند مقام پر دیکھ کر اظہار مسرت فرمایا کرتے تھے۔ جس کے سیکڑوں مشاہدین آج بھی شہادت دے رہے ہیں نیز فقیر یارعلوی کے مشاہدہ میں ہے کہ ہر سال عروس البلاد ممبئی کے سفر سے واپسی پر علماء کرام و اساتذہ عظام پر خصوصی نوازشات کی بارش ہوا کرتی تھی

ابر رحمت ان کی مرقد پر گہرباری کرے

غوث وقت شیخ المشائخ الحاج الشاہ حضور شعیب الاولیاء محمد یار علی صاحب قبلہ بانی دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف و مظہر شعیب الاولیاء حضور خلیفہ محمد صدیق احمد صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ والرضوان سجادہ نشین خانقاہ یارعلویہ اپنے اپنے دور کے ممتاز اکابرین اولیائے امت میں سے گذرے ہیں۔ شیخ المشائخ حضور شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ والرضوان جنہوں نے تقریبا پچاس سال نماز باجماعت تکبیر اولی کے ساتھ ادا فرمائی جبکہ انھیں درمیان کئی مرتبہ زیارت حرمین طیبین سے بھی مشرف ہوئے اور اپنے مرشد کے حکم کی بجا آوری کے لیے ہند و پاک کے بیشمار اولیائے کرام کی بارگاہوں میں حاضری کا شرف حاصل کیا اور جب تک صاحب مزار سے ملاقات نہیں ہوئی واپس نہیں لوٹے دوران زیارت بہت محیر العقول کرامتیں ظاہر ہوئیں ایسی عظیم و بلند پایہ، روحانیت کے تاجدار کے نبیرہ اور مظہر شعیب الاولیاء حضور خلیفہ صاحب قبلہ علیہ الرحمہ کے بڑے فرزند ارجمند عابد شب زندہ دار، صاحب زہد و تقویٰ، شیخ طریقت، رہبرِ راہ شریعت، حضرت علامہ الحاج الشاہ غلام عبد القادر صاحب قبلہ قادری چشتی علوی نائب منیجر دارالعلوم اہلسنت فیض الرسول براؤں شریف ہیں آپ کی سیرت کے چند نقوش پیش خدمت ہے ملاحظہ فرمائیں۔

اسم شریف: غلام عبدالقادر چشتی

والد ماجد: چشم و چراغ خانوادۂ مولائے کائنات، صاحب کشف و کرامات شہزادہ شعیب الاولیاء حضرت علامہ الحاج الشاہ محمد صدیق احمد صاحب قبلہ (المعروف خلیفہ صاحب) قادری چشتی یارعلوی سابق سجادہ نشین خانقاہ یارعلویہ و ناظم اعلی دار العلوم

اہلسنت فیض الرسول براؤں شریف

تاریخ پیدائش: غالباً مارچ سن ۱۹۵۴ عیسوی

جائے پیدائش: براؤں شریف

حسب ونسب: علوی سادات ۳۰/ویں پشت میں سلسلۂ نسب مولائے کائنات سیدنا علی المرتضی شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم سے جاملتا ہے۔

تعلیم: منشی، مولوی، عالم، فاضل معقولات، فاضل طب، فاضل ادب، ادیب ماہر، ادیب کامل، ہائی اسکول، الہ آباد بورڈ یوپی

اولاد: چار صاحبزادے۔ ایک صاحبزادی

بیعت وخلافت: آپ کے والدگرامی شیخ طریقت مظہر شعیب الاولیاء حضور خلیفہ صاحب قبلہ علیہ الرحمہ نے آپ کو خلافت سے نوازا ہے اور والد گرامی کے ہی دست حق پرست پر آپ کو شرف بیعت بھی حاصل ہے

رشدوہدایت: بعد حصول خلافت آپ سے رشد وہدایت کا فیضان جاری ہے آپ کے دست حق پرست پر سیکڑوں گم گشتگان راہ نے توبہ کی اور شرف بیعت سے مستفیض ہوکر صراط مستقیم پر گامزن ہوئے

حج وزیارت: آپ نے دومرتبہ حج بیت اللہ اور عمرہ کا شرف حاصل کیا اور کئی متبرک مقامات کی زیارتیں بھی کیں۔

دینی وملی خدمات: پیر طریقت حضور چشتی میاں قبلہ کی دینی، ملی، تعلیمی وسماجی خدمات کا دائرہ کافی وسیع ہے۔ دینی تعلیم وتعلم کی ترویج واشاعت کی خاطر آپ نے اپنے ملک کے مختلف مقامات کے دورے کیے۔

اوصاف وخصوصیات: بعض ہستیاں ایسی ہوتی ہیں جن کا کار اور مقصد حیات اس قدر فیضان کا حامل ہوتا ہے کہ ان کی داستان حیات آبِ زر سے کتابت کے لائق ہوتی ہے انھیں لوگوں میں آپ کی ایک نمایاں شخصیت ہے بحمدہ تعالیٰ آپ کئی کمالات کے حامل، عجز ونیاز کے پیکر، علمی وعملی طور پہ پختہ کار اور سادگی و مستقل مزاجی میں اکابرین کی یادگار ہیں۔ آپ کو کئی علوم وفنون پر عبور حاصل ہے۔ درس وتدریس میں بھی مہارت ہے۔ ہمت واستقلال کے لحاظ سے آپ ایک مضبوط چٹان ہیں۔ آپ کی طبیعت میں انتہائی سادگی ہے اور تکلف وتصنع کا نام ونشان تک نہیں۔ آپ کے اندر استغنا، خودداری اور کفایت شعاری کا جوہراتم کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔ آپ کی سب سے بڑی خوبی دینی، علمی، اصلاحی خدمات انجام دینے والوں کا دل کھول کر حوصلہ بڑھانا ہے اور یہی وجہ ہے کہ آپ عوام وخواص سب میں یکساں مقبول ہیں۔ آپ افکار علم وحکمت سے مزین، عالم باعمل، نسبت علم سے متصف، جامع شخصیت، اکابر واصاغر اساتذہ کے مزاج شناس اور شعور وآ گہی کے بہترین مربی ہیں۔ الغرض آپ کی ذات مجموعۂ محاسن اور سرچشمۂ کمالات ہے۔ دینی مذہبی خدمات انجام دینے کے ساتھ ساتھ آپ سماج کے لیے ایک بہترین رہنما ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے متعلقین آپ سے دینی و مذہبی اُنسیت کے ساتھ دیگر ضروریاتِ زندگی سے متعلق بھی مشورہ کے لیے حاضر خدمت ہوتے اور رہنمائی حاصل کرتے رہتے ہیں۔ یوں کہا جائے کہ آپ رشد وہدایت، اصلاح، دعوت، توکل اعتماد مردم شناس، معاملہ فہم، ذہن فراست، حق گو، بیباک اور ہمت وجرأت کا مجسمہ ہیں تو بیجا نہ ہوگا۔ آپ قوم وملت کی ترقی فلاح وبہبود کے لیے ہمیشہ متفکر رہتے ہیں۔ علمائے دین میں آپ کی مقبولیت بہت کافی ہے۔ اُصول پسند اور دارالعلوم اہلسنت فیض الرسول کے نائب منیجر ہونے کے ساتھ پابند صوم وصلاۃ پرہیز گار، عامل باعمل، سنت ونوافل واوراد و وظائف کے پابند ہیں۔ عشقِ رسول میں مست الست۔ آپ کی زندگی کا قیمتی سرمایہ ایسے ہی متبرک لمحات میں گزر رہا ہے۔ فللّٰہ الحمد۔

صاحب زادہ عالی وقار حضرت مولانا حافظ قاری محمد افسر علوی قادری چشتی مدیر اعلیٰ سہ ماہی پیام شعیب الاولیاء کا پیغام موصول ہوا کہ صاحب فتاویٰ یارعلویہ حضرت منظور ملت مفتی منظور احمد صاحب قبلہ یارعلوی اور آپ والد ماجد قبلہ حضور کے ارشد واعز خلیفہ ومجاز ہیں۔ آپ اپنے خیالات واحساسات تحریر فرمادیں۔ یہ چند جملے ہدیۂ قارئین ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ آپ کے فیوض وبرکات عام سے ترعام فرمائے۔ آمین

OOOOOO

امام اعظم ابو حنیفہ کا کشف

ازقلم: مولانا سعود رضا امجدی سیوانی

کوفہ (عراق) وہ مبارک شہر ہے جسے ستّر اصحاب بدر اور بیعت رضوان میں شریک، تین سو صحابہ کرام نے شرف قیام بخشا۔ آسمان ہدایت کے ان چمکتے دمکتے ستاروں نے کوفہ کو علم وعرفان کا عظیم مرکز (Centre) بنایا۔ اسی اہمیت کے پیش نظر اسے کنز الایمان (ایمان کا خزانہ) اور رقبت الاسلام (اسلام کی نشانی) جیسے عظیم الشان القابات سے نوازا گیا۔ جب سن ۸۰ ہجری میں امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت مبارکہ ہوئی تو اس وقت شہر کوفہ میں ایسی ایسی ہستیاں موجود تھیں جن میں ہر ایک آسمانِ علم پر آفتاب بن کر ایک عالم کو منور کر رہا تھا۔ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نام نعمان بن ثابت اور کنیت ابوحنیفہ ہے۔ آپ نے ابتدا میں قرآن پاک حفظ کیا پھر کثیر علماء ومحدثین کرام علیہم الرضوان سے علم دین حاصل کرتے کرتے ایسے جلیل القدر فقیہ ومحدث بن گئے کہ ہر چہار جانب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے چرچے شروع ہو گئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے صحابۂ کرام علیہم الرضوان کی ایک جماعت سے ملاقات کا شرف حاصل کیا، جن میں سے حضرت انس بن مالک، حضرت سیدنا عبداللہ بن اوفی، حضرت سیدنا سہیل بن سعد ساعدی، حضرت سیدنا ابوالطفیل عامر بن واصلہ علیہم الرضوان کا نام سرفہرست ہے۔ اس طور پر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو تابعی ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ (اخبار ابی حنیفہ ص ۱۷)

ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت سیدنا سفیان ثوری علیہ رحمۃ اللہ القوی سے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک وصف کا تذکرہ یوں کیا کہ حضور سراج الامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ غیبت سے اتنا دور رہتے ہیں کہ میں نے کبھی ان کے دشمن کی غیبت کرتے ہوئے نہیں سنا آپ رحمۃ اللہ علیہ رضائے الٰہی کو ہر شے پر ترجیح دیا کرتے تھے۔ (اخبار الامام ابوحنیفہ ص ۴۲)

امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ زہد وتقوی کے جامع، والدین کے فرماں بردار، امانت و دیانت میں یکتا، پڑوسیوں سے حسنِ سلوک میں بے مثال تھے، بے نظیر سخاوت اور مسلمانوں کے ساتھ ہمدردی وخیر خواہی جیسے کئی اوصاف نے آپ کی ذات کو نمایا کر دیا تھا۔ امام اعظم علیہ الرحمۃ الاکرم دن بھر علم دین کی نشر واشاعت اور ساری رات عبادت و ریاضت میں بسر فرمایا کرتے تھے۔ آپ نے مسلسل تیئس سال روزے رکھے، چالیس سال تک ایک رکعت میں قرآن پاک ختم کرتے رہے، چالیس سال تک عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا کی، ہر دن اور رات میں قرآن پاک ختم فرماتے حضرت سراج الامہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کلام الٰہی سے اتنا شغف رکھتے تھے کہ رمضان المبارک میں ۶۲، قرآن مجید ختم فرماتے، اور جس مقام پر آپ کی وفات ہوئی اس مقام پر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سات ہزار بار قرآن پاک ختم فرمایا تھا۔ (الخیرات الحسان ص ۵۱ ملخصاً)

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عبادت و ریاضت کا عالم یہ تھا کہ جب خالق کائنات عزوجل کی مقدس بارگاہ میں جانے کا ارادہ فرماتے تو آپ نے جو ۱۵۰۰/درہم خرچ کر کے ایک قیمتی لباس سلوا رکھا تھا، وہ آپ روزانہ رات کے وقت زیب تن فرماتے اور جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے محبین آپ سے دریافت کرتے کہ آپ ایسا کیوں کرتے ہیں؟ تو حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس کی حکمت پر ارشاد فرماتے کہ اللہ عزوجل کے لیے زینت اختیار کرنا لوگوں کے لیے زینت اختیار کرنے سے بہتر ہے۔ (روح البیان ص ۱۵۴) رات میں ادا کی جانے والی ان نمازوں میں خوب اشکباری فرماتے۔ اس گریہ وزاری کا اثر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے چہرۂ مبارک پر واضح نظر آتا تھا۔ امام اعظم

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جہاں علم و دانش، سیاست و دانائی، زہد و تقوی، عبادت و ریاضت کا مجمع البحرین تھے، وہیں خداداد عقل و فراست کے ساتھ ساتھ عبادت کی کثرت نے ان کے قلب کو مزکی اور باطن کو مصفی کر دیا تھا۔ امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ذات بلند شبہ علم ظاہر و باطن کا سنگم تھی، وہ صاحب کشف و کرامت ولی تھے، حقائق و دقائق آپ کے آئینہ قلب میں منعکس ہو جاتے تھے۔ کشف مشاہدہ ان کا روحانی وصف تھا۔ متعدد واقعات شاہد ہیں کہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے کسی موقع پر اپنی باطنی فراست سے جو بات ارشاد فرمائی وہ پوری ہو کر رہی۔ یہ واقعہ اس بات پر شاہد ہے۔

امام اعظم رحمۃ اللہ تعالی علیہ ایک دن اپنے اصحاب کے حلقے میں بیٹھے تھے، اتنے میں وہاں سے ایک شخص کا گزر ہوا۔ حضرت سراج الامہ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے دیکھ کر فرمایا کہ میرا خیال ہے کہ یہ شخص مسافر ہے؟ کچھ دیر بعد ارشاد فرمایا کہ اس کے ہاتھ میں کوئی میٹھی چیز بھی ہے۔ پھر کچھ دیر بعد ارشاد فرمایا کہ میرے خیال میں یہ شخص معلم الصبیان (بچوں کا استاذ) ہے۔ جب کسی نے اس اجنبی کے حالات معلوم کیے تو پتہ چلا کہ یہ اجنبی ہے اور اس کی آستین میں کشمش ہے اور وہ بچوں کا معلم بھی ہے۔ امام اعظم سے دریافت کیا گیا کہ ان حالتوں کا علم آپ کو کیسے ہوا؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا: جو اللہ عزوجل سے قربت بڑھا لیتا ہے تو وہ مخلوقات کے حجابات اس پر انکشاف کر دیتا ہے۔ (حضرت امام اعظم ابو حنیفہ ص ۱۷۴)

OOOOO

مولانا روم نے "تعلق" کی خوب صورت تشریح بارش کے قطرہ سے کی ہے کہ اگر یہ صاف ہاتھوں پر گرے تو پینے کے قابل ہے۔

گٹر میں گرے تو پاؤں دھونے کے قابل نہیں۔

گرم سطح پر گرے تو بخارات بن کر غائب۔

کنول کے پتے پر گرے تو موتی کی طرح چمکے گا۔

سیپ کے اندر گرے تو موتی بن جاتا ہے۔ قطرہ وہی ہے فرق صرف یہ ہے کہ اس کا تعلق کس سے رہا۔ ہمیشہ تعلق دوستی ان لوگوں سے رکھیں جو دل کے اچھے ہیں۔

منقبت در شان صدیق شاہ علیہ الرحمہ

ہو کرم کی نظر میرے صدیق شہ
جائے قسمت سنور میرے صدیق شہ

آپ کا نوری روضہ ہو پیش نظر
اور یہ میرا سر میرے صدیق شہ

آپ ہیں ساقیا جب تو میں کیوں کروں
تشنگی کا یہ ڈر میرے صدیق شہ

ہیں زمانے میں چھائے ترے فیض سے
تیرے لخت جگر میرے صدیق شہ

خود سلامی کو آتے ہیں جن و ملک
آپ کا ہے وہ در میرے صدیق شہ

آپ کے دم قدم سے ہے روشن جہاں
اس میں کیا چوں مگر میرے صدیق شہ

علوی سید ہو تم مرتبہ ہے بڑا
نور والے پسر میرے صدیق شہ

ترا کردار آقا کا عکس جمیل
تو ہے اعلیٰ بشر میرے صدیق شہ

پئے امداد للہ آ جایئے
راہ ہے پرخطر میرے صدیق شہ

آپ کی منقبت کس زباں سے کروں
عجز ہیں فن کے پر میرے صدیق شہ

تو ہے اللہ کا، تیرا اللہ ہے
تیری اعلیٰ گزر میرے صدیق شہ

مالک باغِ جنت کے ہو بالیقیں
تم بھی نور نظر میرے صدیق شہ

دل ہے اختر کا خالی پڑا اب شہا
کیجے اس پہ گزر میرے صدیق شہ

از قلم محمد شعیب اختر قادری، دھرم سنگھوا سنت کبیر نگر یوپی

دین اسلام میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی خدمات

ازقلم: مفتی نوشاد عالم امجدی، استاذ مدرسہ غریب نواز بالے پور کلاں سلیم پور ضلع دیوریا (یوپی)

سِیما پہلی ماں کہفِ امن واماں حق گزارِ رَفاقت پہ لاکھوں سلام

دین اسلام کے لہلہاتے اور عطر بیز گلشن کے سینچنے اور خدمت کا شرف ہر اس شخص نے پایا جسے اللہ تبارک وتعالیٰ نے توفیق خیر بخشی۔ دین اسلام کے جاں نثار اور خدمت گزاروں کی فہرست میں ایک روشن وتابندہ نام اُم المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا ہے۔ آپ کی خدمات ناقابل فراموش ہیں، دین پر جب بھی کڑا وقت آیا، آپ نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ آپ اپنی سیرت وکردار اور عزت و عصمت کی وجہ سے ''طاہرہ'' کے لقب سے مشہور تھیں۔ آپ کی ذات صدق وسخاوت، حلم و بردباری اور عشق مصطفی ﷺ سے آراستہ تھی۔ آپ رضی اللہ عنہا حجاز اور عرب کی بااخلاق اور صاحب فضیلت خاتون سمجھی جاتی تھیں۔ آپ کی مادی قوت اور مال و دولت سے زیادہ اہم آپ کی بے انتہا معنوی اور روحانی ثروت تھی۔ حضرت خدیجہ نہایت ہی مشفق، بااخلاق، نیک سیرت، مہمان نواز اور مذہبی ودینی معاملات میں نہ تھکنے والی خاتون تھیں۔ آپ اسلام قبول کرنے والی سب سے پہلی خاتون ہیں۔ یہ وہ عظیم خاتون ہیں جنھوں نے اپنے مال کو اسلام کے راستہ میں لٹا دیا، آپ اپنے زمانے کے علماء سے پوچھتی رہتی تھیں کہ نبی آخرالزماں ﷺ کی علامات کیا ہیں؟ جب نبوت کی تمام علامتوں کو پیغمبر اکرم ﷺ کے اندر دیکھ لیا تو آپ فوراً پیغمبر آخرالزماں ﷺ کے دامن کرم سے وابستہ ہوگئیں اور آخری نفس تک پیغمبر اکرم ﷺ کے ساتھ رہیں اور تادم آخر کسی بھی ایثار وقربانی سے دریغ نہیں کیا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس جو کچھ تھا انہوں نے اسلام اور پیغمبر اکرم ﷺ کے قدموں پر قربان کر دیا۔ حضرت خدیجہ پیغمبر اکرم ﷺ کی سچی اور وفادار ساتھی تھیں۔ انہوں نے اپنا پورا مال ومتاع اسلام کی نصرت اور پیغمبر اکرم ﷺ پر قربان کر دیا بلکہ اپنی جان سے بھی زیادہ پیغمبر اکرم ﷺ کا خیال رکھتی تھیں۔ آپ نے اسلام کی ترویج اور ارتقا کے لیے کوئی بھی موقع اپنے ہاتھ سے نکلنے نہیں دیا۔ اُم المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی مبارک زندگی ہم سب کے لیے، خصوصاً اہلِ ثروت کے لیے نمونہ ہے۔ اس دنیا کی کوئی حیثیت نہیں، جو کچھ ہے، اسلام اور مسلمین کے لیے خرچ کریں۔ خدا ورسول کی خوشنودی کے لیے دین کی راہ میں خرچ کریں۔ (جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)۔ ایک شب اُم المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے خواب میں دیکھا کہ آسمانی آفتاب اُن کے گھر میں اُتر آیا ہے اور اُس کا نور اُن کے گھر سے پھیل رہا ہے۔ یہاں تک کہ مکہ مکرمہ کا کوئی گھر ایسا نہیں تھا جو اُس نور سے روشن نہ ہوا ہو۔ جب وہ بیدار ہوئیں تو یہ خواب اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل سے بیان کیا، اُس نے خواب کی یہ تعبیر بیان کی کہ نبی آخرالزماں ﷺ تم سے نکاح کریں گے۔ رسولِ کریم ﷺ کی شرافت، نسب، امانت داری، حسنِ اَخلاق اور آپ ﷺ پر اللہ تعالیٰ کی عنایات کی وجہ سے اُمّ المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ سے نکاح کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ اِس پیشکش کا تذکرہ نبی کریم ﷺ نے اپنے چچاؤں سے کیا تو حضرت امیر حمزہ حضرت خدیجہ سے رشتے کا پیغام لے کر خویلد ابن اسعد کے پاس گئے جسے اُنہوں نے قبول کرلیا۔

آپ ﷺ کی تمام اَولاد سوائے حضرت ابراہیم کے حضرت سیّدہ خدیجہ کے بطن مبارکہ سے ہیں۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں رسولِ کریم ﷺ کے پہلے فرزند اَرجمند حضرت قاسم ہیں جو اعلانِ نبوت سے پہلے مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے، رسولِ کریم ﷺ اِنہی کے نام سے کنیت رکھتے تھے، یعنی ''ابوالقاسم'' اُن کے بعد حضرت سیّدہ زینب پیدا ہوئیں، پھر حضرت سیّدہ بی بی رُقیہ پھر حضرت سیّدہ اُمّ کلثوم پھر خاتونِ جنت حضرت سیّدہ فاطمۃ الزہرا پیدا ہوئیں، اعلانِ نبوت کے بعد حضرت عبداللہ پیدا ہوئے جن کا لقب طیب وطاہر تھا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک ﷺ کے صدقے ہمیں اُم المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے فیضان سے مالا مال فرمائے اور آپ کے صدقے ہمیں بھی خدمت دین کی توفیق بخشے (آمین)

حضور بدرِ ملت ایک کثیر التصانیف شخصیت

ازقلم: محمد شعیب رضا نظامی فیضی (٭)

یہ بات اظہر من الشّمس ہے کہ تبلیغ و ترویج دین میں زبان و قلم کا کردار ہر دور میں نمایاں رہا ہے علمائے حقہ نے کبھی تقریر سے اشاعت دین کا کام کیا ہے تو کبھی تحریر سے، دونوں کے اثرات عوام کے قلوب پر ضرور مرتب ہوئے ہیں۔ البتہ تقریر کی تاثیر جتنی جلد لوگوں کے دلوں تک پہنچتی ہے اتنے ہی جلد اس کے اثرات ذہنوں سے ذہول کر جاتے ہیں اس کے برخلاف تحریر کے اثرات مرتب ہونے میں تاخیر تو ہوتی ہے مگر اس کے اثرات دیدار ہوتے ہیں یہی وجہ ہے کہ کامیاب علمائے کرام ہر دور میں قلم کو ترجیح دیتے نظر آئے اور آج دنیا بھی انھیں حضرات کو یاد رکھتی ہے جنھوں نے قلمی خدمات انجام دیئے، مقررین کو تو دس، پانچ سال بعد کے لوگ بھی یاد نہیں رکھ پاتے۔ ویسے میرے ممدوح نے جہاں قلم کی دنیا میں اپنے انمٹ نقوش چھوڑے ہیں، وہیں تقریر کے میدان کے بھی شہسوار رہے ہیں، اس طرح تدریس و تحریک کی دنیا میں بھی محیر العقول کارنامے انجام دینے والی عظیم شخصیت کا نام حضور بدر ملت علامہ مفتی بدر الدین احمد رضوی قادری گورکھپوری علیہ الرحمہ ہے۔ مختلف جہات سے اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوانے والے حضور بدر ملت نے کئی بیش بہا کتابیں تصنیف فرمائی جن میں سے ہر کتاب اپنی نوعیت کی ممتاز کتاب تسلیم کی جاتی ہے؛ پھر چاہے وہ اردو کی ابتدائی کتابیں ہوں یا عربی کے اصول و ضوابط یا منطق و فلسفہ کے رموز و اسرار ہوں یا پھر شخصیت پر خامہ فرسائی ہو آپ نے جتنے فنون پہ قلم اٹھایا تحریر و تصنیف کا حق ادا کر دیا۔

فیض الادب (اول، دوم): آپ کی پہلی تصنیف فیض الادب ہے جو دو حصوں پر مشتمل عربی ادب کی وہ لاجواب کتاب ہے جس میں عربی گرامر سکھا کر عربی سے اردو یا اردو سے عربی ٹرانسلیشن کے ہنر بتائے گئے ہیں، ساتھ ہی اس کتاب کی سب سے بڑی خاصیت یہ رہی ہے کہ اس کتاب میں جگہ جگہ عقائد اہل سنت کا بھی ذکر کیا گیا اور مذہب اسلام کے بنیادی امور کو ذہن میں رکھ کر جملے درج کئے گئے ہیں تاکہ طلبا جہاں عربی لکھنا اور بولنا سیکھیں وہیں ان کے ذہن میں اپنے عقائد و معمولات بھی ازبر ہوتے رہیں۔ اسی طرح دوسرے حصے کے اخیر میں اولیائے عظام و اکابر علمائے کرام کے حیات و خدمات بھی ضبط تحریر کئے گئے ہیں تاکہ طلبا کے اندر خدمت دین متین کا جذبہ پیدا ہو۔ یہی وجہ ہے کہ برصغیر ہندو پاک کے اکثر مدارس میں اس کتاب کے دونوں حصے نصاب تعلیم میں شامل ہیں۔ اس کتاب کے بارے میں استاذ العلماء حضور حافظ ملت الشاہ عبد العزیز رحمہ اللہ (سابق شیخ الحدیث بین الاقوامی شہرت یافتہ دانش گاہ جامعہ اشرفیہ، مبارک پور) فرماتے ہیں: ’’(فیض الادب) مبتدی طلبہ کے لیے بہت ہی مفید اور طلبہ کی ادبی استعداد میں معین ہے۔ اس کا پڑھنے والا اردو سے عربی اور عربی سے اردو ترجمہ پہ جلد قابو پا سکتا ہے‘‘۔ اسی طرح عظیم دینی درسگاہ دار العلوم فیض الرسول براؤں شریف کے سابق شیخ الحدیث حضرت علامہ غلام جیلانی اعظمی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: ’’مصنف نے کتاب میں الفاظ شستہ اور مضامین پاکیزہ رکھے ہیں، اس کتاب میں فن ادب کے ساتھ ساتھ انبیائے کرام علیھم الصلوٰۃ والسلام، صحابہ عظام، اولیائے کرام و ائمہ اسلام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کے اسوۂ حسنہ کی بھی روشنی ملتی ہے۔ آیات قرآنیہ و احادیث نبویہ علیٰ صاحبھا الصلوٰۃ والسلام کی عطر بیزی بھی جابجا ہے جس کے سبب تاریخ اسلامی، مسائل شرعیہ کی دولت سے بھی طالب علم مالا مال ہوتا رہے گا۔

(٭) اُستاذ و مفتی: دار العلوم امام احمد رضا، بند یشر پور سدھارتھ نگر۔ رجسٹرڈ قاضی شہر گولا بازار ضلع گورکھپور یو۔ پی۔ انڈیا

عروس الادب، تلخیص الاعراب: آپ کی دوسری تصانیف میں عروس الادب اور تلخیص الاعراب بھی عربی قواعد وضوابط پر مشتمل بیش قیمت کتابیں ہیں، جن میں عربی گرامر کے ساتھ جملوں کی ترکیب و بناوٹ پر تمرین ومشق کے ذریعہ عبور پانے کی استعداد پائی جاتی ہے۔ یہ کتابیں بھی کئی مدارس کے نصاب تعلیم میں داخل ہیں۔

جواہر المنطق: علم منطق میں آپ کی کتاب جواہر المنطق وہ عظیم شاہ کار ہے جس کی نظیر اردو زبان میں ملنی مشکل ہے۔علم منطق کے اصول وضوابط کو آسان لب ولہجہ میں پیش کر کے طلبہ کو ذہنی الجھنوں سے نکالنے والی یہ کتاب بھی برصغیر کے اکثر مدارس میں داخل نصاب ہے۔

سوانح اعلیٰ حضرت: سیرت وشخصیات کی دنیا میں مجدد مأۃ ماضیہ امام اہل سنت حضور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کی حیات وخدمات پر مشتمل آپ کی کتاب 'سوانح اعلیٰ حضرت'' ایک عظیم تحقیقی شاہ کار ہے۔فاضل بریلوی پر تحقیقی نہج سے کام کرنے والا کوئی بھی فرد آپ کی کتاب سوانح اعلیٰ حضرت سے بے نیاز نہیں ہوسکتا۔

تعمیر ادب وتعمیر قواعد: حضور بدر ملت کی تمام تصنیفات میں سب سے زیادہ مقبولیت ''تعمیر ادب'' کو ملی، چھ حصوں پر مشتمل یہ سیریز نونہالان اسلام کو دین کی تعلیم اور اردو ادب کے فروغ کے لیے مرتب کی گئی ہے۔جس میں بچوں کی عقلی سطح اوران کی نفسیات کا پورا پورا خیال رکھا گیا ہے۔من جملہ یہ کتاب بچوں کا علم الکلام اور اردو کی کامیاب ریڈر ہے۔اسی طرح آپ کی دوسری تصنیف ''تعمیر قواعد'' بھی اردو قواعد وضوابط پر مشتمل لا جواب کتاب ہے جس میں اردو قواعد کو زندہ اسلوب میں پیش کر کے جدید طریقے سے بچوں کی تفہیم کی گئی ہے۔یہ کتاب بھی کئی حصوں میں لکھی گئی ہے۔اول الذکر کتاب کے سبھی حصے برصغیر کے اکثر مکاتب اسلامیہ کے نونہالان کو اردو بولنے، پڑھنے اور سمجھنے میں معاون ہے۔ان کے علاوہ بھی آپ کی کئی کتابیں عوام اہل سنت کی اصلاح ومعلومات کے لیے مشعل راہ اور علماء وطلبا کے لیے مخزن کی حیثیت رکھتی ہیں، جن میں نورانی گلدستہ، تذکرۂ سرکار غوث پاک وسرکار خواجہ شامل ہیں۔ الحاصل آپ کی تصنیفات وتالیفات اردو زبان و ادب کو فروغ دینے والی قابل قدر اضافہ کی حیثیت رکھتی ہیں، جن میں طلبا کے لیے مختلف جہات سے انمول ہیرے و جواہرات موجود ہیں جنہیں پڑھ کر ہم جیسے نا جانے کتنے نکمے اردو دنیا میں اپنی قلم وزبان اور درس وتدریس کا لوہا منوا رہے ہیں۔

خاص فضل خداوندی: حضور بدر ملت کی تصنیفات کو بارگاہ ایزدی سے ایسی مقبولیت حاصل ہوئی کہ آپ نے بند کمرے میں کتابیں ضرور لکھیں مگر اتنے خلوص سے قلم چلایا کہ بغیر کسی اکیڈمی کے برصغیر ہند وپاک ہی نہیں بلکہ دنیا میں جہاں کہیں بھی اردو داں بستے ہیں وہاں آپ کی کتابیں نہ صرف پہونچیں بلکہ قدر کی نگاہوں سے دیکھی گئیں۔ یہ خاص فضل خداوندی اور خلوص کی برکت ہے ورنہ بغیر پرچار واشتہار کے اتنی جلد مقبولیت حاصل کر پانا کوئی عام بات نہیں۔ اللہ رب العزت آپ کی تمام تر کاوشات وخدمات کو قبول فرماتے ہوئے آپ کے درجات کو بلند سے بلند تر فرمائے اور آپ کی علمی فیضان کو دوام بخشے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

☪ ☪ ☪ ☪

بقیہ: **رات بھر کے جلسے کتنے مفید، کتنے مضر؟**

(5) ایک قابل عالم کو جو حالات زمانہ سے بھی واقف ہو بطور نگراں اسٹیج پر بٹھائیں، وہ کسی سے اگر کہیں کہ یہ غلط بولا ہے تو اس پر دلیل طلب ہو اور فیصلہ جلسہ سے پہلے عوام کی موجودگی میں پیش کیا جائے، اس طرح لفاظی اور شرعی طور پر آپ کا جلسہ غلطیوں سے پاک رہے گا، بلکہ آپ کا جلسہ اغیار کے لیے مثال بھی بنے گا۔

(6) مقررین کو موضوع دے کر اسی پر بولنے کو کہیں، اگر تیاری نہ ہو تو رخصت ہو جائیں۔

اگر ان چند باتوں پر ہم عمل کر لیں تو یہی بے مقصد جلسے نہ صرف بامقصد ہوں گے بلکہ انقلاب برپا کر دیں گے، اللہ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

حضرت سیدنا محمد بن حنفیہ ابن علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ایک مختصر تعارف

از قلم: نبیرۂ خلف اکبر حضور شعیب الاولیاء **ڈاکٹر سید غلام حسنین علوی** (گولڈ میڈلسٹ)

بلند تر ہے تصور سے بھی وقار علی رضی اللہ عنہ
خدا کو علم ہے جو بھی ہے افتخار علی رضی اللہ عنہ

اس حقیقت سے کوئی ذی حس انکار نہیں کرسکتا کہ اہلِ بیت اطہار نے سیرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نقوش کو دل وجان سے اپناتے ہوئے جس ماحول یا معاشرے کو پیش کیا وہ تاریخ انسانیت میں روشن ترین باب کی حیثیت رکھتا ہے۔ یقیناً اہل بیت اطہار کی سیرت و کردار کے نقوش اتنے گہرے ہیں کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ دھندلے نہ ہوئے

نام وشجرۂ نسب: محمد بن حنفیہ ابن علی رضی اللہ عنہ

اسم گرامی	محمد
کنیت	ابوالقاسم
والد گرامی	علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ
والدہ ماجدہ	خولہ بنت جعفر
پیدائش	مدینہ منورہ۔ وفات مدینہ منورہ

والد کی طرف سے شجرہ نسب: محمد بن حنفیہ بن علی ابن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوئی۔

محمد بن حنفیہ کے والد امیر المومنین علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ ۱۳ رجب ۳۰ عام الفیل کو مکہ معظّمہ میں عین خانہ کعبہ میں پیدا ہوئے۔

حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم کے کردار، علم، ایثار، قلم شجاعت، سخاوت، خطابت فصاحت وبلاغت کی سر بلندیوں کا اعتراف ہر مسلمان کرتے ہیں۔ آپ کی پرورش نیز تعلیم وتربیت پیغمبر ختمی مرتبت کی سی اعلی وارفع ذات کی آغوش میں اور حضور ہی کے زیر سایہ ہوئی۔ آپ کو بارگاہ نبوت سے اسد اللہ کا لقب عطا ہوا۔ اسی وجہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے غزوہ بدر، غزوہ خندق غزوہ خیبر سے شہادت تک فقید المثال شجاعت کا مظاہرہ کیا۔ فاتح خیبر حیدر کرار صاحب ذوالفقار، شیر یزداں شاہ مرداں ابو الحسن سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی صلاحیتوں اور عظمتوں کا اعتراف رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود بھی کیا اور ان کی بلند و بالا شخصیت کا امت سے تعارف بار بار کرایا۔ اس ضمن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت سے ارشادات میں سے چند یہ ہیں:

''علی حق کے ساتھ ہیں اور علی کے ساتھ حق''
''علی مجھ سے ہیں اور میں علی سے ہوں''
''میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ''
''تم سب میں بہترین فیصلہ کرنے والا علی ہے''
''علی کو مجھ سے وہ نسبت ہے جو ہارون کو موسیٰ سے تھی''
'علی کو بجز میرے اور خدا کے کسی نے نہیں پہچانا''
''جس کا مولیٰ میں ہوں اس کے مولا علی ہیں''

بالآخر آپ کو قتل کرنے کی سازش ہوئی اور عبدالرحمٰن بن ملجم نامی شخص نے انھیں ۱۹ رمضان ۴۰ ہجری کو مسجد کوفہ کے اندر عین سجدے کے عالم میں زہر میں بجھی ہوئی تلوار سے زخمی کیا جس کے نتیجہ میں آپ کی شہادت ۲۱ رمضان ۴۰ ہجری کو واقع ہوئی۔

والدہ کی طرف سے شجرۂ نسب: خولہ بنت جعفر بن قیس بن سلمہ بن ثعلبہ بن یربوع بن ثعلبہ بن الاول بن حنفیہ بن لجیم بن صعب بن علی بن بکر بن وائل۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے انتقال کے بعد کئی شادیاں کیں ان بیویوں میں ایک خاتون خولہ المعروف بہ حنفیہ تھیں۔ آپ قبیلہ بنی حنیف کے نسبت سے حنفیہ کے لقب سے یاد کی گئیں۔ خولہ بنت جعفر کے بارے میں مؤرخین کے بیانات مختلف ہیں، بعض انہیں جنگ یمامہ کے قیدیوں میں لکھتے ہیں۔ بعض انہیں سندھی النسل بتاتے ہیں لیکن صحیح یہ ہے کہ وہ

بنی حنفیہ کی معزز خاتون تھیں۔

جناب محمد بن حنفیہ کی ولادت باسعادت: آپ کی ولادت کے متعلق مختلف روایات ہیں آپ کی ولادت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور آخر میں ہوئی یہی سچ ہے کیونکہ جناب خولہ بنت جعفر کا عقد خلافت ابوبکر رضی اللہ عنہ میں ہوا تھا۔

محمد بن حنفیہ کے لیے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد: سرور کائنات محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب امیر المومنین سے ارشاد فرمایا تھا کہ تمھارے یہاں ایک فرزند پیدا ہوگا اس کا نام محمد اور کنیت ابو القاسم ہوگی اس کے بعد میری امت کے لیے جائز نہیں ہے کہ یہ نام اور کنیت رکھیں۔

محمد بن حنفیہ کی تربیت علم وفضل وشجاعت: آپ کی تربیت اس نابغۂ روزگار ذاتِ والاصفات کی بارگاہ عالی میں ہوئی جو علم وحکمت وشجاعت میں اپنا ثانی نہیں رکھتا۔ جس نے منبر کوفہ سے علم کے دریا بہادیئے جس نے دنیا کو تقریر کا سلیقہ سکھایا جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے باب مدینۃ العلم کا خطاب عطا فرمایا اور قدرت نے صاحبِ علم الکتاب کہہ کر روشناس کرایا۔ جس کی سخاوت کا شہرہ ہر جا ہے۔ جس کی بابت جو کچھ کہا جائے کم ہے۔ مادر محترم وہ جس نے پیدا ہوتے ہی تکلم کیا۔ جس نے کبھی حق سے روگردانی نہیں کی۔ ایک معصوم کی تربیت، دوسری طرف خود ذہن و دماغ میں قبولیت کی صلاحیت دونوں نے ملکر کمال کے اس درجہ پہ پہونچا دیا جہاں دوسرے نہیں پہنچ سکتے۔ حیات انسانی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں ہے جس میں آپ کا کمال نظر نہ آتا ہو۔ محمد بن حنفیہ صلاح وتقوی میں نمایاں زہد وعبادت میں ممتاز، علم وفضل میں بلند مرتبہ اور باپ کی شجاعت کے ورثہ دار تھے۔ جمل وصفین میں ان کے کارناموں نے ان کی شجاعت وبے جگری کی ایسی دھاک پورے عرب پہ بٹھادی تھی کہ بڑے بڑے سورما آپ کے نام سے کانپ جاتے تھے۔ ایسا ہوتا بھی کیوں نا۔ آپ ایسی عظیم ہستی کے فرزند ہیں جس نے مرحب و عنبر وعمرابن عبدہ کو اجل کا جام پلادیا۔ جو اشجع العرب کے نام سے مشہور تھا جس نے بدر واحد میں لشکر کفار کا صفایا کر دیا۔ جناب محمد ابن حنفیہ کی رگوں میں اسی باپ کا خون موجزن تھا۔ پھر اس پر مولائے کائنات کی تعلیم جس کا نتیجہ یہ تھا کہ آپ فن حرب میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔

دشمن کی ایک چال: دشمن علی رضی اللہ عنہ آپ کو بار بار طعنے دیا کرتے تھے کہ کیا بات ہے کہ علی تم کو ہی جنگ میں ہمیشہ آگے رکھتے ہیں، اور حسن اور حسین کو ہمیشہ پیچھے۔ آپ نے جناب علی مرتضیٰ کی خدمت میں حاضر ہوکر فرمایا مجھ کو اس طرح ورغلاتے ہیں۔ اس پر میرے مولا نے جو تاریخی جواب دیا وہ تاریخ میں سنہرے حرفوں سے لکھنے کے قابل ہے۔ پیارے بیٹے تم میرے لخت جگر ہو اور حسن حسین رسول کے نورِ نظر ہیں۔ تم میرے قوت بازو ہو اور یہ دونوں میری آنکھیں ہیں۔ اب جو ایک خارجی نے آپ کو ورغلانے کی کوشش کی تو فوراً آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں اپنے باپ کا بازو ہوں اور میرے بڑے بھائی حسن، حسین میرے نانا کے آنکھوں کے نور ہیں ہاتھ کا کام آنکھوں کو بچانا ہے پھر اس کے بعد کسی خارجی کو ورغلانے کی ہمت نہیں ہوئی۔

محمد ابن حنفیہ کے متعلق حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آخری وصیت: جنگ صفین کے تھوڑے ہی عرصہ کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کا حادثہ پیش آگیا دم آخر جب حضرت حسین کو وصیتیں فرمائیں تو محمد بن حنفیہ سے ارشاد ہوا کہ میں نے بھائیوں کو جو وصیتیں فرمائیں وہی تمھارے لیے بھی ہیں۔ میرے مابعد تم دونوں بھائیوں کو جو وصیتیں کی ہیں وہی کرنا ان کے کاموں کو سنوارنا۔ ان کے مشورے کے بغیر کوئی کام نہ کرنا پھر امام حسین رضی اللہ عنہ سے فرمایا محمد بن حنفیہ کے بارے میں میری یہ وصیت ہے وہ تمہاری حقیقی بھائی کے برابر اور تمھارے باپ کے لڑکے ہیں اس بات کو ہمیشہ یاد رکھنا کہ تمھارے باپ ان سے محبت کرتے تھے۔

محمد بن حنفیہ کا وصال: حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ شیر عبد الملک ابن مروان کے دور حکومت میں ۶۵ سال کی عمر میں اس عالم فانی سے عالم جاودانی کی طرف کوچ کر گیا۔ واقعاتِ کربلا نے آپ کو اس حد تک دل برداشتہ کر دیا تھا کہ آپ کہاں دفن ہوئے، کہاں انتقال ہوئے مختلف روایات ہیں۔ کوئی کہتا جائے مدفون مدینہ ہے، بعض کی رائے میں آپ کا مرقد طائف میں ہے۔ برصغیر پاک وہند میں

اعوان ذات کے لوگ کافی تعداد میں پائے جاتے ہیں لیکن اکثر کو معلوم بھی نہیں کہ اعوانوں کی تاریخ کیا ہے یاد رہے کہ پاک میں سیدزادے اپنے نام کے ساتھ اعوان کا لفظ استعمال کرتے ہیں اور ہندوستان میں علوی، جبکہ عرب کے لوگ بنی عون استعمال کرتے ہیں۔ اعوان ذات حضرت سیدنا امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ کے بیٹے کے پوتے سے یعنی ان کے پرپوتے سے شروع ہوئی جن کا نام حضرت عون تھا۔ حضرت علی کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم کے بیٹے محمد بن حنفیہ کے فرزند علی عبد المنان تھے ان کے فرزند عون تھے جن کا عرف قطب غازی لقب بطل غازی تھا ان کی اولاد قطب شاہی علوی اعوان کہلاتی ہے، قطب شاہی علوی اعوان نسبی نام بھی ہے اور خطابی۔ نسبیوں کے اس قبیلہ کے جد امجد کا نام ''عون قطب شاہ غازی'' ہے اور خطابی اس لیے کہ سبکتگین یا سلطان محمود غزنوی نے بھی ''اعوان'' کا خطاب دیا۔ دوسری صدی ہجری کی عربی کتاب نسب قریش کے ص ۷۷ پر عون قطب شاہ غازی کا نام عون لکھتے ہوئے ان کی اولاد کو ''بنی عون'' تحریر کیا ہے۔ جو عرب میں بنی عون کہلائی اور پاک میں اعوان۔ اور ہندوستان میں علوی خاندان، قوم اعوان قطب شاہی، جو حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم کے بیٹے محمد بن حنفیہ کی نسل سے ہیں۔ محمد بن حنفیہ کی اولاد اعوان کے نام سے پہچانی جاتی ہیں اور گزشتہ تاریخ اسلام میں سرگرم عمل رہے ہیں۔ سلطان محمود غزنوی کے ہمراہ بغرض جہاد و تبلیغ اسلام ہندوستان میں ان کی آمد ہوئی۔

ان کی آمد برصغیر میں: تاریخ میں ہے کہ عون قطب شاہ غازی اپنے بھتیجے یحییٰ بن زید شہید بن امام زین العابدین کے ہمراہ ۱۲۶ھ میں خراسان و غزنی کی طرف ہجرت کر گئے تھے۔ آپ کی قبر آذر بائیجان، تبریز، گیلان وغیرہ میں ہونا بیان کی جاتی ہے۔ آپ کی اولاد غزنی وغیرہ میں آباد ہوئی، بعد میں حضرت سبکتگین بادشاہ اور سلطان محمود غزنوی رحمہما اللہ کے ساتھ جہاد ہند میں شامل ہوئے۔ یہ بات مختلف عربی و فارسی تاریخی کتب میں لکھی ہے۔ ان کتب سے معلوم ہوتا ہے کہ عون قطب شاہ غازی کے سات پڑپوتے عیسیٰ، حسین، علی، محمد غازی، احمد غازی، موسیٰ و حسن ابنان علی بن محمد بن عون قطب شاہ غازی لقب بطل غازی بن علی عبد المنان بن محمد بن حنفیہ بن علی بن ابی طالب سبکتگین کی فوج کے ساتھ ہندوستان میں وارد ہوئے اور ان ہی کی نسل سے اعوان پورے ہندوستان میں پائے جاتے ہیں۔ اعوان دوسرے قبیلوں کے برعکس ہمیشہ سے ہی مسلمان تھے۔

محمد بن حنفیہ ابن علی رضی اللہ عنہ کی نسل براؤں شریف میں: براؤں شریف میں ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی سے کچھ عرصہ قبل حضرت خورشید علی علوی آئے جو بیحد دیندار صوم و صلوٰۃ کے پابند اور نیک دل انسان تھے۔ حضرت خورشید علی علوی کے پشت سے فجر علی علوی ہیں جو ایک متقی پرہیزگار، دور اندیش، طبیب حاذق، پابند صوم صلوٰۃ اور تہجد گزار بزرگ تھے اور اپنے وقت کے جید صوفیوں میں شمار ہوتے تھے اور انھیں کی پشت سے پندرہویں صدی ہجری کی وہ ذات بابرکت ہوئی جو اپنے تقوی، طہارت اور علم دوستی و بے لوث خدمت خلق سے متعارف ہے جسے دنیا شیخ المشائخ شعیب الاولیاء مولانا الشاہ محمد یار علی علوی لقد رضی اللہ عنہ کے اسم و لقب سے یاد کرتی ہے۔ عہد آخر کے جیّد صوفیوں میں آپ کی ذات نمایاں نظر آتی ہے آپ نے بوریہ نشینی کے باوجود عوام و خواص کی اصلاح کی۔ عوام کو دینی تعلیم کی ترغیب و تلقین کی۔ جگہ جگہ مساجد تعمیر کرائی، گاؤں گاؤں میں مدارس قائم کرائے۔ خانقاہ تعمیر کرائی اور سب سے عظیم اور نمایاں یہ کہ دار العلوم اہل سنت فیض الرسول کی بنیاد ڈالی جو آج برصغیر ہندو پاک اور دنیا کے کونے کونے میں مشہور اور معروف ہے۔ حضور شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ کی پوری زندگی خلق خدا کے لیے ایک نمونہ ہے۔ تعلیم و تعلم درس و تدریس کے ذریعہ علوم دین نبویہ کو عام کیا۔ اسلاف و اکابرین کے معمولات کو عوام اہلسنت میں رائج کیا۔ عقائد حقہ یعنی اہل سنت و جماعت کے افکار و نظریات کی اشاعت کی باطل فرقوں کی سرکوبی کے لیے علمائے حق اہلسنت و جماعت کی منظم ٹیم تشکیل دی جو ملک کے کونے کونے میں جاکر فروغ دین و اسلام کے لیے کام کرتے رہے۔ انھیں کے نقش قدم پہ چلتے ہوئے ان کے شہزادگان دین کی تبلیغ و اشاعت میں سرگرم ہیں۔

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے فیضانِ شعیب الاولیاء سے مالا مال فرمائے۔ آمین

رات بھر کے جلسے، کتنے مفید کتنے مضر؟

تحریر: **محمد زاہد علی مرکزی** (کالپی شریف)، چیر مین تحریک علمائے بندیل کھنڈ

تقریر ایک بہترین ذریعۂ تبلیغ ہے اور جسے اس فن میں مہارت ہو جائے تو کیا کہنے، لیکن طرزِ بیان شائستہ ہونا نہایت ضروری ہے۔ بعض مقررین کو دیکھا جاتا ہے کہ اس قدر تیزی کے ساتھ بولتے ہیں کہ عوام کو حروف ہی سمجھ نہیں آتے۔ ایسی تقریر سے کیا فائدہ؟ اسی طرح بعض مقررین اتنی گاڑھی اردو اور مشکل تعبیرات کا استعمال کرتے ہیں کہ عوام صرف منھ تکتی رہ جاتی ہے۔ جس طرح تقریر کا آسان اور عام فہم ہونا ضروری ہے اسی طرح مستند اور مدلل ہونا بھی ضروری ہے۔

اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے: اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ وَجَادِلْھُمْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ اِنَّ رَبَّکَ ھُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِیْلِہٖ وَھُوَ اَعْلَمُ بِالْمُھْتَدِیْنَ۔ اپنے رب کی راہ کی طرف بلاؤ پکی تدبیر اور اچھی نصیحت سے اور ان سے اس طریقہ پر بحث کرو جو سب سے بہتر ہو بیشک تمہارا رب خوب جانتا ہے جو اس کی راہ سے بہکا اور وہ خوب جانتا ہے راہ والوں کو۔ (سورۃ النحل ۱۲۵) یعنی لوگوں کو اچھے انداز اور اچھی باتوں سے اپنی طرف بلاؤ، تاکہ وہ تمہاری بات سنیں اور کچھ حاصل کریں، ایسا انداز اپنانا جس سے عام طبیعت نفرت کرے، مقرر کو زیب نہیں دیتا ساتھ ہی تبلیغ کے اصولوں کے خلاف ہے، لہٰذا چند جاہل لوگوں کی نعرے بازی کے لیے قوم کے ساتھ کھلواڑ نہیں ہونا چاہیے۔

مجھے ہے حکم اذاں لا الہ الا اللہ۔ آج کل ایک رواج سا ہو گیا ہے کہ اسٹیج پر خواہ کیسی ہی بے سرو پا روایات بیان کی جائیں، شعرا نہایت غلط کلام پڑھیں، نقیب زمین آسمان کے قلابے ہی کیوں نہ ملا دے لیکن اسٹیج کی جان بنے مفتیان کرام، جلسے کی صدارت کر رہے ہیں، نام نہاد ''صدر'' ایک لفظ ان کو نہیں کہتے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ہر ''ایرا غیرا نتھو خیرا'' علامۃ الدہر، مناظر اہلِ سنت، فاتح ایشیا و یورپ بنا ہوا ہے، جس کی وجہ سے عوام اہلِ سنت صرف لفاظی سننے کی عادی ہو گئی اور انھیں کے بیانات سے مسحور ہو کر گمراہ تو ہوتی ہی ہے، ساتھ میں لاکھوں روپیہ بھی برباد کرتی ہے۔ دیر رات تک ہونے والے جلسوں سے کوئی نتیجہ تو نکلتا نہیں، البتہ عوام اہل سنت کا لاکھوں روپیہ پانی میں بہا دیا جاتا ہے۔ ہمارے جلسے گیارہ بجے شروع ہوتے ہیں اور فجر سے آدھا ایک گھنٹہ قبل ختم ہوتے ہیں۔ کیا مقرر، کیا شاعر اور کیا عوام سب پڑے سوتے رہتے ہیں اور فجر جو کہ اہم الفرائض ہے بستر پر گنوا دیتے ہیں۔ جلسہ کرنا مستحب اور نماز فرض ہے، مستحب کے لیے فرض کو چھوڑنا کس شریعت پر عمل ہے اور کہاں تک درست ہے؟ تیسرے پہر تک ہونے والے ان جلسوں سے کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا، جب سننے کا وقت ہوتا ہے اس وقت ہمارے علما، عوام کھانا، ناشتہ، گپ شپ کرتے ہیں، جب سونے کا وقت ہوتا ہے اس وقت جلسہ شروع ہوتا ہے، بارہ بجے کے بعد عوام کا صرف منھ ہی کھلا رہتا ہے آنکھ کان جواب دے چکے ہوتے ہیں، شاعر اور نقیب حضرات عوام کو یہ لالی پاپ دے کر جگائے رہتے ہیں کہ کیا آپ اپنے نبی کی محبت میں ایک رات قربان نہیں کر سکتے؟ بیچاری عوام نعرے پر نعرہ لگاتی رہتی ہے، بار بار ہاتھ اُٹھوائے جاتے ہیں، جو نبی سے محبت کرتا ہو دونوں ہاتھ اٹھا کر نعرہ لگائے، اب نقیب صاحب کو کون سمجھائے کہ اگر آپ کے کہنے پر ہاتھ نہیں اُٹھایا تب بھی وہ محبّ رسول کریم ہی رہے گا! غریب اَن پڑھ عوام کو رات بھر جگا کر محبت کا ثبوت مانگتے رہتے ہیں اور بے چاری عوام محبت کا ثبوت پیش کرتی رہتی ہے۔ عوام کو نہیں معلوم ہوتا کہ یہ اسٹیج کے مہارتھی صاحبان ابھی جا کر سوئیں گے تو بارہ بجے دن میں اٹھیں گے، نہ فجر سے مطلب نہ نبی کی سنتوں سے۔ (الا ماشاء اللہ) اسی چیخ و پکار اور بیجا حرکات کی بنا پر ہمارے پڑھے لکھے لوگ جیسے ڈاکٹر، انجینئر ماسٹر حضرات جلسوں میں شرکت نہیں کرتے، مقررین حالاتِ زمانہ کی رعایت کیے بغیر اپنی رٹی رٹائی تقریر کرتے رہتے ہیں، نہ منتظمین کی جانب سے کوئی موضوع دیا جاتا ہے اور نہ ہی مقررین کو اس علاقے کے حالات کی جانکاری

ہوتی ہے، نتیجہ جو رٹ کر آئے ہیں وہی چلتا ہے، کمال کی بات تو یہ ہے کہ چار تقریریں کرتے ہوئے لوگوں کی عمریں گزر گئیں پانچویں تقریر نہ کی اور نام دیکھیے تو فاتح یوروپ، سیاح ایشیا و افریقہ، مفکر ملت وغیرہ وغیرہ- ہونا تو یہ چاہیے کہ فوراً عشا بعد جلسہ شروع ہو اور زیادہ سے زیادہ ایک بجے رات کو ختم ہو جائے، ڈیوٹی والے حضرات اپنی ڈیوٹی جا سکیں اور غریب عوام اپنے کام پر جا سکے، ہم رات بھر جلسہ کر کے عوام کا دوہرا نقصان کرتے ہیں، پہلے ان سے چندہ لیتے ہیں، پھر رات بھر جلسہ کر کے انھیں دوسرے دن کام کے لائق نہیں چھوڑتے، اس طرح اگر ایک آدمی پانچ سو روپے چندہ دیتا ہے اور پانچ سو کام نہ جانے پر نقصان اٹھاتا ہے تو ہم اپنے بھائی کا نقصان ہی کر رہے ہیں، دنیا میں کوئی قوم ایسی تلاش نہیں کر سکیں گے جو رات بھر کا پروگرام کرتی ہو، یہ ترقی صرف مسلمانوں کے حصے میں آئی ہے وہ بھی اس مولوی کے ذریعے جو اپنے آپ کو حالات زمانہ کی رعایت کا دم بھرنے والا گردانتے ہیں، مگر نفسیات کا اتنا سا مسئلہ سمجھ نہیں آتا کہ اللہ نے رات کو آرام کے لیے بنایا ہے اور دن کو کام کے لیے-(سورۂ نبا،۹)

لفاظی پر مفتیانِ کرام کی خموشی: ہمارے مفتیان کرام کو حق بیانی کرنا چاہیے لیکن اگر مفتی صاحب ایسا کر دیں تو جلسے کا سارا عملہ مفتی صاحب کے گلے پڑ جائے گا، کہ آپ نے جلسہ خراب کر دیا یہی وجہ ہے کہ مقررین بھی من مانی کرتے ہیں اور جو چاہتے ہیں غلط سلط بول کر نکل جاتے ہیں۔ حقیقت یہی ہے کہ ہم جلسہ مزے کے لیے یا پھر دکھاوے کے لیے کرتے ہیں کوئی دینی جذبہ کارفرما نہیں ہوتا، ہم اپنے آپ کو اور ساری عوام کو محض جھوٹی تسلی دیتے ہیں، جلسوں میں وہی معجزات اور شفاعت کی باتیں سنا کر واہ واہی لوٹتے رہتے ہیں جس میں نعرے بازی ہو۔ ارے بھئی! سنی سے جھوٹ کہہ دیں کہ یہ معجزہ ہے یا کرامت وہ مان لے گا، اب اسے کام کی بات بتانے کی ضرورت ہے نہ کہ واقعات، اگر واقعات سنانا ہو تو پھر ان واقعات سے ایسے پہلو نکالیے جو موجودہ دور میں عوام کے کام آ سکیں۔ مفتیان کرام سے گزارش ہے کہ جب فتنہ اس قدر بڑھ چکا ہے تو اپنی ذمہ داری سمجھتے ہوئے اسٹیج پر ہی ٹوکنا شروع کریں، نہ ماننے پر دلائل مانگیں آج انٹرنیٹ کے دور میں ہر کتاب دستیاب ہے ایک دو گھنٹے کے اندر مقرر سے اس کے بولے ہوئے پر ثبوت پیش کرنے کو کہیں یا توبہ کرائیں اگر یہ طریقہ دو چار دس جگہ اپنا لیا جائے تو ہمارے جلسے بیجا روایات اور جاہل مقررین دونوں سے محفوظ ہو جائیں- یہ مقررین تو بول کر نکل جاتے ہیں جوابات مفتیان کرام اور علمائے اہل سنت کو ہی دینے پڑتے ہیں، جب اغیار صحیح اعتراض کرتے ہیں کہ تمہارے مناظر اہل سنت کو دین کے اصول بھی نہیں آتے، ضعیف، موضوع روایات پر بھی تمیز کی صلاحیت نہیں تو علمائے اہلِ سنت ان کے سامنے سے آنکھیں چراتے ہوئے گزرتے ہیں اور وہ پھبتیاں کستے ہیں۔ ابھی حال ہی میں ہمارے یہاں کچھ پروگرام ہوئے جن میں تشریف لانے والے ایک عالم صاحب نے شہادتِ امام عالی مقام کے بعد کے ایسے واقعات پیش کیے کہ تھوڑا بھی علم وعقل رکھنے والا بندہ بھی سمجھ جائے کی یہ سب من گڑھت ہے۔ ایسا ہی ربیع الاول اور ربیع الآخر میں بھی دیکھنے کو ملا۔ اب ہم کچھ نکات بیان کرتے ہیں جس سے جلسوں میں سدھار کیا جا سکتا ہے-

(1) علما کو سمجھنے کی ضرورت ہے کہ جلسے آپ کی نگرانی میں ہوتے ہیں تو پھر آپ کی ذمہ داری ہے کہ جلسہ ایک بجے تک ختم ہو جائے-

(2) جلسے میں جو بولا جائے وہ مستند ہو، اس لیے کسی باصلاحیت عالم کا انتخاب کریں، عوام کو جو پیش کریں گے اسی کو وہ سنیں گے، مزے کی لت ہم نے ہی پالی ہے اس لیے چھڑانا بھی ہماری ذمہ داری ہے۔

(3) جلسے میں صرف مقامی ایک سے دو شعرا کو رکھیں کہ مقصود نعت خوانی ہے، اس میں بھی پابند شرع شعرا کو مقدم رکھیں۔ عوام سے چندہ کیا ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ نام ونمود میں اُڑا دیں، بروزِ حشر اس کا بھی حساب ہوگا-

(4) جلسے میں باقاعدہ نوٹ لگا کر جلی حروف میں لکھیں کہ ''مقرر یا نعت خواں جو پڑھیں گے انھیں اپنے پڑھے، یا بولے گئے الفاظ پر کسی اعتراض کی صورت میں دلیل پیش کرنا ہوگی، ورنہ اسٹیج پر توبہ کرنا ہوگی''۔

(باقیہ صفحہ ۴۲ پر)

عصرِ حاضر میں مسلمانوں کو کیا کرنا چاہیے؟

ازقلم: محمد عارف رضا امجدی گڑھوا

نہ سمجھو گے تو مٹ جاؤ گے اے ہندوستاں والوں
تمہاری داستاں تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں

اس شعر کے خالق شاعر مشرق ڈاکٹر علامہ اقبال ہیں اور یہ شعر نہایت ہی معنویت کا حامل ہے، اس شعر کی روشنی میں نہ صرف ہندوستان میں بسنے والے مسلمان بلکہ عالم اسلام کے مسلمانوں کا جائزہ لیا جائے تو صد فیصد اس شعر کے مصداق بنے ہوے ہیں یہی وجہ ہے کہ آج امت مسلمہ جس دور سے گزر رہی ہے وہ کسی سے مخفی نہیں، مذہبی و مسلکی اختلافات نے آج مسلمانوں کو گھن کی طرح چاٹ رکھا ہے اور ہر کوئی ایک دوسرے کے خون کا پیاسا نظر آرہا ہے اور یہ معاملہ انتہائی سنگین حالت تک پہنچ گیا ہے یہاں تک کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو نہایت ہی سفاکانہ طریقہ سے قتل کر رہا ہے جہاں پر قتل وخوں ریزی کا بازار گرم ہے وہاں کی حکومت بھی ان کے سامنے بے بس نظر آرہی ہے اور آئے دن مسجدوں پر حملہ، مدرسوں پر حملہ، گرجا گھروں پر اور سرکاری دفاتر اور عوامی جگہوں پر حملے ہو رہے ہیں۔

مسلمانوں کے باہمی اختلافات کی وجہ سے ملک در ملک تباہ و برباد ہو رہے اور آپسی خانہ جنگی کا شکار ہیں شام، مصر جیسے عظیم الشان مسلم ممالک آپسی چپقلش کی وجہ سے تباہی و بربادی کے دہانے پر پہنچ گئے اور آج ان کا کوئی پرسان حال نہیں فلسطین اور برما میں جس طرح سے معصوم بچوں اور مجبور و بے کس عورتوں پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑے جا رہے ہیں ان کی یہ حالت زار کسی احسن پسند انسان کے عقل وفہم سے بالاتر ہے۔

دیگر ممالک اسلام اور مسلمانوں کو مٹانے کے در پر ہیں اور صلیبی طاقتیں مسلمانوں کے پیچھے لگی ہوئی ہے اس مصائب وآلام سے نجات پانے کا واحد ذریعہ مسلکی اتحاد و اتفاق میں مضمر ہے مذہب و مسلک سے اوپر اُٹھ کر ہمیں انسانیت کی بقا کے لیے کام کرنا ہوگا اور یہ کام انجام دینا اسلام کی شناخت ہے تشدد وقتل و غارت گری کا اس سے ذرہ برابر بھی واسطہ نہیں، ہمیں اسلامی تعلیمات کی گہرائی سے مطالعہ کرنا ہوگا اور اسے اپنی زندگی میں نافذ بھی کرنا ہوگا یہاں پر اب بطور دلیل قرآن وحدیث کا تذکرہ کرنا مناسب سمجھتا ہوں۔

قرآن پاک: مَنْ قَتلَ نفسًا بغیر نفسٍ او فساد فی الارض فَکاَنَّما قَتلَ النّاسَ جمیعاً ومَن اَحیَاھا فَکاَنَّما اَحیَا النَّاسَ جمیعاً۔ (سورۃ المائدہ)

حدیث پاک: اَلْمُسلمُ من سَلمَ الْمُسْلمُونَ من لسَانہٖ وَ یَدِہٖ۔ (رواہ البخاری والمسلم)

مسلمانوں کے بین الاقوامی حالت زار کا تذکرہ کرنے کے بعد اب ہمیں ہندوستانی مسلمانوں کے بارے میں بھی مختصراً جان لینا چاہیے اور وہ جس کسم پرسی کی زندگی گزار رہے ہیں وہ کسی سے مخفی نہیں۔

موجودہ وقت کے مرکز میں بی، جے، پی کی واضح اکثریت کے ساتھ حکومت ہے اور زیادہ تر صوبوں میں بھی تحکم ہے مرکزی حکومت کے کچھ چنندہ ارکان پارلیمنٹ میں جس طرح مسلمانوں اور اسلام کے خلاف زہر افشانیاں کر رہے ہیں اور اقلیتوں کو خوف و ہراس کی زندگی گزارنے پر مجبور کر رہے ہیں ملک کی سالمیت کے لیے ایک طرح سے خطرہ ہے اور کوئی بھی حکومت کسی ایک خاص طبقہ کے لوگوں کو پیچھے چھوڑ کر آگے نہیں بڑھ سکتی، اس لیے حکومت کو ملک کے تمام باشندوں کو یکساں ترقی کے مواقع فراہم کرانا چاہیے وزیراعظم جناب نریندر مودی ایک متحرک لیڈر ہیں اور ان کو ملک کے تمام لوگوں کے مصائب و پریشانیوں سے آگاہ ہونا چاہیے اور اس کے لیے عملی اقدامات کرنا چاہیے اور ایسا ماحول پیدا کرنا چاہیے کہ ملک میں امن وسکون کی فضا ہموار ہو جائے۔

اس کے لیے ہمیں متحد ہو کر آگے بڑھنا ہوگا نفرت و عداوت، بغض و کینہ پروری اور نفرت انگیز بیان دے کر یا کسی کے دل آزاری کرنے سے اپنا یا ملک کا نقصان ہی ہوگا جو شریعت اسلامیہ کے تہذیب و تمدن کے خلاف ہے ہندوستان کی گنگا جمنی تہذیب صدیوں پرانی تہذیب ہے اور یہاں کی تہذیب و ثقافت پوری دنیا کے لیے قابل رشک ہے اس طرح سے ملک میں بسنے والے خواہ وہ کسی بھی مذہب سے تعلق رکھتے ہوں صدیوں سے یہاں امن و سکون کے ساتھ رہتے چلے آرہے ہیں لیکن موجودہ عہد میں کچھ ایسے شر پسند عناصروں نے جنم لیا جو اس خوشگوار ماحول کو پراگندہ کرنا چاہتے ہیں حالانکہ آپسی اتحاد و اتفاق ہی میں کامیابی و کامرانی کا راز پنہاں ہے اس دور آزمائش میں مسلمانوں کا صرف ملی تشخص، دین کی دعوت و تبلیغ کے مواقع و امکانات اور ملک و معاشرہ کو صحیح راستہ پر لگانے اور اس کائنات کے خالق و مالک کی صحیح معرفت اور عبادت اور دین صحیح کی طرف رہنمائی کی صلاحیت اور استطاعت تو بڑی چیز ہے کم سے کم اس ملک ہندوستان میں ان کی زندگی کا تسلسل، جسمانی وجود، عزت و آبرو، مساجد و مدارس اور صدیوں کا دینی و علمی اثاثہ اور قیمتی سرمایہ بھی خطرہ میں پڑ گیا ہے کچھ عرصہ سے اس ملک کے مسلمان خوف و ہراس کی زندگی گزار رہے ہیں اور کہیں کہیں تو اس کا نقشہ بعینہ وہ ہو گیا ہے جس کی تصویر قرآن پاک نے اپنے بلیغ معجزانہ الفاظ میں اس طرح کھینچی ہے۔

قرآن پاک: حتیٰ اذا ضاقت علیھم الارض بما رحبت وضاقت علیھم انفسھم۔

آج کی صورتحال دیگر اسلامی ملکوں کی بنسبت ہندوستانی مسلمانوں کی حالت مختلف اور زیادہ نازک ہے اور موجودہ صورت حال میں مایوسی کا شکار ہونا اور ہمت ہارنا نہیں بلکہ اتحاد و اتفاق کے ساتھ اس صورتحال کا سامنا کرنا ہوگا لہٰذا ان تمام مسائل کا حل نکالنے کے لیے ہم چند نکاتی حکمت عملی پیش کرتے ہیں،

(1) سب سے پہلے ہمیں رجوع الی اللہ، توبہ و استغفار اور دعا و ابتہال کرنا چاہیے۔ اس بنا پر اس وقت دعا و مناجات، تلاوت قرآن پاک، خاص طور پر ان آیات اور سورتوں کا اہتمام کرنا چاہیے جن میں امن و امان اور فتح و نصرت کا مضمون آیا ہے مثلاً۔۔ الم تر کیف... لایلف قریش۔۔۔ اور دوسری آیت کریمہ۔۔ لاالہ الا انت سبحٰنک انی کنت من الظٰلمین. ترجمہ: تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو پاک ہے اور بیشک میں قصوروار ہوں۔

(2) تمام معصیتوں سے توبہ کیا جائے اور گناہوں سے اجتناب کیا جائے۔ اس سلسلے میں حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ایک فرمان یاد آتا ہے جس میں آپ نے دیگر باتوں کے علاوہ افواج کے ایک قائد کو یہ تاکید کی ہے کہ ''ہم اپنے دشمن سے جنگ کرتے ہیں اور ان کے گناہوں کی وجہ سے ان پر غالب آجاتے ہیں'' اگر ہم دونوں معصیت میں برابر ہو جائیں تو وہ قوت اور تعداد میں ہم سے بڑھ کر ثابت ہوں گے اپنے گناہوں سے زیادہ کسی کی دشمنی سے چوکنا نہ ہو جہاں تک ممکن ہو اپنے گناہوں سے زیادہ کسی چیز کی فکر نہ کریں۔

(3) غیر مسلموں میں اسلام کا صحیح تعارف پیش کرنا۔ یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ مسلمانوں نے اس ملک میں اس فرض کی ادائیگی میں اور اپنی ذمہ داری کو بخوبی انجام دینے میں بڑی کوتاہی کی اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہاں کی اکثریت اسلام کی ان روزمرہ، خصوصیات، نشانیوں اور اذان و نماز (جو شہروں دیہاتوں اور محلوں میں پنج وقتہ ہوتی ہے) کے بارے میں بعض اوقات ایسے سوالات کرتے ہیں کہ بجائے ان پر ہنسی آنے کے اپنی کوتاہی پر رونا آتا ہے۔

اس کا حل کیا ہے؟ اس مسئلہ کا حل یہ ہے کہ ہمارے پاس سب سے بڑی طاقت اور فطری معقول، پرکشش اور دل و دماغ کو تسخیر کرنے والا دین، قرآن پاک کا اعجاز صحیفہ اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی دل کش اور دل آویز سیرت اور اسلام کی وہ پاکیزہ تعلیمات ہیں جو اگر کھل کر اور صاف ذہن سے پڑھی جائے تو اپنا اثر کئے بغیر نہیں رہ سکتی۔

(4) مصائب و آزمائش کے سامنے استقامت و شجاعت کا مومنانہ کردار۔ تمام ہندی مسلمانوں کو صلح پسندی اور صبر و تحمل کے ساتھ ساتھ اپنے جائز حقوق پر ثابت قدمی کا مظاہرہ کرنا ہے اور مسلمانوں میں شجاعت و دلیری کی صفت، راہ خدا میں مصائب

برداشت کرنے اور اس پر اللہ کے اجروثواب کی طمع اور جنت النعیم اور لقائے رب کا شوق اور شہادت فی سبیل اللہ کے فضائل کا استحضار بھی موجود اور زندہ رہنا چاہیے۔

(5) نئی نسل کی دینی اور اخلاقی تربیت۔ ہم نے سب سے آخر میں نئی نسل کے متعلق والدین کو ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی ہے کہ وہ اپنی اولاد کو ایسی تعلیم سے مزین کریں جس کے ذریعے وہ اپنے بنیادی افکار و اصول کی ترویج و اشاعت کا کام کرسکیں اور تمام مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ اپنی نئی نسل کی دینی و اخلاقی تعلیم وتربیت کا پختہ انتظام کریں تاکہ وہ اپنے عقائد اور تاریخ سے نابلد نہ رہ سکیں۔

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ولا تھنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین۔

تم کمزور نہ ہو تم غم نہ کھاؤ، اگر تم حقیقی مومن رہو گے تو کامیابی تمہارے قدم چومے گی۔

لہٰذا ہمیں کسی چیز کے حوالے سے نہ گھبرانا ہے اور نہ ہی پریشان ہونا ہے بلکہ سب سے پہلے اللہ سے اپنے رشتے کو مضبوط کرنا ہے اور مذکورہ باتوں پر عمل کی کوشش کرنی ہے انشاء اللہ یہ زعفران ذہنیت کے حامل لوگ ہمارے سامنے گھٹنے ٹیکتے ہوئے نظر آئیں گے۔ میں ڈاکٹر اقبال کے اس شعر پر اپنے اس مضمون کا اختتام کرتا ہوں ؎

عقابی روح جب بیدار ہوتی ہے جوانوں میں
نظر آتی ہے ہم کو اپنی منزل آسمانوں میں

●●●●●●

نعت شریف

ان کی پیزار سے مس ہو کے جو سر آئے گا
تاب ذرات کے جلووں سے نکھر آئے گا
من رأنی کی طلب گار ہیں آنکھیں میری
دشت ایمن میں مجھے خاک نظر آئے گا
نغمۂ صلِّ علی پڑھ کے اٹھاؤ خامہ
بام افلاک سے مضمون اُتر آئے گا
خیمہ زن آنکھ میں رہتی ہے بہار طیبہ
دشت ایمن میں مجھے خاک نظر آئے
اک نظر دیکھ لے طیبہ کا جمالی منظر
چشم کوتاہ میں نوروں کا شرر آئے گا
بحر الفت کا ہے غوّاص مرا مُرغ خرد
غوطہ زن ہوگا تو مدحت کا گہر آئے
وحشتِ حشر سے امت کی حفاظت کرنے
بہر اِفضال شفاعت کا قمر آئے گا
شام غربت پہ مرے وصل کا سورج چمکے
جسمِ تاریک تجلّی سے نکھر آئے گا
طائرِ فکر مدینے میں اُڑا کر دیکھو!
گلشن عشق نگاہوں میں نظر آئے گا
بام رفعت کے مکیں رشک کریں گے مجھ پر
نوشۂ بزم دنیٰ جو مرے گھر آئے گا
بزم سادات سے الحاق تخیل کرلے
فکر کی شاخ پہ نعتوں کا ثمر آئے گا
من رأنی کی تو تسبیح پڑھا کر پیہم
قد رأالحق کا تجھے جلوہ نظر آئے گا
آنسوئے ہجر سے سیماب بنانا سیکھو!
شاخ طوبیٰ کا قلم لکھنے اتر آئے گا
شبنمِ عشق سے آنکھوں کا وضو کر پہلے
شہر پر نور سے پھر اذن سفر آئے گا
بس اسی آس پہ بیٹھا ہوں لیے زاد سفر
کوئی پیغام رساں لے کے خبر آئے گا
مسلک ہند کے حسان سے رشتہ کرلے
مطلع عشق پہ مدحت کا قمر آئے گا
قبر کی تیرہ شبی پل میں مٹانے احساں
طلعَتِ نور لیے خیر بشر آئے گا
نعت سرکار کی برکت سے یقیناً اک دن
حلقۂ نعت میں احسانؔ اُبھر آئے گا

از: **احسان اللہ رضوی علیمی**، سنت کبیر نگر یوپی

اسلام اور سیاست (قسط اول)

از: دلشاد احمد امجدی (٭)

اسلامی سیاست پر ہلکی سی جھلک:

اسلامی شریعت بلاشبہ آخری آسمانی اور آفاقی شریعت ہے اس میں جہاں انسانیت کے دیگر تمام مسائل اور مختلف شعبہ جات کے حوالے سے اُصولی رہنمائی موجود ہے وہیں سیاست کے حوالے سے بھی کامل رہنمائی موجود ہے۔ اسلام میں سیاست صرف اس بات کا نام ہے کہ اللہ کے حکم کو اس زمین پر نافذ کر دیا جائے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ اسلام میں سیاست کسی غلط روش کا نام نہیں ہے بلکہ اسلام میں ''امر بالمعروف'' اور ''نھی عن المنکر'' کا نام سیاست ہے۔ دین سیاست سے الگ نہیں اور سیاست دین سے ہٹ کر کوئی چیز نہیں۔ بقول اقبال

جلال پادشاہی ہو کہ جمہوری تماشہ ہو
جدا ہو دیں سیاست تو رہ جاتی ہے چنگیزی

مسلمانوں کے لیے اُسوہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس ہے۔ اگر ہم غور کریں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری زندگی معاشرے کے سیاسی معاملات سلجھاتی ہوئی نظر آتی ہے۔

احیاء العلوم میں حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: القرآن والسلطان توامان لا یفترقان۔ یعنی قرآن اور سیاست آپس میں جڑواں ہیں۔ نہ سیاست قرآن سے جدا ہے اور نہ ہی قرآن سیاست سے جدا ہے۔

سیاست قرآن کی روشنی میں: اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں سیاسی قوت کو عظیم نعمت، ذریعۂ استحکام اور زبردست قسم کی مضبوطی قرار دیا ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے: واذ قال ربک للملئکۃ انی جاعل فی الارض خلیفۃ۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں آفرینش آدم کے واقعہ سے پہلے یہ بتا دیا کہ ہم انسان صرف اس لیے پیدا فرما رہے ہیں کہ وہ دنیا میں اللہ کی حکمرانی کی نیابت کرے گا اور ہمارے حکم کے علاوہ اور کوئی حکم نہ چلنے دے گا۔ خلیفۃ اللہ علی الارض کا تاج انسان کے سر پر رکھ کر دنیا میں اس لیے بھیجا کہ وہ اللہ کے علاوہ کسی کا نظام چلنے نہ دے، صرف اسی کی حکمرانی قبول کرے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: الذین ان مکناھم فی الارض اقاموا الصلوۃ وآتوا الزکوۃ و امروا بالمعروف ونھوا عن المنکر۔ یعنی نماز اور زکوۃ کا قائم کرنا، نیکی کا حکم دینا اور برائی سے منع کرنا نظام مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ہے جسے اقتدار پر معلق کیا گیا ہے اقتدار ہوگا تو یہ سب نافذ ہوں گے۔ اگر اقتدار نہیں ہوگا تو آپ اپنی نماز پڑھ سکتے ہیں، اپنی زکوۃ بھی دے سکتے ہیں لیکن نماز اور زکوۃ کا نظام نافذ نہیں کر سکتے مکہ مکرمہ میں اعلانِ نبوت کے بعد تیرہ سال حضور نے بسر کیے کردار مکہ مکرمہ میں بھی موجود تھا لیکن نظام مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ میں اس وقت نافذ ہوا جب اقتدار قائم ہوا۔

آنکھ والوں پر روشن ہے یہ حقیقت آج بھی
اہلِ علم کو ہے قرآن کی ضرورت آج بھی
اے مسلماں! اس طرف آ تیرگی کو چھوڑ دے
شمع منزل ہے نبی پاک کی سیرت آج بھی

سیاست میں ہماری تاریخ ماضی: دین حنیف اور مذہب اسلام کی قدیم وجدید تاریخ سیاست کے زریں باب سے روشن وتابناک ہے انبیائے عظام، صحابۂ کرام اور بزرگان دین کی سیرت وسوانح کا مطالعہ کرنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان حضرات نے دعوت وتبلیغ اور رشد وہدایت کے ساتھ اپنی سیاسی زندگیاں بھی نہایت ہی پاکیزہ اور صاف ستھری بسر کی ہیں۔ مثلاً: اللہ رب العزت نے حضرت یوسف علیہ السلام کو منصب نبوت پر فائز کیا تھا ساتھ ہی آپ مصر کے تختِ شاہی پر جلوہ فگن تھے، حضرت سلیمان علیہ السلام

(٭) متعلم جامعہ امجدیہ رضویہ، گھوسی، مئو

تنہا پوری دنیا کے بادشاہ تھے، حضرت ذوالقرنین بھی پوری دنیا کے حکمراں مقرر ہوئے، جن کی حکومت کا ذکر خود خالق کائنات نے قرآن مقدس میں کیا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی مدینہ منورہ کی اسلامی ریاست کے پہلے باقاعدہ حکمراں مقرر ہوئے۔ اس کے بعد خلفائے راشدین اسلامی ریاست کے حکمراں مقرر ہوئے پھر حضرت امام حسن، امیر معاویہ، عمر بن عبد العزیز وغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اسلامی ریاست کے حکمراں مقرر ہوئے اور یہ سیاسی ڈور کافی زمانے تک مسلمانوں کے پاس رہی۔ اسی طرح ہندوستان میں بھی تقریباً ۸۰۰ سو سال تک مسلمانوں کی حکومت رہی۔ اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ سیاست بھی اسلامی نظام کا ''جزء لاینفک'' ہے۔

وہ داستاں جو امانت ہے دل کے داغوں کی
کہوں تو چاند ستاروں کو نیند آجائے

سیاسی قوت کا حصول ضروری کیوں: اسلام میں سیاسی قوت کے حصول کو ضروری اس لیے قرار دیا گیا ہے کہ معاشرے میں سیاسی قوت ہی بالا دست ہوتی ہے۔ تمام تر محکمے اسی کے ماتحت ہوتے ہیں۔ آرمی، پولیس، تعلیم، میڈیا، صناعت و زراعت، تجارت، عدالت، اُمورِ خارجہ، اُمورِ داخلہ، نوکری، ٹیکنالوجی اور جیل خانہ کا محکمہ وغیرہ وغیرہ سب کے سب سیاست وحکومت کے زیر اثر ہوتے ہیں۔ اگر اسلام ان سب اُمور سے لاتعلق ہو جائے تو اس کے دامن میں سوائے چند رسوم وعبادت اور مواعظ حسنہ علاوہ کچھ باقی نہ رہ جائے گا۔

تو اپنے آپ کو پہچان اپنا دام پیدا کر
زمانے بھر میں جس کی قدر ہو وہ نام پیدا کر
ہٹا دے اپنی ہمت سے یزیدی راہ کے پتھر
ہجوم کربلا میں قوت اسلام پیدا کر
شعاعیں بن کے سورج کی پھیل جا ہر سو
تو اپنی زندگی میں لذت افہام پیدا کر

وقت کی اہم ضرورت ہے کہ قوم مسلم اپنے اندر سیاسی شعور پیدا کرے۔ خود کو حالات کے مطابق تیار کرے اور اپنے باعزت وجود اور بقا کی فکر کرے لیکن ہمیں اسکے لیے خود پرستی کے جال سے نکل کر قوم وملت کے درد کو سمجھنا ہوگا، ہمیں متحد ہو کر ہر میدان کو فتح کرنا ہوگا پھر انشاء اللہ کامیابی و کامرانی کی منزلیں ہمارے قدم چومتی نظر آئیں گی۔

اپنے کعبے کی حفاظت تمہیں خود کرنی ہے
اب ابابیلوں کا لشکر نہیں آنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق خیر عطا فرمائے۔ آمین

(جاری)

OOOOOO

منقبت درشانِ حضور مظہرِ شعیبُ الاولیاء

خواب میں تشریف لائیں مظہرِ یارِ علی
سوئی قسمت کو جگائیں مظہرِ یارِ علی
روزِ محشر ڈھونڈنے نکلیں ملک جس دم ہمیں
آپ دامن میں چھپائیں مظہرِ یارِ علی
پنجۂ ظلم و ستم میں پھنس چکے ہیں ہند میں
ہم غلاموں کو چھڑائیں مظہرِ یارِ علی
بخش دیں بہرِ خدا دیدار کا ہم کو شرف
اب نہ فرقت میں رلائیں مظہرِ یارِ علی
حشر میں کوئی ہمیں جب پوچھنے والا نہ ہو
تب خدا سے بخشوائیں مظہرِ یارِ علی
وہ عروج و ارتقا کی منزلیں طے کر لیے
ہیں تری جن پر عطائیں مظہرِ یارِ علی
ہے ہمارے غم کی تیرے پاس جب ہر اک دوا
کیوں کسی کے پاس جائیں مظہرِ یارعلی
ڈگمگاتی ہے بھنور میں کشتیٔ افروز جو
اُس کو ساحل سے لگائیں مظہرِ یارِ علی

نتیجۂ فکر: **افروز احمد نظامی**
بھوانی گنج، سدھارتھ نگر یوپی

تحفظِ ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ضروری کیوں؟

از: محمد نعیم اسماعیلی امجدی علیمی، تحقیق سال آخر جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی مئو

آتی ہیں گلستان شہادت سے صدائیں
آؤ کہ سبھی عہد محبت کو نبھائیں
ہے غیرت ایمان کا بہر طور تقاضا
ناموسِ رسالت پہ چلو سر کو کٹائیں

تحفظ ناموسِ رسالت کا مطلب یہ ہے کہ کسی بھی نبی یا رسول کی آبرو شہرت، عزت، عظمت یا شان کا لحاظ کرنا، اور ہر قسم کی عیب جوئی اور ایسے کلام سے پرہیز کرنا جس میں بے ادبی کا شائبہ بھی ہو۔ حضور خاتم الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت جان ایمان عین ایمان ہے۔ ان کی تعظیم تمام جہان پر فرض اعظم اور ان کی توہین و بے ادبی کفر ہے۔

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: **لا یؤمن احدکم حتیٰ اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین**۔ تم میں سے کوئی مومن نہیں ہوسکتا، جب تک کہ میں اسے اس کے والد، اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے عزیز تر نہ ہو جاؤں۔ (صحیح البخاری، کتاب الایمان)

حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت کا تقاضا یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ناموس کی حفاظت کی جائے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے: **لتؤمنوا باللہ ورسولہ و تعزروہ و توقروہ و تسبحوہ بکرۃ و اصیلا**۔ (الفتح) اے لوگو! تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو اور صبح و شام اللہ کی پاکی بولو۔ (کنزالایمان) سپہ سالار محافظین ناموسِ رسالت اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ معلوم ہوا کہ دین و ایمان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعظیم کا نام ہے، جو ان کی تعظیم میں کلام کرے اصل رسالت کو باطل و بیکار رچاہتا ہے والعیاذ باللہ۔ (فتاویٰ رضویہ، ج:۱۵)

دوسرے مقام پر مجدد اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رقمطراز ہیں:

قرآن و حدیث ارشاد فرما چکے کہ ایمان کے حقیقی و واقعی ہونے کو دو باتیں ضرور ہیں، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعظیم اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت کو تمام جہان پر تقدیم۔ (تمہید ایمان ص:۱۰)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعظیم و توقیر جیسے ایمان کی سلامتی کے لیے ضروری ہے ویسے ہی امن و امان کی سلامتی کے لیے بھی ضروری ہے۔ ہر شہر، ہر ملک یہاں تک کہ پوری کائنات میں امن کی ضمانت ہے ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا تحفظ۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی توہین روئے زمین پر فساد ظلم اور آتنک واد ہے۔ اس واسطے کہ قرآن مجید میں جب یہ کہا گیا: **اذا قیل لھم لا تفسدوا فی الارض**۔ جب ان سے کہا گیا کہ تم زمین میں فساد نہ کرو۔ اس وقت فساد کس چیز کو کہا گیا تھا؟ کیا وہ Fire کر رہے تھے؟ کیا وہ لوگوں کو قتل کر رہے تھے؟ کیا منافقین اس وقت کوئی ایٹم بم چلا رہے تھے؟ نہیں، فساد کیا تھا؟ وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی توہین کرتے تھے۔ تو توہین رسالت فساد فی الارض ہے لہٰذا یہ ماننا پڑے گا کہ کوئی سوسائٹی برقرار تب رہ سکتی ہے کہ جب فساد فی الارض نہ ہو اور فساد فی الارض سے بچایا تب جاسکتا ہے، جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی توہین سے لوگوں کو روکا جائے۔ لہٰذا اگر ملک میں امن و امان چاہیے تو ضروری ہے کہ ایسا قانون پاس ہو جس کی وجہ سے کوئی شانِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں توہین کرنے کی ناپاک جسارت نہ کر سکے۔ یاد رہے توہین رسالت کے باوجود یہ زمین قائم ہے اس لیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم زمین پہ جلوہ فگن ہیں، وگرنہ امم سابقہ میں سے جنہوں نے انبیاء کرام علیہم السلام سے بغاوتیں کیں ان کی بستیاں اُلٹ دی گئیں ضرور ہماری بستیاں بھی الٹ دی جاتیں۔

تحفظ ناموسِ رسالت اس لیے بھی ضروری ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایمان کی جان تو ہیں ہی، جان کی بھی جان ہیں۔ کیونکہ ہماری جانیں اور ہمارا سب کچھ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صدقے میں ہے۔ اس

لیے کہ حضور پاک ﷺ کو پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ کچھ پیدا ہی نہ فرماتا جیسا کہ حدیث قدسی شاہد ہے: اور جان کی حفاظت فرض اعظم ہے لہٰذا حضور ﷺ کی ناموس کی حفاظت ہمارے لیے فرضِ اعظم ہے۔ امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں
اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے

ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنے اندر تحفظ ناموسِ رسالت ﷺ کے متعلق بیداری پیدا کریں شمع رسالت کے پروانے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی زندگی کو اپنے لیے مشعل راہ بنائیں۔ گستاخوں کے لیے اپنے دل میں کوئی نرم گوشہ نہ رکھیں۔ اصدق الصادقین امام المتقین حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عروہ بن مسعود ثقفی کو بے ادبی کرنے کی وجہ سے جو جملہ کہا تھا "امصص بظر اللات" ہمیں اس سے سبق حاصل کرنا چاہیے۔ گستاخی پر خوش اخلاقی کا نہیں بلکہ غیظ و غضب کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی محبت ان کے دشمنوں سے دشمنی کئے بغیر حاصل نہیں ہوسکتی اسی جگہ یہ مصرع صادق آتا ہے ''تولی بے تبرا نیست ممکن'' کسی سے محبت ہو ہی نہیں سکتی جب تک اس کے دشمنوں سے، دشمنی نہ ہو۔ (مکتوب نمبر ۲۶۶)

حضور اقدس ﷺ کی ناموس پر پے در پے منظم طور پر حملے ہو رہے ہیں ہمیں اپنے ایمان، اپنی جان کو بچانے کے لیے اور اپنے ملک میں امن وامان قائم رکھنے کے لیے انہیں روکنا بے حد ضروری ہے۔ نیز تحفظ ناموسِ رسالت کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ دنیا کو اس بات سے روشناش کرایا جائے کہ حضور ﷺ کی عزت و عظمت کیا ہے؟ اس بارگاہ اقدس کا ادب کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے خود اپنے محبوب ﷺ کی بارگاہِ اقدس کے آداب تعلیم فرمائے ارشاد ہوتا ہے: لا تجعلوا دعاء الرسول کدعاء بعضکم بعضا، رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرا لو جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے۔ (کنز الایمان) دوسری جگہ ارشاد فرمایا: یا ایھا الذین اٰمنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجھروا لہ بالقول کجھر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم و انتم لا تشعرون۔ (پ ۲۶، الحجرات) امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں ان آیات مبارکہ میں حضور اکرم ﷺ کے بعض خصائص کا ذکر ہے کہ حضور ﷺ پر اپنی آواز بلند کرنا، یا حضور ﷺ سے چلا کر بولنا حرام ہے۔ علمائے کرام نے اس سے یہ نتیجہ بھی نکالا ہے، کہ حضور اقدس ﷺ کے مزار شریف کے قریب بھی آواز بلند کرنا ممنوع ہے، اور قرأت حدیث شریف کے وقت بھی آواز بلند کرنا منع ہے، اس لیے کہ حضور ﷺ کی عزت و عظمت بعد وصال بھی ایسے ہی لازم ہے جیسے آپ ﷺ کی دنیاوی حیاتِ ظاہری میں تھی۔ (الاکلیل فی استنباط التنزیل)

جو لوگ ناموسِ رسالت ﷺ کا پاس نہیں رکھتے اور نبی کریم ﷺ کی بے ادبی و گستاخی کرتے ہیں، قرآن پاک نے ان کے لیے دنیا و آخرت میں لعنت اور دردناک عذاب کی وعید سنائی ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے: ان الذین یؤذون اللہ و رسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا و الآخرۃ و اعدلھم عذابا مھینا۔ (پ ۲۲، الاحزاب) یقیناً جو لوگ ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو، ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا و آخرت میں، اور اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

سطورِ بالا سے واضح ہو گیا کہ ناموسِ رسالت ﷺ کا تحفظ فرض اعظم ہے اور ان کی شان اقدس میں توہین و بے ادبی روئے زمین کا سب سے بڑا ظلم اور تشدد ہے۔

قارئین باوقار! ہمارے وطن عزیز بھارت میں بھگوا رنگ کی کچھ شر پسند تنظیمیں مسلسل ناموسِ رسالت ﷺ پر حملہ آور ہیں تمام سنی صحیح العقیدہ مسلمانوں کو متحد ہو کر کوئی لائحہ عمل تیار کرنا چاہیے جس کے ذریعہ یہ شیاطین توہین رسالت ﷺ سے باز آجائیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں تحفظ ناموسِ رسالت ﷺ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

کی محمد ﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

شبِ معراج کے فضائل و مسائل

از: محمد کوثر رضوی مرکزی، جامعۃ الرضا بریلی شریف

یہ چھوٹ پڑتی تھی اُن کے رُخ کی کہ عرش تک چاندنی تھی چھٹکی
وہ رات کیا جگمگا رہی تھی جگہ جگہ نصب آئینے تھے
وہ برج بطحا کا ماہ پارہ بہشت کی سیر کو سدھارا
چمک پہ تھا خلد کا ستارہ کہ اس قمر کے قدم گئے تھے

شب معراج وہ رات ہے جس رات اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے پاس بلا کر اپنے دیدار سے شرف یاب فرمایا شب معراج کا واقعہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا ایک بہت ہی عظیم الشان واقعہ ہے، جس رات میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہت ساری نعمتوں سے سرفراز کیا گیا بے شک وہ رات بڑی ہی عظیم اور بابرکت رات ہے۔ شب معراج جہاں عالم انسانیت کو ورطۂ حیرت میں ڈالنے والا واقعہ ہے وہیں امت مسلمہ کے لیے عظیم فضیلت کی رات قرار دی گئی ہے۔ سفر معراج حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا امتیازی معجزہ ہے، ساتھ ہی یہ واقعہ انسان کو ہدایت و ترقی اور کامرانی کی راہوں پر گامزن کرتا ہے۔ اس عظیم رات میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کے بے شمار عجائبات کو ظاہر فرمایا۔ اور اپنے بندے کو رات میں مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ لے گیا۔ معراج کی یاد میں اہلِ ایمان اس رات زیادہ سے زیادہ عبادت کرتے ہیں۔

شب معراج رحمتوں اور برکتوں کی رات ہے، یہ وہی رات ہے جس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی امت کے لیے پانچ وقت کی نمازوں کا تحفہ لے کر آئے۔ عربی لغت میں ''معراج'' ایک وسیلہ ہے جس کی مدد سے بلندی کی طرف چڑھا جائے اسی لحاظ سے سیڑھی کو بھی معراج کہا جاتا ہے۔ (لسان العرب، ج ۲، ص ۲۲۳)

روایات و تفاسیر میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مکہ سے بیت المقدس اور وہاں سے آسمانوں کی طرف جانا اور پھر لوٹ آنے کے جسمانی سفر کو معراج کہا جاتا ہے۔ قرآن مقدس میں سورۂ بنی اسرائیل کی پہلی آیت میں اس کی وضاحت کی گئی۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

سُبْحٰنَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا - اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ۔ ترجمہ: پاکی ہے اسے جو راتوں رات اپنے بندے کو لے گیا مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ تک جس کے ارد گرد ہم نے برکت رکھی کہ ہم اسے اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں بیشک وہ سنتا دیکھتا ہے۔ (کنز الایمان)

حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ مسافت خدا کی نشانیاں دیکھنے کا پیش خیمہ بنی، مذکورہ آیت میں معراج پاک کے پہلے مرحلے کا تذکرہ ہے جبکہ اس عظیم الشان سفر کے دوسرے مرحلے کی عکاسی سورۂ نجم کی ابتدائی آیات میں اس طرح کی گئی۔ وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰی (۱) ما ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَ مَا غَوٰی (۲) وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی (۳) اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی (۴) عَلَّمَهٗ شَدِیْدُ الْقُوٰی (۵) ذُوْ مِرَّةٍ فَاسْتَوٰی (۶) وَ هُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰی (۷) ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی (۸) فَكَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی (۹) فَاَوْحٰۤی اِلٰی عَبْدِہٖ مَاۤ اَوْحٰی (۱۰) مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی (۱۱) اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰی مَا یَرٰی (۱۲) وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰی (۱۳) عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰی (۱۴) عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰی (۱۵) اِذْ یَغْشَی السِّدْرَةَ مَا یَغْشٰی (۱۶) مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَ مَا طَغٰی (۱۷) لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰی (۱۸)

ترجمہ: اس پیارے چمکتے تارے محمد کی قسم جب یہ معراج سے اُترے۔ تمہارے صاحب نہ بہکے نہ بے راہ چلے۔ اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے۔ وہ تو نہیں مگر وحی جو انھیں کی جاتی ہے۔ انھیں سکھایا سخت قوتوں والے طاقتور نے پھر اس جلوہ نے قصد فرمایا۔ اور وہ آسمانِ بریں کے سب سے بلند کنارہ پر تھا۔ پھر وہ جلوہ نزدیک ہوا پھر خوب اتر آیا۔ تو اس جلوے اور اس محبوب میں دو ہاتھ کا فاصلہ رہا بلکہ اس سے بھی کم۔ اب وحی فرمائی

اپنے بندے کو جو وحی فرمائی۔ دل نے جھوٹ نہ کہا جو دیکھا۔ تو کیا تم ان سے ان کے دیکھے ہوئے پر جھگڑتے ہو۔ اور انہوں نے تو وہ جلوہ دوبار دیکھا۔ سِدۡرَۃُ الۡمُنۡتَہٰی کے پاس۔ اس کے پاس جنت الماویٰ ہے۔ جب سدرہ پر چھا رہا تھا جو چھا رہا تھا۔ آنکھ نہ کسی طرف پھری نہ حد سے بڑھی۔ بے شک اپنے رب کی بہت بڑی نشانیاں دیکھیں۔ (کنزالایمان)

شب معراج ایسی مقدس اور بابرکت شب ہے کہ جو شخص اس رات کو عبادت میں گزارے گا اللہ رب العزت اس کو بے شمار ثواب عطاء فرمائے گا۔ حضرت انس روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ رجب کی ستائیسویں رات میں عبادت کرنے والوں کو ۱۰۰ سال کی عبادت کا ثواب ملتا ہے۔ جو شخص ۲۷/رجب المرجب کی رات بارہ رکعت نماز اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ پڑھ کر قرآن کریم کی کوئی سورۃ پڑھے اور دو رکعت پر تشہد (التحیات للہ) آخر تک پڑھ کر (بعدِ درود) سلام پھیرے اور بارہ رکعت پڑھنے کے بعد ۱۰۰/مرتبہ یہ تسبیح پڑھے سُبۡحَانَ اللّٰہِ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکۡبَرُ پھر ۱۰۰ مرتبہ اَسۡتَغۡفِرُ اللّٰہَ ۱۰۰/مرتبہ درود شریف پڑھے تو دنیا و آخرت کے اُمور کے متعلق جو چاہے دعا کرے اور صبح میں روزہ رکھے تو یقیناً اللہ تعالیٰ اس کی تمام دعائیں قبول فرمائے گا مگر یہ کہ وہ کوئی ایسی دعا نہ کرے جو گناہ میں شمار ہوتی ہو کیونکہ ایسی دعا قبول نہ ہوگی۔ (شعب الایمان، احیاء العلوم صفحہ ۳۷۲ جلد ۱)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: رجب میں ایک دن اور رات ہے جو اس دن روزہ رکھے اور رات کو قیام کرے تو گویا اس نے سو سال کے روزے رکھے۔ (شعب الایمان، ج ۳، ص ۳۷۴، حدیث: ۳۸۱۱)

امام بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا کہ ماہِ رجب میں ایک دن اور ایک رات بہت ہی افضل اور برتر ہے جس نے اس دن روزہ رکھا اور اس رات عبادت کی تو گویا اس نے سو سال کے روزے رکھے اور سو سال تک عبادت کی یہ افضل رات رجب کی ستائیسویں شب ہے۔ (ماثبت من السنہ، ص ۱۷۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: رجب کی ستائیسویں رات میں عبادت کرنے والوں کو سو سال کی عبادت کا ثواب ملتا ہے۔ (احیاء العلوم، ج ۱ ص ۳۷۳)

مسائل: صدر الافاضل حضرت علامہ سید نعیم الدین مراد آبادی سورۂ بنی اسرائیل کی آیت نمبر (۱) کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ ۲۷ویں رجب کو معراج ہوئی مکہ مکرمہ سے حضور کا بیت المقدس تک شب کے چھوٹے حصہ میں تشریف لے جانا نص قرآنی سے ثابت ہے اس کا منکر کافر ہے اور آسمانوں کی سیر اور منازل قرب میں پہنچنا احادیث صحیحہ معتمدہ مشہورہ سے ثابت ہے جو حد تواتر کے قریب پہنچ گئی ہیں، اس کا منکر گمراہ ہے۔ (خزائن العرفان) امام مسلم رضی اللہ عنہ نے اپنی صحیح مسلم میں ایک باب باندھا ہے، باب اسراء برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی السمٰوٰت وفرض الصلوٰات جس میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آسمانوں پر جانا اور اللہ رب العزت نے جو پچاس وقت کی نمازوں کا تحفہ عطا فرمایا، اس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی گزارش پر اللہ تعالیٰ سے ان میں کمی کروانا تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معراج شریف حالت بیداری میں ہوئی، جمہور علمائے اُمت کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو روحانی اور جسمانی طور پر حالت بیداری میں معراج شریف سے مشرف فرمایا، "او ادنیٰ" کے مقام ناز تک جہاں آپ کی روح نے پرواز کی وہاں ساتھ جسم بھی موجود تھا۔ اس کے متعلق علمائے کرام کی آرا پیش خدمت ہیں۔

صدر الافاضل حضرت علامہ سید نعیم الدین علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: معراج شریف بحالت بیداری جسم و روح دونوں کے ساتھ واقع ہوئی یہی جمہور اہل اسلام کا عقیدہ ہے اور اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کثیر جماعتیں اور حضور کے اجلۂ اصحاب اس کے معتقد ہیں نصوص و آیات و احادیث سے بھی یہی مستفاد ہوتا ہے۔ (خزائن العرفان)

حضور اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں: معراج شریف یقیناً قطعاً اسی جسم مبارک کے ساتھ ہوا نہ کہ فقط روحانی، جو اُن کی عطا سے ان کے غلاموں کو بھی ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ عزوجل فرماتا ہے: سبحٰن الذی اسریٰ بعبدہ۔ پاکی ہے اسے جو رات میں لے گیا اپنے بندہ کو، یہ نہ فرمایا کہ لے گیا اپنے بندہ کی روح کو۔ (فتاوی رضویہ ج: ۱۵، مترجم)

علامہ عبداللہ بن محمد عبد الوہاب لکھتے ہیں: صحیح مذہب کے

مطابق آپ کو عالم بیداری میں جسدِ عنصری سمیت مسجدِ اقصیٰ سے بیت المقدس لے جایا گیا۔ آپ براق پر سوار ہوکر جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ گئے اور وہاں اُتر کر انبیائے کرام کی امامت فرمائی اور براق کو مسجد کے دروازے کے حلقہ ساتھ باندھا، پھر اس رات آپ کو معراج ہوئی۔ (مختصر سیرۃ الرسول: ۵۵)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: مذہب صحیح یہی ہے کہ وجود اسریٰ و معراج سب کچھ بحالت بیداری اور جسم کے ساتھ تھا، صحابہ، تابعین اور اتباع کے مشاہیر علما اور ان کے بعد محدثین، فقہا اور متکلمین کا مذہب اس پر ہے، اس پر احادیث صحیحہ اور اخبار صریحہ متواترہ ہیں بعض اس پر ہیں کہ معراج خواب میں روح سے تھی، اس کی جمع و تطبیق اس طرح ہے کہ یہ واقعہ متعدد مرتبہ ہوا، ایک مرتبہ بیداری میں اور دیگر اوقات خواب میں روح سے، کچھ مرتبہ مکہ مکرمہ میں اور کچھ مرتبہ مدینہ منورہ میں۔ (مدارج النبوۃ ج ۱: ۲۸۷)

حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: معراج شریف کے بیان کے لیے مجلس منعقد کرنا، اس میں واقعۂ معراج بیان کرنا جس کو رجبی شریف کہا جاتا ہے جائز ہے۔ اور یہ مشہور ہے کہ شب معراج میں حضور اقدس ﷺ نعلین مبارک پہنے ہوئے عرش پر گئے اور واعظین اس کے متعلق ایک روایت بھی بیان کرتے ہیں اس کا ثبوت نہیں اور یہ بھی ثابت نہیں کہ برہنہ پا تھے، لہٰذا اس کے متعلق سکوت کرنا مناسب ہے۔ (بہار شریعت جلد ۳ حصہ ۱۶)

شب معراج حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو بلا کیف و مکان دیدار ہوا تھا یا نہیں؟ اس کے متعلق فقیہ اعظم ہند علیہ الرحمہ رقمطراز ہیں: دنیا کی زندگی میں اللہ عزوجل کا دیدار نبی ﷺ کے لیے خاص ہے اور آخرت میں ہر سُنّی مسلمان کے لیے ممکن بلکہ واقع۔ رہا قلبی دیدار یا خواب میں، یہ دیگر انبیا علیہم السلام بلکہ اولیا کے لیے بھی حاصل ہے۔ ہمارے امامِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خواب میں سو ۱۰۰ بار زیارت ہوئی۔ (بہار شریعت جلد اول حصہ ۱)

دعا ہے کہ رب قدیر مجھے اور تمام مومنین و مومنات کو صراطِ مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے، اس ماہ مبارک میں کثرت سے عبادت کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمارے ملک، جان و مال کی حفاظت فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

فن شاعری کے زیر اہتمام کہا گیا نعتیہ کلام
من جانب تحریک میں صدقے یا رسول اللہ ﷺ

گردنیں عشقِ رسالت میں جو کٹوائیں گے
ان کی جاں بازی کے قصے سبھی دہرائیں گے

چرخِ الہام سے اُترے ہیں مضامینِ ثنا
بامِ ایجاب پہ جھنڈے یہی لہرائیں گے

خلعتِ عفو سے مولی بھی نوازے گا ضرور
جب شفاعت کی قبا ہم کو وہ پہنائیں گے

راس آتی نہیں زیبائشِ فردوسِ عجم
ہم کہ بس دشتِ عرب ہی میں سکوں پائیں گے

ہم رکاب اپنا اے شاہینِ اجل! کر لینا
جب درِ یار پہ ہم تجھ کو نظر آئیں گے

سرد کر دیں گے وہ دوزخ کے دہکتے شعلے
آتشِ حبِّ نبی دل میں جو بھڑکائیں گے

چشمِ حیرت سے انھیں دیکھے گا داروغۂ نار
مجھ سے عاصی کو جو بے داغ چھڑا لائیں گے

کھل اُٹھے گا گلِ پژمردۂ ہستی جس دم
شبنم افشانیِ اکرام وہ فرمائیں گے

ان کی رافت کے ترانے لبِ اقرار پہ ہیں
لاکھ ہم جرم کریں پھر بھی وہ اپنائیں گے

ان کا میزابِ کرم جانبِ صحنِ دل ہے
پھول اس باغ کے ہرگز نہیں مرجھائیں گے

جب زمانے کی ستم کیشی کرے گی بے چین
لے کے آغوشِ عنایت میں وہ تھپکائیں گے

دست گیری ہمیں حاصل ہے حبیبِ رب کی
لاکھ طوفانِ بلا آئے نہ گھبرائیں گے

طائرِ روح، مقید ہے بدن میں جب تک
نوری! ہم عظمتِ سرکار کے گُن گائیں گے

رشحاتِ قلم: محمد فیض العارفین نوری علیمی شراوستی

فضائل رمضان قرآن وحدیث کی روشنی میں

ازقلم: مولانا دانش رضا (مکی) گڑھوا

رمضان المبارک کا مہینہ بڑی فضیلت و اہمیت کا حامل ہے۔ اس کی فضیلت متعدد حیثیتوں سے ثابت ہے، جیسے رمضان کے روزے رکھنا اسلام کے پانچ بنیادی ارکان میں سے ایک رکن ہے۔

چونکہ رمضان المبارک اسلامی تقویم (کلینڈر) میں وہ بابرکت مہینہ ہے جس میں اللہ عزوجل نے قرآن حکیم نازل فرمایا۔ شھر رمضان الذی فیہ القرآن۔ جس کا ایک مطلب تو بعض علماء اور مفسرین نے یہ بیان کیا ہے کہ سب سے پہلی وحی جو غارِ حرا میں بصورت (اقرأ) جبریل امین لیکر آئے، یہ واقعہ اسی مہینے میں ہوا اور دوسرا مطلب یوں وضاحت کیساتھ پیش کیا گیا کہ رمضان المبارک کی ہی ایک بابرکت شب میں آسمانِ دنیا پر پورے قرآن کا نزول ہوا، لہٰذا اس رات کو اللہ رب العزت نے تمام راتوں پر فضیلت عطا فرمائی اور اسے شبِ قدر قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: لیلۃ القدر خیر من الف شھر۔ شب قدر (فضیلت و برکت اور اجروثواب میں) ہزار مہینوں سے بہتر ہے رمضان المبارک کی فضیلت وعظمت اور فیوض و برکات کی مناسبت سے چند احادیث مبارکہ پیش ہیں۔

عن ابی ہریرۃ قال النبی ﷺ اذا دخل رمضان فتحت ابواب الجنتہ و غلقت ابواب جھنم و سلسلت الشیاطین۔ (رواہ البخاری کتاب بدء الخلق)

جب ماہِ رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کردیے جاتے ہیں اور شیاطین زنجیر کے ذریعے قید کردیے جاتے ہیں۔ رمضان المبارک کے روزوں کو جو امتیازی شرف اور فضیلت حاصل ہے اس کا اندازہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس حدیث پاک سے لگایا جاسکتا ہے: عن ابی ہریرۃ قال النبی ﷺ من صام رمضان ایمانا و احتسابا غفرلہ ما تقدم من ذنبہ۔ (رواہ البخاری) جو شخص بحالت ایمان ثواب کی نیت سے رمضان کے روزے رکھتا ہے اسکے سابقہ گناہ بخش دیے جاتے ہیں رمضان المبارک کی ایک ایک ساعت اس قدر برکتوں اور سعادتوں کی حامل ہے کہ باقی گیارہ مہینے مل کر بھی اس کی برابری نہیں کرسکتے۔ عن ابی ہریرۃ قال النبی ﷺ من قام رمضان ایمانا واحتسابا غفرلہ ماتقدم من ذنبہ (رواہ البخاری) جس نے رمضان میں بحالتِ ایمان ثواب کی نیت سے قیام کیا تو اس کے سابقہ تمام گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔ من صام یوما فی سبیل اللہ بعد اللہ وجھہ عن النار سبعین خریفا۔ جس نے اللہ کے راستے میں ایک دن کا روزہ رکھا اس کے چہرے کو ستر سال (مسافت) دور کردیتا ہے۔ قال النبی ﷺ للصائم فرحتان یفرحھما اذا افطر فرح و اذا لقی ربہ۔ روزے دار کیلئے دو خوشیاں ہیں جن سے وہ خوش ہوتا ہے۔ ایک جب وہ روزہ کھولتا ہے تو خوش ہوتا ہے اور دوسری خوشی اس وقت ملے گی جس وقت اپنے رب حقیقی سے ملے گا تو اپنے روزے سے خوش ہوگا۔ حدیث قدسی: الصیام لی وانا اجزی بہ۔ (رواہ البخاری) روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اسکی جزا دوں گا۔ یعنی دیگر نیکیوں کے لیے تو اللہ تعالیٰ نے ضابطہ بیان کیا ہے (الحسنۃ بعشر امثالھا) نیکی کا صلہ کم از کم دس گنا اور زیادہ سے زیادہ سات سو گنا تک ملے گا لیکن روزے کو اللہ تعالیٰ نے اس ضابطے اور کلیے سے مستثنیٰ فرما دیا اور یہ فرمایا کہ قیامت والے دن اسکی وہ ایسی خصوصی جزا عطا فرمائیگا جسکا علم صرف اسی کو ہے اور وہ عام ضابطوں سے ہٹ کر خصوصی نوعیت کی ہوگی۔

الحاصل یوں کہ ان احادیث سے واضح ہے کہ رمضان کا مہینہ نہایت عظمت وسعادت کا مہینہ ہے اللہ تعالیٰ اسکی خصوصی عظمت کی وجہ سے اس ماہ مبارک میں وہ انعامات واقدامات عطا فرماتا ہے جو مذکورہ حدیثوں میں بیان ہوا جس سے اس مہینے کی خصوصی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ماہ رمضان المبارک کے فیوض وبرکات سے مالا مال فرمائے۔ آمین

معاشرتی برائیاں اور اُن کا سد باب

ازقلم: فیض الرحمن صدیقی علیمی ڈومریا گنج سدھارتھ نگر

یوں تو اس روئے زمین پر بے شمار مذاہب کے ماننے والے لوگ رہتے اور بستے ہیں، اور تقریبا سبھی کے پاس ان کے مذہب اور دھرم سے حاصل شدہ ایک لائحہ عمل بھی موجود ہے، جس کے مطابق لوگ زندگی گزارتے ہیں۔ مگر پوری دنیا کے مذاہب کا سرسری طور پر تجزیہ کیا جائے تو یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ مذہب اسلام نے اپنے ماننے والوں کو زندگی گزارنے اور دنیا کے ہر میدان میں کامیاب ہونے کا جو نسخہ کیمیا عطا فرمایا ہے وہ کسی اور مذہب اور دھرم نے اپنے ماننے والوں کو نہیں دیا ہے، مذہب اسلام نے جہاں پر بچوں کی تربیت، چھوٹوں پر شفقت، بڑوں کا ادب واحترام کرنے کا درس دیا ہے وہیں پر ایک مثالی زندگی کیسے گزارنی ہے اس کی بھی مکمل رہنمائی فرمائی ہے مذہب اسلام نے اپنے ماننے والوں کو جو اصول وضوابط فراہم کیا ہے اگر وہی دستور العمل پوری دنیا میں نافذ کر دیا جائے تو میرا دعوی ہے کہ پوری دنیا سے جرائم کا سد باب ہو جائے گا۔

آج پوری دنیا میں بے حیائیاں، برائیاں اور عریانیت اس قدر عروج کو پہنچ چکی ہیں کہ پوری دنیا جرائم کا اڈہ بن چکا ہے، اور تقریبا تمام ممالک کے سیاسی رہنما اپنے ملک کو منظم کرنے کے لیے، ماب لنچنگ (moblynching) اور ریپ (rape) جیسے تباہ کن معاملات کو روکنے کے لیے ہر طرح کے خرافات کا دروازہ بند کرنے کے لیے طرح طرح سے قانون بناتے ہیں مگر بجائے ان برائیوں پر لگام لگنے کے آئے دن وہ برائیاں بڑھتی ہی جا رہی ہیں، سوال یہ پیدا ہوتا ہے کی کیا وجہ ہے کہ ہزار کوششوں اور بے شمار قوانین کے نفاذ کے باوجود ان برائیوں اور بے حیائیوں پر قدغن نہیں لگ رہا ہے اگر میں ان تمام دنیاوی قانون داں کے خود ساختہ قوانین کی ناکامیوں کا سبب بیان کروں تو سوائے اس کے اور کوئی وجہ نہیں ہے کہ دنیاوی قانون داں جب جرائم کا دروازہ بند کرنے کے لیے کسی قانون کو ترتیب دیتے ہیں تو اس زمانہ استقبال میں پیش آنے والے تمام حالات سے بالکل نابلد ہوتے ہیں جن پر کی اس قانون کو جاری ہونا ہوتا ہے پھر وہ زمانہ ماضی اور حال کا جائزہ لیتے ہوئے کسی وہمی نتیجے پر پہنچ کر اٹکل سے زمانہ مستقبل کے لیے ایک ایسا کمزور قانون بناتے ہیں جس کے کامیاب ہونے کی دس فیصد بھی امید نہیں رہتی ہے، ظاہر سی بات ہے زمانہ مستقبل میں نافذ ہونے والے قانون کو جب ایسے لوگ تشکیل دیں گے جن کی نظر صرف زمانہ ماضی اور حال پر ہے اور جس دور میں اس قانون کا نفاذ ہونا ہے اس سے مکمل طور پر ناآشنا ہیں تو وہ قانون فیل بھی ہوسکتا ہے، اور یہی وجہ ہے کہ آج دنیا کے بڑے بڑے انٹیلیکچول (intellectual) اور ماہرین روزانہ کوئی نہ کوئی قانون بنا کر دنیا والوں کے سامنے پیش کرتے ہیں مگر ناکامی و نامرادی ہی ہاتھ آتا ہے۔ نتیجتاً جرائم کا سد باب ہونے کے بجائے ان برائیوں اور بے حیائیوں کو مزید تقویت حاصل ہو جاتی ہے۔

اسی لیے ضرورت اس بات کی ہے کہ اس رب ذوالجلال کے بنائے ہوئے قانون اور نظام کو پوری دنیا میں نافذ کیا جائے جس کو زمانہ ماضی، حال اور استقبال میں پنپنے والے چھوٹے بڑے تمام معاملات کا علم ہے، اس وحدہٗ لاشریک کے عطا کردہ دستور زندگی کو لاگو کیا جائے جس کو ابتدائے آفرینش سے لے کر صبح قیامت تک کے ایک ایک لمحے اور ایک ایک پل کی خبر ہے۔ مذہب اسلام کا کوئی بھی قانون ایسا نہیں ہے کہ وہ کسی خاص وقت یا خاص زمانے کے لیے محض کارگر ثابت ہو بلکہ مذہب اسلام کا ایک ایک قانون صبح قیامت تک کے لیے لوگوں کے لیے مشعل راہ ہے بس شرط یہ ہے کہ پوری ایمانداری اور دیانتداری کے ساتھ اسلام کے جملہ قوانین کو پوری دنیا میں نافذ کر کے اس کے مطابق عمل کرایا جائے تو آج بھی پوری دنیا امن و آشتی کا گہوارہ بنتی ہوئی نظر آئے گی۔ اللہ تعالیٰ عمل خیر کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ذہنی آزمائش

از: صاحبزادہ محمد ارشد علوی قادری
خانقاہ یار علویہ براؤں شریف ضلع سدھارتھ نگر یوپی

سوال 1: سب سے پہلے کعبے پر چمڑے کا غلاف کس نے پہنایا؟
جواب 1: سب سے پہلے کعبے پر چمڑے کا غلاف حضرت عدنان نے پہنایا۔ (کیا آپ جانتے ہیں ص 293)
سوال 2: اذان کی شروعات کس سن ہجری میں ہوئی؟
جواب 2: اذان کی شروعات سن 1 ہجری میں ہوئی۔ (کیا آپ جانتے ہیں ص 594)
سوال 3: مغرب اور عشاء کے درمیان جاگنا کیا ہے؟
جواب 3: مغرب اور عشاء کے درمیان جاگنا سنت موکدہ ہے۔ (کیا آپ جانتے ہیں ص 596)
سوال 4: حضور غوث پاک رضی اللہ تعالی عنہ کی ولادت کس سن ہجری میں ہوئی؟
جواب 4: حضور غوث پاک رضی اللہ تعالی عنہ کی ولادت سن یکم رمضان المبارک 470 ہجری میں ہوئی۔ (انوار البیان ص 532)
سوال 5: حج کس سن ہجری میں فرض ہوا؟
جواب 5: حج سن 9 ہجری میں فرض ہوا۔ (کیا آپ جانتے ہیں، ص 377)
سوال 6: کفار پر سب سے پہلے تیر پھینکنے والے صحابہ کون تھے؟
جواب 6: کفار پر سب سے پہلے تیر پھینکنے والے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالی عنہ ہیں۔ (کیا آپ جانتے ہیں، ص 272)
سوال 7: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری غزوہ کون سا ہے؟
جواب 7: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری غزوہ تبوک ہے۔ (کیا آپ جانتے ہیں، ص 274)
سوال 8: عمامہ کی نماز بغیر عمامہ کی نماز سے کتنی درجہ افضل ہے؟
جواب 8: عمامہ کی نماز بغیر عمامہ کی نماز سے ستر درجہ افضل ہے۔ (کیا آپ جانتے ہیں، ص 389)
سوال 9: حدیث شریف کے مطابق صدقہ کتنی بلاؤں کو دفع کر دیتا ہے؟
جواب 9: حدیث شریف کے مطابق صدقہ ستر بلاؤں کو دفع کر دیتا ہے۔ (کیا آپ جانتے ہیں، ص 391)
سوال 10: مومن کے کتنے دوست ہیں؟
جواب 10: مومن کے چار دوست ہیں۔ (کیا آپ جانتے ہیں، ص 475)
سوال 11: گنبد خضرا کس سن ہجری بنایا گیا؟
جواب 11: گنبد خضرا سن 1255 ہجری میں بنایا گیا۔ (کیا آپ جانتے ہیں، ص 493)
سوال 12: کفار کی گواہی دینا مسلمان کے لیے کیا ہے؟
جواب 12: کفار کی گواہی دینا مسلمان کے لیے جائز نہیں۔ (کیا آپ جانتے ہیں، ص 555)
سوال 13: سفر کی حالت میں نماز قصر کیا ہے؟
جواب 13: سفر کی حالت میں نمازِ قصر واجب ہے۔ (کیا آپ جانتے ہیں، ص 335)
سوال 14: حدیث شریف کے مطابق شعبان کس کا مہینہ ہے؟
جواب 14: حدیث شریف کے مطابق شعبان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مہینہ ہے۔ (کیا آپ جانتے ہیں، ص 376)
سوال 15: سب سے آخری تابعی کون تھے؟
جواب 15: سب سے آخری تابعی حضرت خلف بن خلیفہ رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ (کیا آپ جانتے ہیں، ص 420)
سوال 16: حدیث شریف کے مطابق تین انگلیوں سے کھانا کس طریقہ ہے؟
جواب 16: حدیث شریف کے مطابق تین انگلیوں سے کھانا انبیاء کا طریقہ ہے۔ (کیا آپ جانتے ہیں، ص 495)
سوال 17: حدیث شریف کے مطابق بوڑھے شخص کا دل کتنی چیزوں میں جوان ہوتا ہے؟
جواب 17: حدیث شریف کے مطابق بوڑھے شخص کا دل دو

چیزوں میں جوان ہوتا ہے:(1) حُبّ دنیا (2) درازیِ عمر۔(کیا آپ جانتے ہیں،ص 522)
سوال 18: ظلم کو دفع کرنے کے لیے رشوت دینا کیا ہے؟
جواب 18: ظلم کو دفع کرنے کے لیے رشوت دینا جائز ہے۔
(کیا آپ جانتے ہیں،ص 548)
سوال 19: موت کی کتنی قسمیں ہیں؟
جواب 19: موت کی تین قسمیں ہیں (1) رحمانی (2) نفسانی (3) شیطانی۔(کیا آپ جانتے ہیں،ص 550)
سوال 20: مسلمانوں کی پہلی مسجد کون سی ہے؟
جواب 20: مسلمانوں کی پہلی مسجد 'مسجد قبا' ہے۔(کیا آپ جانتے ہیں،ص 252)
سوال 21: سب سے پہلے امیر الحج کون تھے؟
جواب 21: سب سے پہلے امیر الحج حضرت ابو بکر صدیق تھے۔
(کیا آپ جانتے ہیں،ص 298)
سوال 22: سب سے پہلے آذان کس نے دیا؟
جواب 22: سب سے پہلے اذان حضرت جبرائیل علیہ السلام نے دیا۔ (کیا آپ جانتے ہیں،ص 592)
سوال 23: ہر چیز کی علامت ہوتی ہے ایمان کی علامت کیا ہے؟
جواب 23: ایمان کی علامت نماز ہے۔(کیا آپ جانتے ہیں،ص 594)
سوال 24: اسلام کے سب سے پہلے قاضی القضاء کون تھے؟
جواب 24: اسلام کے سب سے پہلے قاضی القضاء حضرت امام ابو یوسف تھے۔(کیا آپ جانتے ہیں،ص 561)
سوال 25: سب سے پہلے اذان کس وقت دی گئی؟
جواب 25: سب سے پہلے اذان فجر کے وقت دی گئی۔(کیا آپ جانتے ہیں،ص 326)
سوال 26: قرآن شریف میں کون سے مہینہ کا ذکر آیا ہے؟
جواب 26: قرآن شریف میں رمضان کے مہینے کا ذکر آیا ہے۔
(کیا آپ جانتے ہیں،ص 366)
سوال 27: روزہ کس سن ہجری میں فرض ہوا؟
جواب 27: روزہ سن ۲ ہجری میں فرض ہوا۔(کیا آپ جانتے ہیں، ص 366)
سوال 28: ابوجہل کس غزوہ میں واصل جہنم ہوا؟
جواب 28: ابوجہل غزوۂ بدر میں واصل جہنم ہوا؟
(کیا آپ جانتے ہیں،ص 369)
سوال 29: تاریخ ہجری لکھنے کا رواج کس زمانے سے شروع ہوا؟
جواب 29: تاریخ ہجری لکھنے کا رواج حضرت عمر کے زمانے سے ہوا۔ (کیا آپ جانتے ہیں،ص 274)
سوال 30: سب سے پہلا غزوۂ اسلام کونسا ہے؟
جواب 30: سب سے پہلا غزوۂ اسلام غزوۂ ابوہ ہے۔
(کیا آپ جانتے ہیں،ص 274)
سوال 31: کعبہ کو منہ یا پیٹھ کر کے استنجاء کرنا کیا ہے؟
جواب 31: کعبہ کی طرف منہ یا پیٹھ کر کے استنجا کرنا حرام ہے۔
(کیا آپ جانتے ہیں،ص 348)
سوال 32: عیدگاہ کے ممبر کا موجد کون ہے؟
جواب 32: عیدگاہ کے ممبر کا موجد مروان بن حکم ہے۔(کیا آپ جانتے ہیں،ص 355)
سوال 33: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا گوش وچشم کس کو فرمایا؟
جواب 33: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا گوش وچشم حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو فرمایا۔(کیا آپ جانتے ہیں،ص 405)
سوال 34: اللہ پاک نے اُمت محمدیہ کو کتنے نور عطا کیے؟
جواب 34: اللہ پاک نے اُمت محمدیہ کو دو نور عطا کیے۔
(کیا آپ جانتے ہیں ص 487)
سوال 35: پہلی صدی کا مجدد کس کو کہا جاتا ہے؟
جواب 35: حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ کو کہا جاتا ہے۔
(کیا آپ جانتے ہیں ص 509)
سوال 36: شراب کس سن ہجری میں حرام کی گئی؟
جواب 36: سن ۳ ہجری میں حرام کی گئی۔(کیا آپ جانتے ہیں ص 528)
سوال 37: امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا جس جگہ انتقال ہوا وہاں پر آپ نے کتنا قرآن ختم کیا؟
جواب 37: امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا جس جگہ انتقال ہوا وہاں پر

آپ نے ۷۰ ہزار قرآن ختم کیے۔(کیا آپ جانتے ہیں ص 211)
سوال 38: حدیث شریف کے مطابق رجب کس کا مہینہ ہے؟
جواب 38: حدیث شریف کے مطابق رجب اللہ کا مہینہ ہے۔
(کیا آپ جانتے ہیں ص 376)
سوال 39: حدیث شریف کے مطابق رمضان کس کا مہینہ ہے؟
جواب 39: حدیث شریف کے مطابق رمضان امت کا مہینہ ہے۔
(کیا آپ جانتے ہیں ص 376)
سوال 40: ابوجہل کو کس نے واصلِ جہنم کیا؟
جواب 40: ابوجہل کو حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے واصلِ جہنم کیا۔(کیا آپ جانتے ہیں ص 422)
سوال 41: توبہ کی کتنی شرطیں ہیں؟
جواب 41: توبہ کی ۳ شرطیں ہیں۔ معاصی پر ندامت، گناہوں سے رجوع، ہمیشہ کے لیے ترکِ گناہ۔(کیا آپ جانتے ہیں ص 503)
سوال 42: سلام کا جواب دینا کیا ہے؟
جواب 42: سلام کا جواب دینا واجب ہے۔(کیا آپ جانتے ہیں ص 519)
سوال 43: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا دو نعمتیں کونسی ہیں جس کی لوگ قدر نہیں کرتے؟
جواب 43: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا دو نعمتیں صحت اور امن ہیں جس کی لوگ قدر نہیں کرتے۔(کیا آپ جانتے ہیں ص 522)
سوال 44: داڑھی میں مہندی لگانا کس کی سنت ہے؟
جواب 44: داڑھی میں مہندی لگانا اسلام کی سنت ہے۔(کیا آپ جانتے ہیں، ص 544)
سوال 45: جس سے نکاح کرنا ہو اُسے دیکھ لینا کیا ہے؟
جواب 45: جس سے نکاح کرنا ہو اسے دیکھ لینا سنت ہے مگر چھپ کر یا بہانہ سے۔(کیا آپ جانتے ہیں ص 548)
سوال 46: بیوی بوقتِ ضرورتِ مردہ خاوند کو نہلا سکتی ہے یا نہیں؟
جواب 46: بیوی بوقتِ ضرورت مردہ خاوند کو نہلا سکتی ہے۔
(کیا آپ جانتے ہیں ص 553)
سوال 47: خانۂ کعبہ کتنے پہاڑوں کے پتھروں سے بنا؟
جواب 47: خانۂ کعبہ پانچ پہاڑوں کے پتھروں سے بنا۔ طورسینا، طورذیتا، کوہِ جودی، کوہِ لبنان، کوہِ حرا۔
سوال 48: مسواک کرنا وضو کی سنت ہے یا نماز کی؟
جواب 48: مسواک کرنا وضو کی سنت ہے۔(فتاویٰ رضویہ ج 1 ص 146)
سوال 49: قلم نے سب سے پہلے کیا لکھا؟
جواب 49: قلم نے سب سے پہلے بسم اللہ شریف لکھا۔
(روح البیان ج 1 ص 5)
سوال 50: بسم اللہ شریف سب سے پہلے کس نبی پر نازل ہوئی؟
جواب 50: بسم اللہ شریف سب سے پہلے حضرت سلیمان علیہ السلام پر نازل ہوئی۔(کنز العمال ج 1 ص 556)
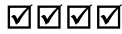
☑☑☑☑

حلال وحرام کا ڈر

امام احمد بن حنبل کے پاس دو بہنیں آئیں سوال ایسا کیا کہ امام احمد بن حنبل کو رلا دیا۔

پوچھتی ہیں بتائیں امام صاحب ہم رات کو چرخے پے کپڑا سوتی ہیں، بعض اوقات چراغ کی روشنی بند ہو جاتی ہے، تب چاند کی روشنی میں کام کرتی ہیں۔ اب چاند کی روشنی کے کپڑے کی قدر چراغ سے کم ہوتی ہے، بتائیں کہ کیا ہم جب بیچیں تو یہ بتا کر بیچیں کہ یہ چراغ والا ہے اور یہ چاند والا؟

آپ سنتے رہے اور خاموش رہے۔ پھر پوچھتی: امام صاحب! بعض اوقات ہمارا چراغ بند ہو جاتا ہے، ہمسایوں کے چراغ کی روشنی میں جو ہمارے گھر آرہی ہوتی ہے، اس سے کپڑا بناتے ہیں۔ بتائیں کیا یہ چوری تو نہیں؟ چراغ تو ان کا ہے، بے شک روشنی ہمارے گھر آرہی ہے۔

آپ رحمہ اللہ زور و قطار رونا شروع ہوئے۔ پوچھا! بیٹیو! کس کے گھر سے آئی ہو؟ اُن لڑکیوں نے بشر حافی رحمۃ اللہ کا نام لیا کہ ہم اُن کی بہنیں ہیں۔ آپ نے فرمایا: میں بھی کہوں کہ ایسی تربیت کسی عام آدمی کے گھر کی نہیں ہو سکتی۔۔۔۔

کیسے کیسے تھے ہمارے اسلاف......

✵ ✵ ✵ ✵

مکتوبات

سہ ماہی پیام شعیب الاولیاء وقت کی ضرورت

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

امابعد! قارئین! حالات اس قدر بد سے بدتر ہوتے جارہے ہیں کہ کیا کیا بیان تحریر میں لائیں سمجھ سے بالاتر ہے۔ جسے دیکھا جائے وہ ہمہ وقت موبائل فون، واٹس ایپ، فیس بک اور دیگر میڈیا وسوشل میڈیا میں مصروف رہتا ہے۔ کسی کو اتنی توفیق نہیں ہوتی کہ کم ازکم نماز پنج گانہ کے اوقات مقررہ میں چند منٹ کے لیے فون کو بند کرکے خدا کے سامنے سر کو جھکائے الا ماشاء اللہ

اور تو اور کوئی کسی کی نصیحت بھی سننے کو تیار نہیں حتی کہ والدین و ذمہ داران نسل نو کی تربیت صحیح طریقے سے نہیں کرتے پھر یہ شکایت کہ بچے ہماری ذمہ داریوں کو نہیں نبھاتے ہماری باتوں سے باہر ہورہے ہیں، کسی کے پاس دینی تعلیم حاصل کرنے کے لیے وقت نہیں کہ کسی عالم دین سے دینی معلومات حاصل کرے یا وسائل نہیں ہوتے کہ کتابیں خرید کر دین کی ضروری باتیں سیکھنے سمجھنے کی کوشش کرے۔ جس کے پاس وسائل ہیں وہ خریدنے کو تیار نہیں ہوتے ایسے میں قوم وملت کی اصلاح کیسے ہو کون اپنی اصلاح کرے؟

تو ایک ایسے راستے کی کشتی کی تلاش تھی جو لوگوں کے دلوں کو خوف خدا و عشق رسول کا سفر طے کرائے اور آج قوم وملت کی فلاح وبہبود کے لیے وہ راستہ رسالہ سہ ماہی پیام شعیب الاولیاء کی شکل میں افق صحافت پہ طلوع ہورہا ہے جو اقوال بزرگان دین احکام شریعت لیکر گل نصیحت کی شکل وصورت میں تیار ہوکر سفینۂ نجات بن کر ہر سہ ماہی پہ تشنگانِ علم وادب کی پیاس بجھانے کے لیے عشق رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سمندر تک اور تسکین قلب کے طلبگاروں کو خوف خدا وذکر خدا کے پاس لے جائیگا انشاء اللہ تعالیٰ۔ لہٰذا جو چاہے کہ زندگی میں انقلاب برپا ہو دین و دنیا کی کامیابی ملے، تو اسے لازم ہے سہ ماہی پیام شعیب الاولیاء یا ایسے ہی دینی سنی رسالوں کی کشتی پر سوار ہوکر بحر علوم دین میں غوطہ زن ہوکر علم و ادب کی موتی چن چن کر گلے کا ہار بنائے اور اپنی دنیا و آخرت کو سنوارے

اللہ رب العزت جل شانہ رسالہ ہذا کو وہ مقام و مرتبہ عطا فرمائے جو ہر خاص وعام کے لیے مشعل راہ ہدایت۔ چراغ زندگی بن کر دل ودماغ کے ہر گوشے کو عشق رسول خوف خدا کے نور سے منور ومجلی کرے آمین ثم آمین یارب العالمین۔

از: **غلام غوث اجملی**

استاذ الجامعۃ العربیہ (للبنات)، چریاباسی پورنیہ بہار

تاثراتِ ارشدیہ

رشحات قلم: شمسُ الطریقہ، بدرُ الشریعہ، غیظُ الوہابیہ، خلیفہ اعظم فیض یافتگان خلفائے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا، بے تاج بادشاہ، عاشقِ غوثُ الوریٰ، ارشدُ السّالکین، ارشدُ المشائخ حضور ارشد ملّت حضرت خواجہ پیر ابوالبرکات محمد ارشد سبحانی المعروف سرکار پیر محبوبِ سبحانی مدظلہ النورانی۔ بانی وسرپرستِ اعلیٰ ماہنامہ ارشدیہ

فقیر کے مُحبّ گرامی وعقیدت مند خلیفہ مجاز جگر گوشۂ خانوادۂ حضور شعیبُ الاولیاء نبیرۂ حضور مظہر شعیب الاولیاء شہزادۂ حضور شیخ طریقت افسرِ ملّت حضرت علامہ الشّاہ پیر محمد افسر علوی چشتی قادری ارشدی زید مجدہٗ (درگاہ مقدس خانقاہ یار علویہ فیض الرسول براؤں شریف، ضلع سدھارتھ نگر- بھارت) نے فقیر کو ابھی مسرور کُن نویدِ سعید سنائی ہے کہ وہ اپنی ادارت میں اور جگر گوشۂ حضور مظہر شعیب الاولیاء حضور شیخ طریقت الحاج الشّاہ غلام عبدالقادر علوی چشتی قادری مدظلہ العالی (زینتِ مسند و نائب ناظم اعلیٰ دارالعلوم اہلسنّت فیض الرسول براؤں شریف) کی سرپرستی میں ایک سہ ماہی رسالہ بنام ''پیامِ شعیب الاولیاء'' منظر عام پر لارہے ہیں، جس کا اجرا سلطان الصفاء حضور مظہر شعیب الاولیاء نوراللہ تعالیٰ مرقدہٗ کے

عرس سراپا قدس کے پُرنور و پُرمسرّت موقع پر کرایا جائے گا۔ اور مجھ حقیر و بے توقیر (فقیر ابوالبرکات محمد ارشد سبحانی عفی عنہ) کو تاثرات لکھنے کی باصرار خواہش بھی ظاہر فرمائی۔ حضرت موصوف حفظہ اللہ تعالیٰ نے رسالہ ھٰذا کی جو فہرست بھیجی ہے فقیر نے اسے ملاحظہ کیا ہے، ماشاءاللہ تعالیٰ بہت ہی عمدہ و معیاری عناوینِ حسین کا انتخاب کیا گیا ہے۔ اللہ کرے یہ رسالہ مُبارکہ سوادِ اعظم اہلسنّت، مسلک اعلیٰ حضرت کی نشر و اشاعت اور سرکاران خانقاہ یار علویہ فیض الرسول براؤں شریف کے علمی و روحانی فیضان کے فروغ کے لیے مفید ترین ثابت ہو۔ (آمین) عدیم الفرصتی کے باعث فقیر اسی پر اکتفا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سبھی کو اخلاص ولِلّٰہیت کے ساتھ زیادہ سے زیادہ دین وسنیت، مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج و اشاعت اور اس کے استحکام کے لیے کام کرنے کی توفیقِ رفیق نصیب فرمائے، جادۂ حق و شریعت پر گامزن فرمائے اور خاتمہ بر ایمان، جنت البقیع شریف میں مدفن، بے حساب حتمی مغفرت اور پیارے کریم آقا حضور رحمۃ للعٰلمین شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جنت الفردوس میں قربِ خاص عطا فرمائے۔ (آمین ثم آمین بجاہِ النّبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

فقط والسّلام خیر ختام

مدینے پاک کا بھکاری، اسفل العباد، احقر النّاس
فقیر عبد المصطفیٰ ابوالبرکات **محمد ارشد سبحانی** غفرلہ النورانی۔
خادم تلوکر انوالہ شریف (فاضل) ضلع بھکر۔
خاک نشین خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف ضلع میانوالی پنجاب، پاکستان

تاثر جلیل

از: خلیفۂ حضور تاج الشریعہ وگلزار ملت واویس ملت، محقق فقہیات، نازشِ درسیات، ادیب شہیر حضرت علامہ **مفتی محمد ابوالحسن صاحب** قبلہ قادری صدر شعبہ افتاء جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی مئو بانی و سربراہ اعلیٰ جامعہ تاج الشریعہ نواب گنج بہرائچ شریف

عزیز گرامی قدر مولانا محمد نعیم صاحب امجدی بہرائچی متعلم درجۂ تخصص جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی مئو کے ذریعہ نوید جاں فزا ملی کہ ادیب شہیر حضرت مولانا افسر علوی دام مجدہٗ کے زیر ادارت حضور شعیب الاولیاء محمد یار علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاکیزہ نام سے ایک سہ ماہی رسالہ منظر عام پر آرہا ہے، جس کا اِجرا ان شاءاللہ تعالیٰ حضور مظہر شعیب الاولیاء علامہ مولانا محمد صدیق علیہ الرحمہ کے تیسویں عرس سالانہ کے موقع پر بڑے احتشام کے ساتھ ہوگا۔

یقیناً یہ قابل تقلید اقدام اور لائق صد تحسین و آفریں عمل ہے۔ اُمید و یقین ہے کہ اس رسالہ کے ذریعے مذہب و مسلک کی ترویج کے ساتھ حضور شعیب الاولیاء کے مشرب و مشن کو عام و تام کرنے کا زریں کارنامہ انجام پائے گا۔ اور اس سے سنّی صحافت کو بھی فروغ ملے گا۔

دعا ہے کہ مولائے کریم رسالہ ہٰذا کو دوام و استمرار عطا فرمائے اور ارکانِ ادارت کے عزم و حوصلہ میں استحکام بخشے، خانقاہ عالیہ یار علویہ اور دار العلوم فیض الرسول براؤں شریف کو روز بروز عروج آشنا رکھے۔ آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین علیہ التحیۃ والتسلیم۔

محمد ابوالحسن قادری غفرلہ
خادم طیبۃ العلماء جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی مئو و مؤسس جامعہ تاج الشریعہ نواب گنج بہرائچ شریف، یوپی

☆ ☆ ☆ ☆

اقوالِ زرّیں

☪ ہر جیتا انسان زندہ نہیں ہوتا ہر ہنستا انسان خوش بھی نہیں ہوتا زندگی عجیب رنگ رکھتی ہے کبھی بے رنگ ہو کر تکلیف دیتی ہے اور کبھی بہت زیادہ رنگین ہو کر تکلیف دیتی ہے۔

☪ ضروری تو نہیں کہ زندگی کے سبھی خانے بھر جائیں کوئی خالی بھی رہنا چاہیے اگر سارے بھر جائیں تو کہیں دنیا میں ہی جنت کا گمان نہ ہونے لگے۔

☪ اچھے وقت کو اکثر یاد کیا کریں ہم برے وقت کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں جس کی وجہ سے ہمیں اپنی زندگی میں مشکلات ہی مشکلات محسوس ہوتی ہیں۔

☪ جتنا میں نے نظر انداز کر کے سکھ پایا ہے، جواب دے کر انا کی تسکین سے کبھی اتنا سکھ نہ پا سکتا۔

منقبت درشانِ حضور شعیب الاولیاء شیخ المشائخ

سیدنا الشاہ محمد یارعلی لقدر رضی المولیٰ عنہ

میں کروں کیسے بیاں کیا ہیں شعیب الاولیاء
میں ثریٰ ہوں اور ثریّا ہیں شعیب الاولیاء

علم و حکمت اس قدر اللہ نے بخشی انہیں
ہو کے تنہا اک ادارہ ہیں شعیب الاولیاء

اپنی قسمت پر ہو نازاں اے براؤں کی زمیں
کیونکہ تجھ پر جلوہ فرما ہیں شعیب الاولیاء

حضرت بابو میاں کے واسطے کردیں کرم
ہم غموں سے ریزہ ریزہ ہیں شعیب الاولیاء

رفعتیں تیرے مقدر میں ہیں اے فیض الرسول
کیونکہ تجھ پر مثل سایہ ہیں شعیب الاولیاء

جن کی ضو ریزی سے چمکے سیکڑوں تاریک دل
معرفت کا وہ ستارا ہیں شعیب الاولیاء

اولیاء مرتے نہیں ہیں اس وجہ سے آج بھی
روضۂ انور میں زندہ ہیں شعیب الاولیاء

جو بھی در پر آتے ہیں اپنی مرادیں پاتے ہیں
فضل رب سے ایسے داتا ہیں شعیب الاولیاء

خوف بخشش کا ہو کیوں مجھ کو بروز حشر، جب
میری بخشش کا سہارا ہیں شعیب الاولیاء

ان کی سیرت دال ہے اس بات پر عبدالمبین
زہد و تقویٰ میں یگانہ ہیں شعیب الاولیاء

رشحات قلم
جاروب کش بارگاہ شعیب الاولیاء
عبدالمبین فیضی

منقبت درشانِ حضور مظہرِ شعیبُ الاولیاء

حق تعالیٰ کی رضا ہیں مظہرِ یارِعلی
شاہِ بطحا کی عطا ہیں مظہرِ یارِعلی

عاشقِ خیرُ الوریٰ ہیں مظہرِ یارِعلی
نورِ چشمِ مرتضٰی ہیں مظہرِ یارِعلی

تیری عظمت اور بزرگی سے جنھیں انکار ہے
وہ بلا میں مبتلا ہیں مظہرِ یارِعلی

دورِ حاضر میں بہت سے پیر ملتے ہیں مگر
آپ ان سب سے جدا ہیں مظہرِ یارِعلی

بحرِ غم میں ڈوبنے دیتے نہیں کشتی مری
حق کے ایسے نا خدا ہیں مظہرِ یارِعلی

مرشدی یارِعلی کی ہے رضا حاصل انھیں
تجھ پہ جو دل سے فدا ہیں مظہرِ یارِعلی

نور سے جس کے ملی تاریک دل کو روشنی
ایسے اک روشن دیا ہیں مظہرِ یارِعلی

غم کے ماروں سے کہو افروز کروالیں علاج
سو دکھوں کی اک دوا ہیں مظہرِ یارِعلی

نتیجۂ فکر: **افروز احمد نظامی**
بھوانی گنج، سدھارتھ نگر یوپی
9838756327

خانوادۂ شعیب الاولیاء ایک نظر میں
مستخرج: صاحبزادہ محمد ارشد علوی قادری
خان محمد
شمس الدین عرف ملکو تھوک بیراگی گاؤں
علی حسن
خورشید علی
اشرف علی
خدا بخش
فضل علی عرف فخر علی
جان علی
احسان علی
عظمت علی
قاسم علی
عاشق علی
عدالت علی
بہادر علی
نظام الدین علوی
منشی رضا
قربان علی
سبحان علی
واجد علی عرف ساد جوبابا
شاہ محمد یار علی علیہ الرحمۃ
اسحاق علی
ذاکر علی
صابر علی
اصغر علی
انور علی
نصرت علی
سراج الدین
اسماعیل علوی
ابراہیم علوی
ساجد علی علوی
فصیح اللہ
علیم اللہ
مطیع اللہ
محمد ہاشمی علوی
محمد جاوید علوی
محمد عرفان علوی
مسعود علوی
سعد علوی
غلام غوث علوی
معین الدین علوی
فخر الدین علوی
محمد افضل علوی
جیلانی علوی
شمس الحق علوی
سعد علوی
حماد علوی
طلحہ علوی
عمار علوی
حمزہ علوی
ریان علوی
عدنان علوی
طلحہ علوی
حمزہ علوی
محمد جمیل علوی
محمد جمال علوی
محمد رفیق علوی
محمد شریف علوی
محمد ہاشمی علوی
محمد غزالی علوی
محمد قاسم علوی
محمد رحمانی علوی
نسیم علوی
وسیم علوی
نظام علوی
شمیم علوی
شکیل علوی
احسان علوی
علی رضا علوی
حسین علی علوی
وارث علی علوی
اشرف علوی
آفتاب علوی
احمد علوی
محمد رضا علوی
آفاق علوی
ذیشان علوی
زرقانی علوی
نعمان علوی
سلمان علوی
حسان علوی
زاہد علوی
رمضان علوی
دین محمد علوی
ستار علوی
شعبان علوی
نیاز احمد علوی
شفیق احمد علوی
نذیر احمد علوی
عبدالعزیز علوی
ظہیر احمد علوی
حبیب احمد علوی
محبوب احمد علوی
شاہ عالم علوی
بدر عالم علوی
صدر عالم علوی
رشید احمد علوی
انیس احمد علوی
حسیب علوی
سہیل علوی
محسن علوی
سعد علوی
کاظم الرحمٰن علوی
غلام حیدر علوی
شمس الدین علوی
قمر الدین علوی
عبدالرحیم علوی
عبدالسلام علوی
قمر رضا علوی
عبدالکلام علوی
حسن علوی
محمد کلیم علوی
محمد اعظم علوی
محمد عمران علوی
محمد عادل علوی
اشرف علوی
یعقوب علی علوی
محمد صدیق علوی علیہ الرحمۃ
علی حسین علوی
فاروق احمد علوی
احمد رضا علوی عرف بابو مرحوم
غلام عبدالقادر علوی
غلام عبدالقادر ثالث علوی
غلام عبدالقادر رابع علوی
محمد یوسف علوی
محمد یونس علوی
علی مرتضیٰ علوی
علی احمد علوی
غلام عبدالقادر چشتی
محمد مختار احمد علوی
محمد جمال احمد علوی
محمد آصف علوی
محمد شعیب علوی
حبیب علوی
اویس علوی
غلام حسنین علوی
محمد غلام کونین علوی
شرجیل علوی
محمد احمد علوی
محمد ارشد علوی
محمد افسر علوی
محمد ظہیر علوی
محمد مسعود علوی
محمد حسان علوی
محی الدین علوی
سیف الدین علوی
فیروز علوی
سبطین علوی
سیف الدین علوی
محمد عامر علوی
محمد دانش علوی
محمد ثقلین علوی

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ

فرمودات
حضور شعیب الاَولیاء

☆ رزق کی تمنا مخلوق سے نہ کرے بلکہ رزاق مطلق سے کرے جب آدمی اس پر سختی سے کاربند ہو جائے تو مسبب الاسباب غیب سے روزی کے اسباب مہیا فرما دے گا۔

☆ لالچ بری چیز ہے وہ انسان کو ذلیل و خوار کر دیتی ہے۔

☆ اس دور پرفتن میں اوراد و وظائف اور ہر قسم کے اعمال سے بہتر یہ ہے کہ اَلْحُبُّ فِی اللہِ وَالْبُغْضُ فِی اللہِ پر عمل پیرا ہو کر عقائد حقہ کی تبلیغ و اشاعت میں زندگی گزار دے۔

☆ طالب علم کو دیگر علوم و فنون کے علاوہ علم عقائد پر خصوصی توجہ دینی چاہیے۔

☆ انسان اگر موت سے ڈرنے لگا تو ایک تنکا بھی بھاری ہے اور اگر موت کا ڈر ختم ہو جائے تو پہاڑ جیسی چیز کو بھی زیر کر دینا اس کے لئے سہل ہے۔

☆ لوگ روزی کی تلاش میں پریشان رہتے ہیں حقیقت میں رب العالمین پر بھروسہ ہو جائے تو روزی انسان کو خود تلاش کرے گی۔

☆ طالب علم کے لئے استاد کی خوشی میں کامیابی ہے اور اس کا ادب ضروری ہے اور بے ادبی کی وجہ سے فیضان سے محرومی ہے۔

☆ مقرر اور واعظ کے لئے خشیت الٰہی نہایت ضروری ہے۔

☆ کامیاب مقرر وہ ہے جو اللہ و رسول کی رضا کے لئے تقریر کرے۔

☆ ناکام مقرر وہ ہے جو عوام میں مقبولیت کے لئے غیر مستند روایتوں اور بے سر و پا قصوں کو بیان کرے۔

☆ دولت مند وہ شخص ہے جو خدا کی دی ہوئی تھوڑی چیز پر مطمئن رہے۔

☆ کامیاب مرید وہ ہے جس کے دل میں اپنے مرشد کی محبت و احترام اس درجہ ہو کہ اس کے سوا کوئی دوسرا نہ دکھائی دے۔ (فنافی الشیخ)

☆ کوئی مہمان اگر بے نمازی ہے تو مہمان ہونے کی وجہ سے کھانا تو کھلا دوں گا لیکن خانقاہ (فیض الرسول) میں اسے قیام کی ہرگز اجازت نہ دوں گا تاوقتیکہ وہ نماز نہ پڑھے۔

☆ علمائے حق نائب رسول ہیں لائق احترام و قابل قدر ہوتے ہیں عالم دین جب تک ضروریات دینیہ معمولات مذہب اہلسنت پر قائم رہے میری نظر میں لائق تعظیم رہے لیکن معاذ اللہ اگر وہ عقیدہ باطلہ، عقیدہ حقہ دونوں کے درمیان فرق کرنے کے بجائے دونوں کے یکساں ہونے کا قائل ہو جائے تو ایسے عالم کو جوتے کی ٹھوکر لگاتے ہوئے کہوں گا کہ ہٹ خبیث جب تو خدا اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نہیں رہا تو میرا تجھ سے کیا واسطہ۔

مرتب: نبیرۂ شعیب الاولیاء و مظہر شعیب الاولیاء حضرت حافظ و قاری مولانا محمد افسر علوی قادری چشتی صاحب قبلہ براؤں شریف